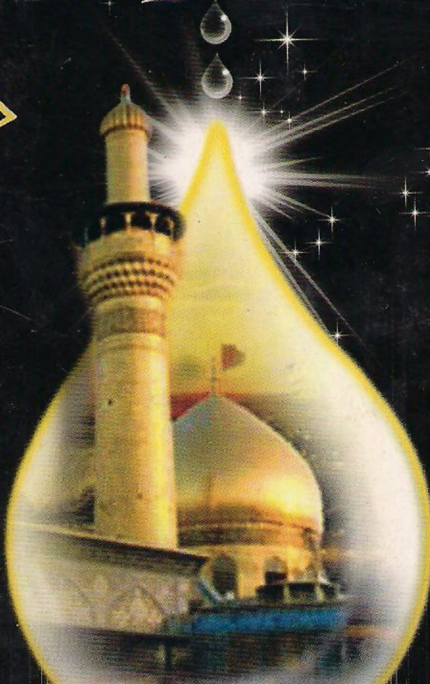
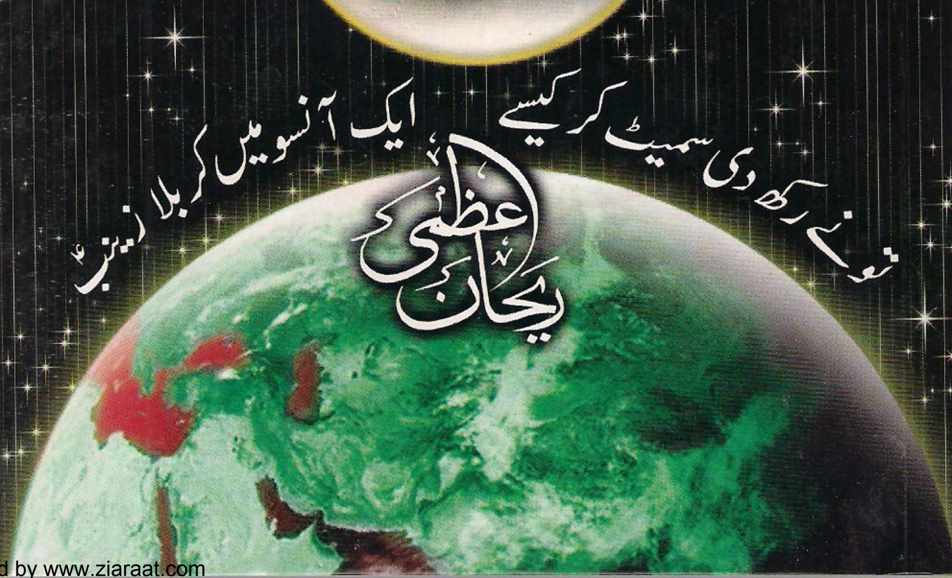
ایک آنسو میں کربلا

حصہ سوم



تو نے رکھ دی سمیٹ کر کیسے
ایک آنسو میں کربلا زینبؑ

ریحان اعظمی



یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.

منجانب.



سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

۷۸۶
۱۱۰_۹۲
یا صاحب الزماںؑ ادرکنی

یا عباسؑ

DvD Version

لبیک یا حُسینؑ

نذر عباس
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

ایک آنسو میں کربلا

حصہ سوم

ندیم سرورؔ

اور کراچی کی دیگر ماتمی انجمنوں کے

مشہور و معروف نوحہ خوانوں کے نوحوں کا مجموعہ

شاعر اہل بیت

ریحان اعظمی

ترتیب و تدوین

اے ایچ رضوی

ناشر

★

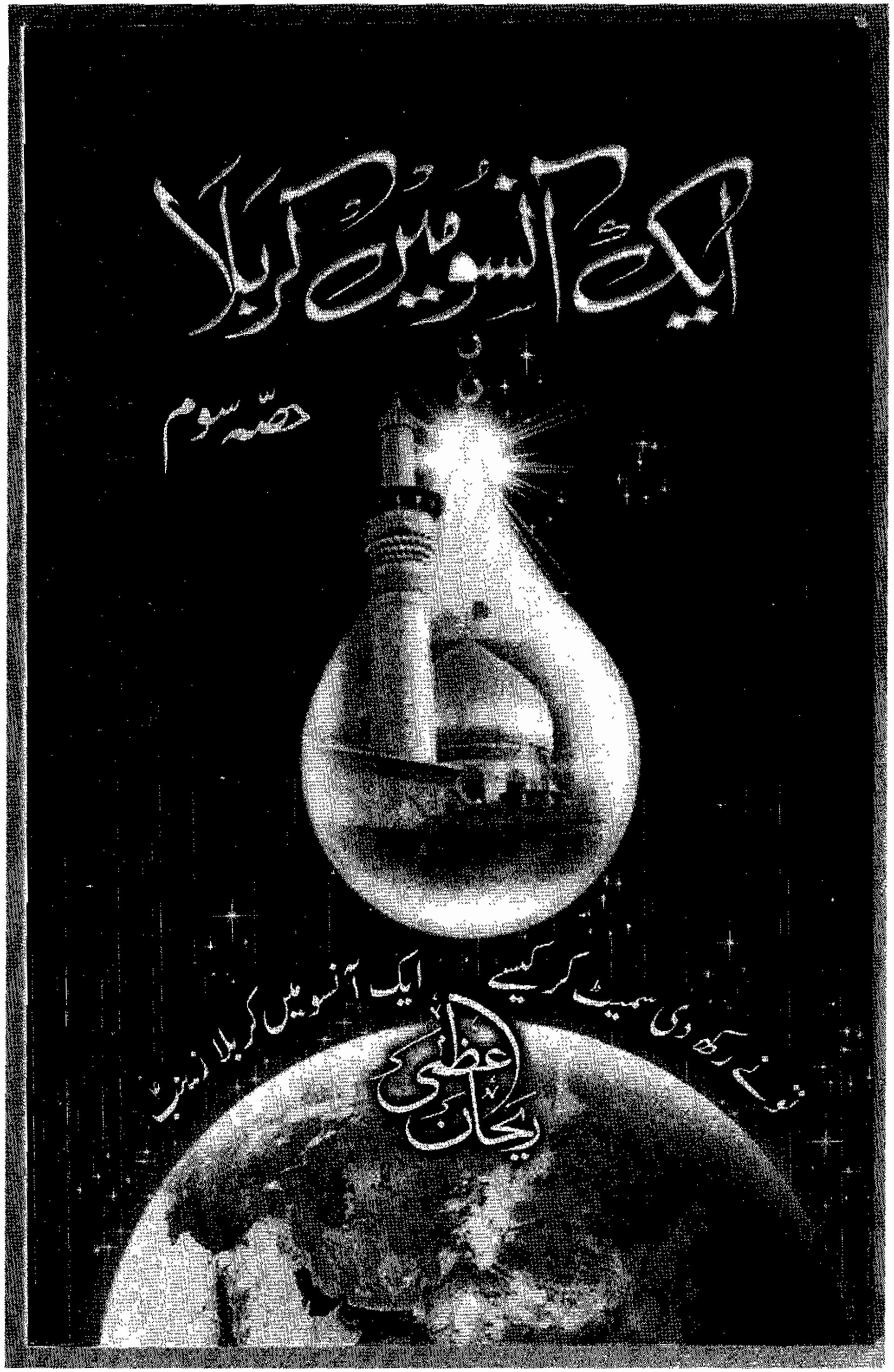
محفوظ بک ایجنسی ✿ مارٹن روڈ کراچی

MBA محفوظ

Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882

E-mail: anisco@cyber.net.pk

دیارِ عشق میں رہنے والے مجنوں کے کہنے پر SCAN کیا طالبِ دعا سید نذر عباس رضوی



فہرست مضامین ایک آنسو میں کربلا (حصّہ سوم)

فہرست نوحہ جات

نوحہ جات سال 2009ء

تھک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا

(ندیم سرورؔ)

جو محمدؐ کا وفادار ہے، اللہ اس کا
کربلا اُس کی، نجف اُس کا، مدینہ اس کا
زندگی ہے تو بس، علیؑ کی طرح
موت آئے تو، یاحسینؑ، یاحسینؑ
یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ
آواز محمدؐ کا اثر ختم نہ ہوگا
تھک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا
یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ

لاریب کہ رسولؐ کی دونوں ہیں زیب و زین
پہلو میں یا علیؑ ہے تو گودی میں یا حسینؑ
لوح و قلم کا عِلم کا، سالک ہے یا علیؑ
جب تک خدا کا مُلک ہے، مالک ہے یاحسینؑ
یہ عِلم کا دَر صبر کا گھر، ختم نہ ہوگا
تھک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا
یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ

یہ سلطنتِ عشق ہے، خود دار ملیں گے
سلمانؓ و ابوذرؓ سے، وفادار ملیں گے
عاشق یہاں میثمؓ سے، جگردار ملیں گے
جینے کے لیے مرنے پہ، تیار ملیں گے
کٹ جائے زباں عِشق مگر، ختم نہ ہوگا
تھک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا
یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ

مُسلم بن عقیلؑ، سفیرِ حسینؑ ہے
حُبِ علیؑ ہے دل میں، مُشیرِ حسینؑ ہے
وہ بادشاہ اور یہ وزیرِ حسینؑ ہے
ایسا وزیر ہے کہ فقیرِ حسینؑ ہے
تاحشر سفارت کا سفر، ختم نہ ہوگا
تھک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا
یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ

حُرؑ کو سخی حسینؑ نے، عالی بنا دیا
ایسا کہ پنجتنؑ کا، سوالی بنا دیا
نادِ علیؑ نے اِس کو، جلالی بنا دیا
رومالِ فاطمہؑ نے، مثالی بنا دیا
یہ دَر ہے عطاؤں کا، یہ دَر ختم نہ ہوگا
تھک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا

اے میرے ربِ جہاں، اے محمدؐ کے خدا
یہ تیرا عشق ہی تھا، جس کی پرواز جُدا

پنجتن سے جو مِلا، عشق کا تیرے سفر
عشقِ حیدر میں مِلا، کبھی میثمؓ، کبھی مقدادؓ و ابوذر میں مِلا
کبھی سلمانؓ کے دل میں کبھی قنبرؓ میں ملا
اور مقتل میں جو دیکھا تو بہتر ۷۲ میں ملا
لائق عشق ہے تو، تیرا جلوہ ہر سُو

اے میرے رب جہاں، اے محمدؐ کے خدا
عشق تو نے بھی کیا، وہ محمدؐ تیرا
جس کی چاہت کے لیے یہ جہاں خلق کیا
وہ تیرا عشق ہی تھا، وہ تیرا عشق ہی تھا
اے میرے رب جہاں، اک عجب عشق ہوا

وہ سرِ کربلا، تیرا عاشق ہے کھڑا
خون میں ڈوبا ہوا، دے چکا لختِ جگر
دے چکا نورِ نظر، دے چکا سارا وہ گھر
اور خنجر کے تلے، اُس کا سجدے میں ہے سر
نہ نماز ایسی، نہ عاشق کا کلیجہ ایسا
نوکِ نیزہ پہ بھی کرتا رہا ذکر تیرا
یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ

اِک ذُوالفقار خلق میں، دو ہاتھ سے چلی
دَستِ حسینؑ و، پنجہ مشکل کشا علیؑ
یہ مصطفیٰؐ کی جان، وہ اللہ کا ولی
دونوں کا مرتبہ بھی، دو عالم پہ ہے جلی

دونوں کا اس کمال سے، سجدہ ادا ہوا
حیدرؑ سے ابتدا ہوئی، یاں خاتمہ ہوا
تھک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا
یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ

ہے وقتِ عصر، مرضی پروردگار ہے
اب پُشتِ ذُوالجناح پہ، مولا سوار ہے
پہلو میں خون روتی ہوئی ذُوالفقار ہے
ہمراہ ذُوالجناح بھی، بہت دِلفگار ہے
قُربان ذوالجناح پہ، اور ذوالفقار پر
چلتے تھے دونوں، مرضی پروردگار پر
تھک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا
یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ

جیسی وہ ذوالفقار تھی، ویسا تھا ذوالجناح
بچپن سے ساتھ ساتھ ہی، رہتا تھا ذُوالجناح
بے مثل و بے نظیر تھا، اعلیٰ تھا، ذُوالجناح
کیونکر نہ ہو رسولؐ نے پالا تھا، ذُوالجناح
پہلا سوار تو نبیؐ کردگار ہے
اور دوسرا یہ دوش نبیؐ کا سوار ہے
تھک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا
یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ

چیتے کی جست، شیر کی چتون، ہرن کی آنکھ
چلتا تھا دیکھ دیکھ کے شاہِ زمن کی آنکھ

پڑتی تھی یوں حریف پہ اُس صف شکن کی آنکھ
لڑتی ہے جیسے جنگ میں شمشیر زن کی آنکھ
تیغ آئی جس پہ، اُس کا بھی وار اس پہ چل گیا
وہ سر گرا گئی، تو یہ لاشہ کچل گیا

تھک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا
یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ

کہتا تھا ذُوالفقار سے، اب میری جنگ دیکھ
چل میرے ساتھ ساتھ، ذرا میرا رنگ دیکھ
اس پیاس میں لڑائی کا، میرا بھی ڈھنگ دیکھ
راہ حیات کتنوں پہ کرتا ہوں تنگ دیکھ
مانا تُو ذُوالفقار ہے، مرحب شکار ہے
لیکن یہ دیکھ کون یہ مجھ پر سوار ہے

تھک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا
یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ

سمٹا، جما، اڑا، اِدھر آیا، اُدھر گیا
چمکا پھرا جمال دکھایا، ٹھہر گیا
تیروں سے اڑ کے برچھیوں میں بے خطر گیا
برہم کیا صفوں کو سروں سے گزر گیا
آیا جو زد میں اس کی اجل آگئی اُسے
اک ٹاپ پڑی جس پہ زمیں کھا گئی اسے

تھک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا
یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ

اللہ رے لڑائی میں شوکت حسینؑ کی
تھی تیغ و ذُوالجناح میں سرعت حسینؑ کی
قدرت بغور تکتی تھی صورت حسینؑ کی
قہر خدا سے کم نہ تھی ہیبت حسینؑ کی
بولے علیؑ حسینؑ ہو اب بھی حواس میں
ایسی تو جنگ ہم نہ لڑے، بھوک و پیاس میں

تھک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا
یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ

آئی صدائے غیب کہ، بس بس حسینؑ بس
دم لے ہوا میں چند نفس، اے حسینؑ بس
گرمی سے ہانپتا ہے، فرس بس حسینؑ بس
وقت نمازِ عصر ہے، بس بس حسینؑ بس

تھک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا
یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ

یہ سنتے تھے حضرت، جو لگا پُشت پہ بھالا
قربوس پہ تھرا کے گرے، حضرت والا
جبریلؑ نے قدموں سے، رکابوں کو نکالا
اور ہاتھوں کو گردن میں ید اللہ نے ڈالا
دیکھا جو ذُوالجناح نے، غش کھاتے زین پر
بس بیٹھ گیا ٹیک کے گھٹنے، زمین پر
قرآن رحلِ زیں سے، سر فرش گر پڑا
دیوارِ کعبہ بیٹھ گئی، عرش گر پڑا

تھک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا
یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ

چلائیں فاطمہؑ، میرا بچّہ ہے بیگناہ
اے ارضِ نینوا، میرا بچّہ ہے بیگناہ
اے نہرِ علقمہ، میرا بچّہ ہے بیگناہ
اے ذُوالفقار، تُو ہی بچا لے حسینؑ کو
اے ذُوالجناح، تُجھ سے میں لوں گی حسینؑ کو

تھک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا
یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ

ڈُوبا لہو میں، لوٹ کے آیا ہے ذوالجناح
سمجھی سکینہؑ، بابا کو لایا ہے ذُوالجناح
سرخاک پر پٹک کے پکارا، وہ راہوار
سیدانیوں بچھڑ گیا، مجھ سے میرا سوار
جلدی اتار لو، یہ تبّرک یہ ذوالفقار
کٹتا ہے واں، گلوئے شہنشاہؑ نامدار

زہراؑ قریب لاشِ پسر خاک اڑاتی ہے
خیموں میں جاؤ، لوٹنے کو فوج آتی ہے
یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ، یاعلیؑ، یاحسینؑ

☆☆☆☆☆

جلتے ہوئے خیموں کی بجھتی راکھ پر بیبیاں رہ گئیں

(ندیم سرورؔ)

جلتے ہوئے خیموں کی بُجھتی راکھ پر بیبیاں رہ گئیں
دل سے لگائے داغ بہترؑ نوحہ گر، بیبیاں رہ گئیں
شام غریباں سے کچھ پہلے جھولا چادر بستر تھا
پہلو میں ہمشکل پیمبرؐ گود میں ماں کی اصغرؑ تھا
گودیاں خالی مانگیں اُجڑی بے پستر
بیبیاںؑ رہ گئیں، جلتے ہوئے خیموں کی بُجھتی راکھ پر

ہاں یہ ابو طالب کا کنبہ، بیٹیاں ساری حیدرؑ کی
عظمتِ زہرہؑ عظمت مریمؑ، عزت تھیں پیغمبرؐ کی
چادریں مانگتیں نام پیمبرؐ در بدر
بیبیاںؑ رہ گئیں، جلتے ہوئے خیموں کی بُجھتی راکھ پر
ڈھلتا سورج سوچ رہا ہے، وقت سحر کیا منظر تھا
محوِ عبادت، زیرِ علم شبیرؑ کا سارا لشکر تھا
سو گیا لشکر جاگنے والی رات بھر
بیبیاںؑ رہ گئیں، جلتے ہوئے خیموں کی بُجھتی راکھ پر
دریا موجیں مار رہا ہے، پیاس ابھی تک باقی ہے
شاید غازی لوٹ کے آئے، آس ابھی تک باقی ہے
دیکھ ذرا زینبؑ کے برادر جاگ کر
بیبیاںؑ رہ گئیں، جلتے ہوئے خیموں کی بُجھتی راکھ پر

کوئی نہیں جو پوچھ لے آ کر کیا ہوئی زینبؑ تیری چادر
تیرے تو تھے اٹھارہ برادر کیوں ہے اکیلی پہرے پر
ہمسفر مقتول ہوئے سب، ہمسفر
بیبیاںؑ رہ گئیں، جلتے ہوئے خیموں کی بُجھتی راکھ پر

رات اندھیری جلتا صحرا، لاشوں سے میدان بھرا
پہرے پر حیدرؑ کی بیٹی اور چار طرف ہیں اہلِ جفا
بے کفن لاشوں کو اٹھانے ننگے سر
بیبیاںؑ رہ گئیں، جلتے ہوئے خیموں کی بُجھتی راکھ پر

سوچو ذرا ریحانؔ وسرورؔ شامِ غریباں کا وہ منظر
چاک گریباں آئے جو حیدرؑ دیکھ کے زینبؑ کو پہرے پر
رو دیئے حیدرؑ خیمے مقتل دیکھ کر
بیبیاںؑ رہ گئیں، جلتے ہوئے خیموں کی بُجھتی راکھ پر

☆☆☆☆☆

مسلمؑ دِیاں دِھیاں فجر ویلے

(ندیم سرورؔ)

مسلمؑ دِیاں دِھیاں فجر ویلے
آئیاں کول حسینؑ سخی دے
تیکوں واسطہ اکبرؑ اصغرؑ دا
ساکوں ویر ملا اج عید اے
مسلمؑ دِیاں دِھیاں فجر ویلے

مسلمؑ کی بیٹیاں فجر میں جب
آئیں پاس حسینؑ سخی کے
تمہیں واسطہ اکبرؑ اصغرؑ کا
ہمیں بھائی ملا اج عید اے
مسلمؑ دِیاں دِھیاں فجر ویلے

رب خیر کرے تیرے اکبرؑ کی
ھووے عُمر دراز علیؑ اصغرؑ کی
صُغراںؑ دِے وِیراں دا صدقہ
ساکوں ویر ملا اج عید اے

جدَوں عید دا ویلا آندَا اے
کُل مَانواں پُتر سَجاندیاں نے
پئی فیجدی اے راسا ڈی ماں
ساکوں ویرؑ

شہزادی اُم البنینؑ کی یہ
معصوم نواسیاں روتی ہیں
سُنتی ہیں رُقیہ یہ نوحہ
ساکوں ویر ملا اج عید اے

خالق نے بھینڑ بھرا داں دے
بوَوں وگھرے جوڑ بنڑائے نے
بھینڑیں دے ھوندے مانڑ بھرا
ساکوں ویر ملا اج عید اے

ساگوں پیو دِی یاد ستاَندی اے

جیڑا ٹھنڈ تائیں وَل کے ممیں آیا
ساڈے بابل دا کُجھ حال سُنڑا
ساکوں ویر ملا اج عید اے
گُل لا کے چولے مُجڑاں دے
ڈھی امّ البنینؑ دی روندی اے
کھتے منک نہ جاونڑ اَودے سَاں
ساکوں ویر ملا اج عید اے
ہتھ جوڑ کے مَامیں غازیؑ سگوں
ایھو ویڑ کیتا شہزادیاںؑ نے
دِل باج بھراواں ممیں لگدا
ساکوں ویر ملا اج عید اے
جب روئیں بیٹیاں مُسلمؑ کی
شبیرؑ کو صغراؑ یاد آئی
آتی تھی مدینے سے یہ صدا
ساکوں ویر ملا اج عید اے
سرورؔ، جوادؔ، ریحانؔ دے سنگ
سگ سَارا ماتم کردا اے
ایھو سُنڑ کے ویڑ یتیماں دا
ساکوں ویر ملا اج عید اے

☆☆☆☆☆

ماتم یہ محمدؐ کے نواسے کا بپا ہے

(علی شناور، علی جی، فرزند ندیم سرورؔ)

ارض کربلا، ارضِ نینوا
یہ ماہِ مُحرم ہے، یہ ایامِ عزا ہے
ماتم یہ محمدؐ کے نواسے کا بپا ہے

اس ماہ میں لوٹی گئی زھراؑ کی کمائی
تلوار محمدؐ کے نواسے پہ چلائی
اس ماہ میں جبریلؑ سے نوحہ یہ سُنا ہے
ماتم یہ محمدؐ کے نواسے کا بپا ہے
اِس ماہِ مُحرم نے قیامت یہ دکھائی
اس چاند نے صغراؑ کو خبر جاکے سنائی
ویران مدینہ ہے، بسی کربوبلا ہے
ماتم یہ محمدؐ کے نواسے کا بپا ہے
اِس ماہ میں ساداتؑ نے دن کیسے گزارے
معصومینؑ کو پانی نہ مِلا نہر کنارے
کیا ظلم محمدؐ کے گھرانے نے سَہا ہے
ماتم یہ محمدؐ کے نواسے کا بپا ہے
جب چاند مُحرم کا نظر آتا ہے ہم کو
سجتا ہے عزا خانہ تو یاد آتا ہے ہم کو

اس چاند میں خوں آلِ محمدؐ کا بہا ہے
ماتم یہ محمدؐ کے نواسے کا بپا ہے
عاشور کا دن بھول نہ پائے گا زمانہ
لوٹا گیا اس روز محمدؐ کا گھرانہ
اس روز سے دُنیا میں بچھی فرشِ عزا ہے
ماتم یہ محمدؐ کے نواسے کا بپا ہے
جب گنجِ شہیداں میں ہوئی شامِ غریباں
جلتے ہوئے خیموں میں تھی سادات پریشاں
پردیس میں گھر فاطمہ زہراؑ کا لُٹا ہے
ماتم یہ محمدؐ کے نواسے کا بپا ہے
کیا حوصلے ماؤں کے تھے کیا شیر تھے بچے
وہ مقصدِ زہراؑ تھیں، یہ حیدرؑ کے ارادے
ان ماؤں سے بچوں سے بنی خاکِ شفا ہے
ماتم یہ محمدؐ کے نواسے کا بپا ہے
وہ عونؑ و محمدؑ، علی اکبرؑ علی اصغرؑ
وہ قاسمِ نوشاہ، وہ عباسؑ دلاور
مقتل ان ہی شہزادوں کے زخموں سے سجا ہے
ماتم یہ محمدؐ کے نواسے کا بپا ہے
ہوں سرورؔ و ریحانؔ، شاورؔ کہ علی جیؔ
ہے نوکری ورثے میں حسینؑ ابن علیؑ کی
آواز و قلم دونوں اِسی دَر کی عطا ہے
ماتم یہ محمدؐ کے نواسے کا بپا ہے

☆☆☆☆☆

عباسؑ نہ اب لوٹ کے آئے گا سکینہؑ

(ندیم سرورؔ)

عباسؑ نہ اب لوٹ کے آئے گا سکینہؑ
اب کون تیرے ناز اٹھائے گا سکینہؑ
عباسؑ نہ اب لوٹ کے آئے گا سکینہؑ
بھائی سے وداع ہو کے یوں فرماتے تھے مولا
اب کون میرے گھر کو بچائیگا سکینہؑ
عباسؑ نہ اب لوٹ کے آئے گا سکینہؑ
کیا ہوگا ذرا دیر میں معلوم ہے ہم کو
ٹکڑوں میں علم نہر سے آئے گا سکینہؑ
عباسؑ نہ اب لوٹ کے آئے گا سکینہؑ
اک شور ہے کہرام ہے بی بی لب دریا
لگتا ہے کہ اب شیر نہ آئے گا سکینہؑ
عباسؑ نہ اب لوٹ کے آئے گا سکینہؑ
تلواروں میں نیزوں میں گھرا ہے میرا بھائی
وہ مشک و علم کیسے بچائے گا سکینہؑ
عباسؑ نہ اب لوٹ کے آئے گا سکینہؑ
عباسؑ نہ ہوں گے تیرا بابا بھی نہ ہوگا
اب کون تیری پیاس بجھائے گا سکینہؑ
عباسؑ نہ اب لوٹ کے آئے گا سکینہؑ

کس کے لیے بی بی درِ خیمہ پہ کھڑی ہو
اب کوئی ترائی سے نہ آئے گا سکینہؑ
عباسؑ نہ اب لوٹ کے آئے گا سکینہؑ

مشکیزہ علم تشنہ لبی، دستِ بُریدہ
کیا کیا تیرے اس دل میں سمائے گا سکینہؑ
عباسؑ نہ اب لوٹ کے آئے گا سکینہؑ

عباسؑ کا وعدہ ہے کہ پانی نہ پیئے گا
پہلے تمہیں کوثر پہ پلائے گا سکینہؑ
عباسؑ نہ اب لوٹ کے آئے گا سکینہؑ

اے سروؔر و ریحاؔن یہ کہتے رہے مولا
یہ غم تجھے تا حشر رُلائے گا سکینہؑ
عباسؑ نہ اب لوٹ کے آئے گا سکینہؑ

☆☆☆☆☆

میں رہوں یا نہ رہوں، میرا اسلام رہے گا

(ندیم سروؔر)

اے فوج اشقیاء میرا اسلام رہے گا
قرآن رہے گا میرا پیغام رہے گا
میں رہوں یا نہ رہوں، میرا اسلام رہے گا

جب ظہر تک حسینؑ، بہترؓ کو رو چکے
اکبرؑ کو رو چکے، علی اصغرؑ کو رو چکے
اک دوپہر میں، باوفا لشکر کو رو چکے
پھر فوج بدنسب سے مُخاطب ہوئے امامؑ
حُجت تمام کرتا ہوں، سُن لو میرا پیام
میں رہوں یا نہ رہوں، میرا اسلام رہے گا، میرا پیغام رہے گا

فرماتے تھے حسینؑ کہ میں بے قصور ہوں
روشن ہے تم پہ چشم پیمبرؐ کا نور ہوں
فاقوں سے میں نڈھال ہوں زخموں سے چور ہوں
زخموں پہ زخم پیاس کی شدت میں کھاؤں گا
لیکن میں نانا جان سے وعدہ نبھاؤں گا
میں رہوں یا نہ رہوں، میرا اسلام رہے گا، میرا پیغام رہے گا

دریا کو تُم نے چھین لیا، میں نے کُچھ کہا
پانی دکھا دکھا کے پیا، میں نے کُچھ کہا
داغ اکبرؑ جواں کا دیا، میں نے کُچھ کہا

حق پر ہوں میرے حق میں سناں بول رہی ہے
سُن لو وہ اذاں، میری زباں بول رہی ہے
میں رہوں یا نہ رہوں، میرا اسلام رہے گا، میرا پیغام رہے گا

مقصد ہے لاالٰہ کی بقا، اور کچھ نہیں
وعدہ ہو زیرِ تیغ وفا، اور کچھ نہیں
اس کے سوا لبوں پہ دعا، اور کچھ نہیں
راضی ہو مجھ سے میرا خدا چاہتا ہوں میں
میں ہوں حسینؑ سب کا بھلا چاہتا ہوں میں
میں رہوں یا نہ رہوں، میرا اسلام رہے گا، میرا پیغام رہے گا

مقصد نہیں ہے جنگ ہمارا، خدا گواہ
خط بھیج کے ہے تم نے بلایا، خدا گواہ
بے جُرم تم نے مجھ کو ستایا، خدا گواہ
خنجر تلے بلند میں تکبیر کروں گا
اپنے لہو سے خاک پہ تحریر کروں گا
میں رہوں یا نہ رہوں، میرا اسلام رہے گا، میرا پیغام رہے گا

میں اور کروں یزید کی بیعت، نہیں نہیں
بدلوں اجل کے ڈر سے شریعت، نہیں نہیں
جینے کے بدلے چھوڑوں شہادت، نہیں نہیں
تم کون ہو، نقاب رُخوں سے ہٹاؤں گا
میں کون ہوں، یہ نوک سناں پر بتاؤں گا
میں رہوں یا نہ رہوں، میرا اسلام رہے گا، میرا پیغام رہے گا

آ کر درِ خیام پہ، زینبؑ کو دی صدا
آ اے میری غریب بہن، آ قریب آ
لے آخری سلام، حسینؑ غریب کا

مقصد ہے میرا کیا، یہ سبق تجھ کو یاد ہے
میری شریک کار، مجھے اعتماد ہے
میں رہوں یا نہ رہوں، میرا اسلام رہے گا، میرا پیغام رہے گا

زینبؑ تڑپ کے بولی کہ، بھیّا سمجھ گئی
بھیّا تیرے اشارے کو، بہنا سمجھ گئی
میں کیا تیری غریب، سکینہؑ سمجھ گئی
خطبوں سے میں ہلاؤں گی، قصر یزید کو
مرنے نہ دوں گی اب میں کسی بھی شہیدؑ کو
میں رہوں یا نہ رہوں، میرا اسلام رہے گا، میرا پیغام رہے گا

اُٹھا غُبارِ ظلم، کڑکتیں ہیں بجلیاں
زیں سے گرے حسینؑ، اُٹھیں سرخ آندھیاں
ناگاہ سر حسینؑ کا، آیا سرِ سناں
قرآں سنا کے سید مظلومؑ نے کہا
لو نانا جان، وعدہ وفا میں نے کر دیا
میں رہوں یا نہ رہوں، میرا اسلام رہے گا، میرا پیغام رہے گا

اے سرورؑ و ریحانؑ یہ لحہ عجیب ہے
نیزے پہ لب کشا یہ حسینؑ غریب ہے
زینبؑ تمہاری شام غریباں قریب ہے
سب کچھ تیرے حوالے ہے اب تم سنبھالنا
اپنا خیال رکھنا، سکینہؑ کو پالنا
میں رہوں یا نہ رہوں، میرا اسلام رہے گا، میرا پیغام رہے گا

☆☆☆☆☆

سلام عباسؑ یا مولا، سلام عباسؑ یا مولا

(ندیم سرورؔ)

سلام عباسؑ یا مولا
زمیں بولی، فلک بولا، علم بولا، قلم بولا
سلام عباسؑ یا مولا

السلام اے باوفا، باب الحوائج السلام
بیکسوں کا آسرہ، باب الحوائج السلام
قائم آلِ محمدؐ، کُل اماموں کا سلام
اے دعائے سیدہ، باب الحوائج السلام

وہ روز کہ جس کا وعدہ ہے
وہ روز یقیناً آئے گا
انساں کا مقدر بدلے گا
جب نُور اِمامت چھائے گا

گونجے گی صدائے جاء الحق
اور مہدیؑ دوران آئے گا
اس روز سے سارے عالم میں
بس ایک علم لہرائے گا

غازیؑ کا علم ایک سایہ ہے
جو کل بھی تھا جو آج بھی ہے

اور اس کا کرم کل بھی ہوگا
عباسؑ! عباسؑ! عباسؑ! عباسؑ!

نُور بچوں میں چاند بن کر اس طرح زندہ رہا
چادر زہراؑ کے سائے میں سدا پلتا رہا
یہ علیؑ ابن ابی طالب کا سرمایہ رہا
زینبؑ و کلثومؑ کی بھی آنکھ کا تارا
سلام عباسؑ یا مولا، سلام عباسؑ یا مولا

حُرمت دین نبیؐ زہراؑ کے گھر کی آبرو
دل ہے یہ ام البنینؑ کا اور حیدرؑ کا لہو
سیرت شبیرؑ و شبرؑ کا سراپا ہو بہو
پنجتنؑ کے درمیاں کس کا شرف ایسا
سلام عباسؑ یا مولا، سلام عباسؑ یا مولا

یہ وہ گھر ہے جس طرف دیکھا ہمیں مولا ملا
ہر طرف مولا ہی مولا، ابتدا تا انتہا
گردِ مولاؤں کے یہ غازیؑ ہے مولائے وفا
ہے خُدا مولا، نبیؐ مولا، علیؑ مولا
سلام عباسؑ یا مولا، سلام عباسؑ یا مولا

ہے علیؑ کی بادشاہی، آسماں ہو یا زمیں
ہے علیؑ اسمِ الٰہی، مصطفیؐ کا جانشیں
دُوسرا حیدرؑ نہیں ہے، دُوسرا غازی نہیں
یا علیؑ کہہ کر زباں کے ساتھ دل بولا
سلام عباسؑ یا مولا، سلام عباسؑ یا مولا

عین سے عباسؑ کی عِلم و علم، عشق علیؑ
بے سے بسم اللہ کی باب الحوائج ہے سخی
ہے الف اللہ کا اور سین ہے اسلام کی
ہو بہو حیدرؑ ہر اک میزان میں تولا
سلام عباسؑ یا مولا، سلام عباسؑ یا مولا

بڑھ رہا ہے جانبِ دریا، علم عباسؑ کا
کون روکے گا بھلا، بڑھتا قدم عباسؑ کا
ہاں مگر شبیرؑ کو سہنا ہے، غم عباسؑ کا
حکم شبیریؑ سے اپنے غیض کو روکا
سلام عباسؑ یا مولا، سلام عباسؑ یا مولا

الاماں وہ مَشک کا چھدنا تڑپنا شیرؑ کا
یا سکینہؑ الوداع کہہ کر وہ گرنا شیرؑ کا
دیکھتی ہی رہ گئی رستہ سکینہؑ شیرؑ کا
مر کے بھی سینے سے لپٹائے تھا مشکیزہ
سلام عباسؑ یا مولا، سلام عباسؑ یا مولا

ہو کرم لِلّٰہ برحالِ غریباں یا سخی
آپؑ سے ہی لو لگائے ہیں یہ سارے ماتمی
سرورؔ و ریحانؔ کی قائم رہے یہ نوکری
اے سخی باب الحوائج فضل کے بابا
سلام عباسؑ یا مولا، سلام عباسؑ یا مولا

☆☆☆☆☆

الشّام! الشّام! الشّام!

(ندیم سرورؔ)

نہ رو مولا، نہ رو مولا
منہال نے اک دن آ کے کہا
اے مولا میرے اے زین العباؑ
غم زیادہ کہاں گزرے تم پر
دل تھام لیا خوں رونے لگے
خوں روتے ہوئے بس اتنا کہا
الشّام! الشّام! الشّام!

منہالؔ تڑپ کر کہنے لگا
رونے کا سبب مولا ہے کیا
میراث شہادت آپ کی ہے
مولا نے کہا لاریب مگر
اُف تُو نے نہیں انصاف کیا
بے شک میراث شہادت ہے
یہ آلِ نبیؐ کی فطرت ہے
سر بے پردہ ماں بہنوں کا
اک یہ بھی میری میراث تھی کیا
الشّام! الشّام! الشّام!

منہالؔ میں کیسے زندہ ہوں
پَل پَل جیتا ہوں مرتا ہوں

ان آنکھوں نے جو کچھ دیکھا
اک یہ بھی میری میراث تھی کیا
الشام! الشام! الشام!

آغاز ہے شامِ غریباں سے
خوں ٹپکا چشمِ گریاں سے
بہنوں کا کھلا سر سامنے تھا
اک یہ بھی میری میراث تھی کیا
الشام! الشام! الشام!

کیسے بھولوں اس منظر کو
نیزے پہ پھوپھی کی چادر کو
ساحل سے جو غازیؑ نے دیکھا
اک یہ بھی میری میراث تھی کیا
الشام! الشام! الشام!

وہ زخمی کان جلا دامن
وہ رسّی وہ نازک گردن
معصوم بہن کا وہ رونا
اک یہ بھی میری میراث تھی کیا
الشام! الشام! الشام!

ناموسِ پیمبرؐ بے چادر
اور سر پہ برستے وہ پتھر
تر خون میں تھا سب کا چہرہ
اک یہ بھی میری میراث تھی کیا
الشام! الشام! الشام!

نہ غم طوق و زنجیر کا تھا
غم پھوپھیوں کا ہمشیر کا تھا
بازار کے غم نے مار دیا
اِک یہ بھی میری میراث تھی کیا
الشام! الشام! الشام!

اللہ میرے یہ حدِ ستم
پہروں تھے کھڑے دربار میں ہم
اور تخت پہ قاتل بیٹھا تھا
اک یہ بھی میری میراث تھی کیا
الشام! الشام! الشام!

اک شام کا اک زندان کا غم
معصوم سی ننھی جان کا غم
جو ہو نہ سکی مر کے بھی رہا
اِک یہ بھی میری میراث تھی کیا
الشام! الشام! الشام!

ریحانؑ و سرورؑ شام چلو
اور شام کی وہ گلیاں دیکھو
بیمار جہاں کہتا ہی رہا
اک یہ بھی میری میراث تھی کیا
الشام! الشام! الشام!

☆☆☆☆☆

نوحہ جات سال 2008ء

بَس یا حُسینؑ، بَس یا حُسینؑ

(ندیم سرورؔ)

اس مرتبہ کے بعد تو سب کچھ مل گیا
اے حُرؑ حُسینؑ مل گیا رب مل گیا
اے حُرؑ کسے ملی یہ شہادت کی زیب و زین
بالیں پہ تیرے آئی ہیں خود مادرِ حُسینؑ

کچھ نہیں ملا اسے، تُو نہیں ملا جسے
تُو جس کو مل گیا، رب اُس کو مل گیا
بَس یا حُسینؑ، بَس یا حُسینؑ
یہ بَس حُسینؑ کی عطا، یہ بَس حُسینؑ کا جگر
جو کہہ دیا وہ معتبر، جو دیدیا تو سارا گھر
کرم حُسینؑ کا کرم، کسی پہ ہوگیا اگر
ملے کسی کو بال و پر، کسی کو مل گئے پسر
حُرؑ بنادیا اُسے، جو ایک بار مل گیا
تُو جس کو مل گیا، رب اس کو مل گیا
بَس یا حُسینؑ، بَس یا حُسینؑ
وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ
آدمؑ کی پوری نسل پہ احسان کون تھا

جس پر خدا کو ناز وہ انسان کون تھا
کنبے کے ساتھ دین پہ قربان کون تھا
نوکِ سناں پہ قاریِ قرآن کون تھا
اے کربلا بتا تیرا مہمان کون تھا
تُو جس کو مل گیا، رب اس کو مل گیا
بَس یا حُسینؑ، بَس یا حُسینؑ
بس حسینؑ تھا جسے یہ اختیار مل گیا
یہ اختیار کتنا وسیع و بلند ہے
سارا جہاں حُسینؑ کی مٹھی میں بند ہے
بدلہ ہے کربلا میں تقاضائے انقلاب
نیزے پہ اب جو سر ہے وہی سر بلند ہے
ایوانِ انبساط میں جنت نہ کر تلاش
یہ تو غمِ حُسینؑ کے آنسو میں بند ہے
تُو جس کو مل گیا، رب اس کو مل گیا
بَس یا حُسینؑ، بَس یا حُسینؑ
داستاں حُسینؑ کی سمجھ میں آگئی اگر
تو حُرؑ کی رہ گزار پر کرے گا عشق کا سفر
تڑپ تڑپ اٹھے گا تو کہے گا رات رات بھر
حُسینؑ بس حُسینؑ ہے، سناں پہ یا زمین پر
شاہِ کربلا سے جس کے دل کا تار مل گیا
تُو جس کو مل گیا، رب اس کو مل گیا
بَس یا حُسینؑ، بَس یا حُسینؑ

اِک دوپہر میں جس نے، بھرا گھر لٹا دیا
نازاں خدا ہے جس پہ، وہ سجدہ ادا کیا
اپنے لہو سے خاک کو، خاکِ شفا کیا
عاشور ایک روز تھا، صدیوں پہ چھا گیا
کرب و بلا کو، عرشِ مُعلی بنا دیا
سلام یاحُسینؑ، رب کا اعتبار مل گیا
تُو جس کو مل گیا، رب اس کو مل گیا
بَس یا حُسینؑ، بَس یا حُسینؑ

جب رن میں ذوالفقار علیؑ، ناگہاں چلی
بچھ بچھ گئیں صَفوں پہ صَفیں، وہ جہاں چلی
چمکی تو اِس طرف، اُدھر آئی وہاں چلی
دینے کو داد عرش سے، پیاسے کی ماں چلی
مدت کا تال میل تھا، برسوں کا ساتھ
جیسی وہ ذوالفقار تھی، ویسا ہی ہاتھ تھا
تُو جس کو مل گیا، رب اس کو مل گیا
بَس یا حُسینؑ، بَس یا حُسینؑ

کھا کھا گئی صَفوں کو، جدھر آئی ذوالفقار
گہہ چُھپ گئی، تو گاہ نظر آئی ذوالفقار
سر پر چمک کے، تابہ کمر آئی ذوالفقار
زیں کاٹ کر، زمین پہ اُتر آئی ذوالفقار
پھر تو یہ غل ہوا، کہ دہائی حُسینؑ کی
اللہ کا غضب ہے، لڑائی حسینؑ کی

تُو جس کو مل گیا، رب اس کو مل گیا
بَس یا حُسینؑ، بَس یا حُسینؑ

آئی ندائے غیب، کہ شبیرؑ مرحبا
اس ہاتھ کے لئے تھی، یہ شمشیر مرحبا
یہ آبرو یہ جنگ، یہ توقیر مَرحبا
بس بس حسینؑ، بس میرے دِلگیر مَرحبا
وقتِ نمازِ عصر ہے، تکبیر مَرحبا
بَس یا حُسینؑ، بَس یا حُسینؑ

لبیک کہہ کے تیغ رکھی، شہؑ نے میان میں
پلٹی سپاہ آئی قیامت، جہان میں
لو خنجروں میں تیغوں میں، بھالوں میں گھر گئے
تنہا حسینؑ، برچھیوں والوں میں گھر گئے
بَس یا حُسینؑ، بَس یا حُسینؑ

ریحانؔ و سرورِؔ حزیں سُنو، یہ ایسا راز ہے
حسینؑ کہہ رہے تھے، بس خدا پہ مجھ کو ناز ہے
نہ بھائی نہ پسر رہا، نہ کوئی چارہ ساز ہے
اذان ہے حسینؑ ہے، خدائے بے نیاز ہے
نہ زِین نہ زمین پر، یہ آخری نماز ہے
بَس یا حُسینؑ، بَس یا حُسینؑ

جس کے دل میں حسینؑ رہتا ہے
فرش مجلس کا جو بچھاتا ہے
جو بھی نوحہ کہیں سناتا ہے

لے کے نام حسینؑ روتا ہے
اُس کو زہراؑ سلام کرتی ہیں
اُس کو زہراؑ سلام کرتی ہیں
بَس یا حُسینؑ، بَس یا حُسینؑ

☆☆☆☆☆

عباسؑ بلاتا ہے، عباسؑ بلاتا ہے

(ندیم سرورؔ)

درگاہِ علمدارؑ، درگاہِ علمدارؑ
یا بابِ حوائج میری توقیر بڑھا دے
عباسؑ کٹے ہاتھوں سے تقدیر بنا دے

زہراؑ سے وفاداری، دنیا کو سکھاتا ہے
پرچم کا پھریرا، یہ لہرا کے بتاتا ہے
عباسؑ بلاتا ہے، عباسؑ بلاتا ہے

درگاہ ابوالفضل العباسؑ کے سائے میں
تفریق نہیں کوئی، اپنے میں پرائے میں
جو بھی یہاں آتا ہے، خالی نہیں جاتا ہے
عباسؑ بلاتا ہے، عباسؑ بلاتا ہے
بے آس مریضوں کو دنیا کے غریبوں کو
مسکینوں یتیموں کو روتی ہوئی آنکھوں کو

ہر ٹوٹے ہوئے دل کی یہ آس بندھاتا ہے
عباسؑ بلاتا ہے، عباسؑ بلاتا ہے
حیدرؑ کے ملنگوں کی، اس در پہ قطاریں ہیں
حُوروں کی فرشتوں کی، اس در پہ قطاریں ہیں
جس جس کا بلاوا ہے، دوڑا چلا آتا ہے
عباسؑ بلاتا ہے، عباسؑ بلاتا ہے
وہ مولا قدم ہو یا شہبازؑ کی نگری ہو
ماتم جہاں ہوتا ہو، مجلس جہاں ہوتی ہو
دینے کے لئے پُرسہ زہراؑ کو جو آتا ہے
عباسؑ بلاتا ہے، عباسؑ بلاتا ہے
مشہد ہو نجف ہو یا مکّہ ہو بقیع ہو
وہ کرب د بلا ہو یا شاہزادی کا روضہ ہو
دنیا کا کوئی زائر جب بھی یہاں آتا ہے
عباسؑ بلاتا ہے، عباسؑ بلاتا ہے
بے چین ہے گھبرا کے خیمے میں ٹہلتا ہے
کیا جرم کیا ایسا کیوں ہاتھوں کو مَلتا ہے
اے حُرؑ تیری قسمت کا تارا یہ ٹہلتا ہے
عباسؑ بلاتا ہے، عباسؑ بلاتا ہے
گرتے ہوئے پرچم کو دیکھا شہ والاؑ نے
زینبؑ سے کہا رو کر عباسؑ کے مولاؑ نے
ہم جاتے ہیں دریا پر دل ڈوبتا جاتا ہے
عباسؑ بلاتا ہے، عباسؑ بلاتا ہے

تم سوگئے دریا پر دیکھو تو ذرا اُٹھ کر
شبیرؑ کو گھیرے ہیں نو(۹) لاکھ کا یہ لشکر
جب تیر کوئی دل پر آقا تیرا کھاتا ہے
عباسؑ بلاتا ہے، عباسؑ بلاتا ہے
ریحانؔ کی سرورؔ کی مولا سے وفائیں ہیں
عباسؑ کے روضے پہ نوحہ لیے آئے ہیں
شہزادی سکینہ کا نوحہ جو سناتا ہے
عباسؑ بلاتا ہے، عباسؑ بلاتا ہے
یا بابِ الحوائج میری توقیر بڑھا دے
عباسؑ کٹے ہاتھوں سے میری تقدیر بنا دے

☆☆☆☆☆

ہائے ہائے قاسمؑ، ہائے قاسمؑ

(ندیم سرورؔ)

قیدی بن کر پابندِ رسن
لاشوں سے جو گزرے اہلِ حرم
ہر بی بی اپنے پیاروں سے
ہوتی تھی وِدا کر کے ماتم

اک بی بی فاطمہؑ بنتِ حسنؑ
پامال بدن قاسمؑ کی بہن
کسی اِک جاء سے رخصت نہ ہوئی

ٹکڑوں میں جو تھا بھائی کا بدن
ہائے ہائے قاسمؑ، ہائے قاسمؑ
کبھی اِس ٹکڑے پر ہائے قاسمؑ
کبھی اُس ٹکڑے پر ہائے قاسمؑ

تیری بھینڑ غریب نوں سیّں بُھلنڈا
تیرے قتل دا منظر ہائے قاسمؑ
کبھی سہرا دیکھ کے روتی تھی
کبھی غش کھا کے گر جاتی تھی
پامال ہوا تھا بھائی جہاں
اُس خون پہ گر کر ہائے قاسمؑ
ہائے ہائے قاسمؑ، ہائے قاسمؑ
کبھی اِس ٹکڑے پر ہائے قاسمؑ
کبھی اُس ٹکڑے پر ہائے قاسمؑ

وِچ رسّیاں دے پابند ہوای
سیّں بھینڑ غریب دا وَس کوای
ہوندے ہتھ آزاد تے مرجاندی
تیرا ماتم کر کر ہائے قاسمؑ
ہائے ہائے قاسمؑ، ہائے قاسمؑ
کبھی اِس ٹکڑے پر ہائے قاسمؑ
کبھی اُس ٹکڑے پر ہائے قاسمؑ

کس شان سے تم دولہا تھے بنے
کس شان سے تھی بارات چلی

بیٹھی رہی دلہن حجرے میں
آئے نہ پلٹ کر ہائے قاسمؑ

ہائے ہائے قاسمؑ، ہائے قاسمؑ
کبھی اِس ٹکڑے پر ہائے قاسمؑ
کبھی اُس ٹکڑے پر ہائے قاسمؑ

تینوں نال دعاواں ماں اُجڑی
میدان دے پاسے ٹوریا سی
اودی محنت کر پامال گیا
نو لکھ دا لشکر ہائے قاسمؑ

ہائے ہائے قاسمؑ، ہائے قاسمؑ
کبھی اِس ٹکڑے پر ہائے قاسمؑ
کبھی اُس ٹکڑے پر ہائے قاسمؑ

فروہؑ نے کہا بیٹا قاسمؑ
کہہ دینا دادی زہراؑ سے
غربت کی کمائی ٹکڑوں میں
بھیجی ہے سجا کر ہائے قاسمؑ

ہائے ہائے قاسمؑ، ہائے قاسمؑ
کبھی اِس ٹکڑے پر ہائے قاسمؑ
کبھی اُس ٹکڑے پر ہائے قاسمؑ

ثانوں راس نہ آئی کرب و بلا
تُوں باج کفن میں باج روا
تیڈے قتل دے بعد لعیناں نے

میڈی لُٹ لئی چادر ہائے قاسمؑ

ہائے ہائے قاسمؑ، ہائے قاسمؑ
کبھی اِس ٹکڑے پر ہائے قاسمؑ
کبھی اُس ٹکڑے پر ہائے قاسمؑ

اُٹھ قاسمؑ دیکھ تیری دلہن
تیری لاش پہ رونے آئی ہے
اے کاش یہ شادی راس آتی
بس جاتا تیرا گھر ہائے قاسمؑ

ہائے ہائے قاسمؑ، ہائے قاسمؑ
کبھی اِس ٹکڑے پر ہائے قاسمؑ
کبھی اُس ٹکڑے پر ہائے قاسمؑ

ہویا ٹکڑے ٹکڑے نال زہر
میڈے بابے حسنؑ دا پاک جگر
ہوای ٹکڑے ٹکرے وچ مقتل
تیڈی لاش برادر ہائے قاسمؑ

ہائے ہائے قاسمؑ، ہائے قاسمؑ
کبھی اِس ٹکڑے پر ہائے قاسمؑ
کبھی اُس ٹکڑے پر ہائے قاسمؑ

اٹھ بندا ونج تیڈی بنری
تیڈی لاش تے رونڑ آئی اے
کیندی اے بیوہ بھرجائی
میڈا اُجڑ گیا گھر ہائے قاسمؑ

ہائے ہائے قاسمؑ، ہائے قاسمؑ
کبھی اِس ٹکڑے پر ہائے قاسمؑ
کبھی اُس ٹکڑے پر ہائے قاسمؑ

کبھی مہندی والے ہاتھوں سے
وہ خاک و خون چھڑاتی تھی
کبھی چوم کے خون بھرا کنگنا
کہتی تھی تڑپ کر ہائے قاسمؑ

ہائے ہائے قاسمؑ، ہائے قاسمؑ
کبھی اِس ٹکڑے پر ہائے قاسمؑ
کبھی اُس ٹکڑے پر ہائے قاسمؑ

ہر سات محرم کو مہندی تیری یاد میں قاسمؑ اُٹھتی ہے
دولہا، دولہا، قاسمؑ دولہا ہوتا ہے، لبوں پر ہائے قاسمؑ

ہائے ہائے قاسمؑ، ہائے قاسمؑ
کبھی اِس ٹکڑے پر ہائے قاسمؑ
کبھی اُس ٹکڑے پر ہائے قاسمؑ

مَیں رُک سکدی لاچاری اے
سنگ پھوپھیاں نال تیاری اے
اُٹھ آخری واری گل لا کے
اُجڑی نوں وداع کر ہائے قاسمؑ

ہائے ہائے قاسمؑ، ہائے قاسمؑ
کبھی اِس ٹکڑے پر ہائے قاسمؑ
کبھی اُس ٹکڑے پر ہائے قاسمؑ

جوادؔ ریحانؔ تے سرورؔ نوں
نئیں بھُلنڈیں وَین اُس بی بی دے
جیندے صدقے اج وی جاری اے
تیڈا ماتم گھر گھر ہائے قاسمؑ

ہائے ہائے قاسمؑ، ہائے قاسمؑ
کبھی اِس ٹکڑے پر ہائے قاسمؑ
کبھی اُس ٹکڑے پر ہائے قاسمؑ

☆☆☆☆☆

بڑا روئی سکینہؑ یہاں، ہاں یہ ہے شہرِ شام

(ندیم سرورؔ)

ہاں یہ ہے شہرِ شام، ہاں یہ ہے شہرِ شام
چھوٹی شہزادی کا ہے یہیں پر قیام
آج روضے پہ ہے روشنی صبح و شام
پُرسا داروں کا ہے، ماتمی اژدہام
پھٹ رہا ہے جگر سوچتا ہوں اگر
کیسا تاریک تھا، کیسا ویران تھا
کیسا ویران تھا، کل یہ زندان تھا
بڑا روئی سکینہؑ یہاں، بڑا روئی سکینہؑ یہاں
ہاں یہ ہے شہرِ شام، ہاں یہ ہے شہرِ شام

اتنی وحشت کہ اک پل نہ گزرے جہاں
چیختی ہوں جہاں صرف تنہائیاں
رونا کیا، سسکیوں پر بھی پابندیاں
رسیوں، بیڑیوں، طوق کے درمیاں

بڑا روئی سکینہؑ یہاں، بڑا روئی سکینہؑ یہاں
ہاں یہ ہے شہرِ شام، ہاں یہ ہے شہرِ شام

سر کھلے خاک پہ غمزدہ بیبیاں
اُس میں قاسمؑ کی، اکبرؑ کی اصغرؑ کی ماںؑ
مانگ اجڑی ہوئی خالی تھیں گودیاں
سب کی ہمت بندھاتی تھی زینبؑ جہاں

بڑا روئی سکینہؑ یہاں، بڑا روئی سکینہؑ یہاں
ہاں یہ ہے شہرِ شام، ہاں یہ ہے شہرِ شام

ہاں اسی شام کے بیچ بازار میں
بیبیاں پتھروں کی تھیں بوچھار میں
خوں میں ڈوبی محمدؐ کی بیٹیاں
ہر طرف شام میں جشن کا تھا سماں

بڑا روئی سکینہؑ یہاں، بڑا روئی سکینہؑ یہاں
ہاں یہ ہے شہرِ شام، ہاں یہ ہے شہرِ شام

دیکھ کر بنتِ زہراؑ کا یوں سر کھلا
نوکِ نیزہ سے غازیؑ کا سر گر گیا
ہائے غازیؑ کی غیرت کا یہ امتحاں
سر پٹکنے لگیں ساری شہزادیاں

بڑا روئی سکینہؑ یہاں، بڑا روئی سکینہؑ یہاں
ہاں یہ ہے شہرِ شام، ہاں یہ ہے شہرِ شام

اِک قیامت سی، دربار میں آگئی
جب سکینہؑ، کنیزی میں مانگی گئی
نہ پدر نہ چچا، بھائی بھی ناتواں
توڑیں سجادؑ نے، غیض میں بیڑیاں

بڑا روئی سکینہؑ یہاں، بڑا روئی سکینہؑ یہاں
ہاں یہ ہے شہرِ شام، ہاں یہ ہے شہرِ شام

دخترِ ہند بولی، سکینہؑ بتا
کیسے دامن جلا، کیوں ہے کرتا پھٹا
اوڑھنی تیرے سر کی، گئی ہے کہاں
کھینچ لیں کس شقی نے، تیری بالیاں

بڑا روئی سکینہؑ یہاں، بڑا روئی سکینہؑ یہاں
ہاں یہ ہے شہرِ شام، ہاں یہ ہے شہرِ شام

بولی کیا حال اپنا بتاؤں تجھے
چھوڑ کے جب سے بابا گئے ہیں مجھے
میں یتیم ہوگئی اور کیا ہو بیاں
میری گردن میں باندھی گئیں رسیاں

بڑا روئی سکینہؑ یہاں، بڑا روئی سکینہؑ یہاں
ہاں یہ ہے شہرِ شام، ہاں یہ ہے شہرِ شام

اور اِک روز زندان رونے لگا
جب سکینہؑ کو بابا کا سر مل گیا

بولی اب آئے ہو تم میرے بابا جاں
اتنے دن دور مجھ سے رہے ہو کہاں
بڑا روئی سکینہؑ یہاں، بڑا روئی سکینہؑ یہاں
ہاں یہ ہے شہرِ شام، ہاں یہ ہے شہرِ شام
روئیں ریحانؔ و سرورؔ کی آنکھیں لہو
روضۂ شاہ زادی پہ کی گفتگو
ہائے اِس وقت ہم تم کھڑے ہیں جہاں
نور ہی نور ہے کل تھیں تاریکیاں
بڑا روئی سکینہؑ یہاں، بڑا روئی سکینہؑ یہاں
ہاں یہ ہے شہرِ شام، ہاں یہ ہے شہرِ شام

☆☆☆☆☆

کیا محمدؐ کا پیارا نہیں ہوں

(علی شناورؔ، علی جیؔ فرزند ندیم سرورؔ)

یاحسینؑ، یاحسینؑ، یاحسینؑ
میرا نانا نبیؐ، میری ماں سیدہؑ
میرا بابا علیؑ، میرا بھائی حسنؑ
ہم ہی ہیں پنجتنؑ
میری کیا ہے خطا، میری کیا ہے خطا
مجھ پہ کیوں بند کرتے ہو پانی
کیا محمدؐ کا پیارا نہیں ہوں

کیا میں زہراؑ کا جایا نہیں ہوں
کیا نبیؐ کا نواسہ نہیں ہوں
مجھ پہ کیوں بند کرتے ہو پانی

میرے ناناؐ نے کلمہ سکھایا
اور قرآن تم کو سنایا
کیا میں ناناؐ کا سایہ نہیں ہوں
کیا نبیؐ کا نواسہ نہیں ہوں
مجھ پہ کیوں بند کرتے ہو پانی
کیا محمدؐ کا پیارا نہیں ہوں

وہ مدینہ جہاں میرا گھر ہے
اور مسجد میں اُس گھر کا در ہے
کیا میں اُس گھر میں کھیلا نہیں ہوں
کیا نبیؐ کا نواسہ نہیں ہوں
مجھ پہ کیوں بند کرتے ہو پانی
کیا محمدؐ کا پیارا نہیں ہوں

چکیاں پیس کر ماں نے پالا
مجھ کو ناناؐ نے جھولا جھلایا
اپنا بچپن میں بھولا نہیں ہوں
کیا نبیؐ کا نواسہ نہیں ہوں
مجھ پہ کیوں بند کرتے ہو پانی
کیا محمدؐ کا پیارا نہیں ہوں

عید کے روز دوشِ نبیؐ پر
ہاں میں بیٹھا تھا زلفیں پکڑ کر
کیا میں اُن کا دُلارا نہیں ہوں
کیا نبیؐ کا نواسہ نہیں ہوں
مجھ پہ کیوں بند کرتے ہو پانی
کیا محمدؐ کا پیارا نہیں ہوں

کملی والے کے لب چومتا تھا
کتنا پیارا میرا بچپنا تھا
اُن آنکھوں کا تارا نہیں ہوں
کیا نبیؐ کا نواسہ نہیں ہوں
مجھ پہ کیوں بند کرتے ہو پانی
کیا محمدؐ کا پیارا نہیں ہوں

میں جو پانی کبھی مانگتا تھا
کیوں تڑپتی تھی ماں اب میں سمجھا
پاس اصغرؑ کے جاتا نہیں ہوں
کیا نبیؐ کا نواسہ نہیں ہوں
مجھ پہ کیوں بند کرتے ہو پانی
کیا محمدؐ کا پیارا نہیں ہوں

میں جو چاہوں برس جائیں بادل
خوں میں ڈوبا نظر آئے مقتل
جنگ لڑنے میں آیا نہیں ہوں
کیا نبیؐ کا نواسہ نہیں ہوں

مجھ پہ کیوں بند کرتے ہو پانی
کیا محمدؐ کا پیارا نہیں ہوں

اک صدا تھی یہ ریحانؑ و سرورؑ
کہہ رہے تھے حسینؑ ابنِ حیدرؑ
کیا میں مہمان آیا نہیں ہوں
کیا نبیؐ کا نواسہ نہیں ہوں
مجھ پہ کیوں بند کرتے ہو پانی
کیا محمدؐ کا پیارا نہیں ہوں

☆☆☆☆☆

سِناں پہ ہُوں تو کیا ہوا

(ندیم سرورؔ)

رَسن میں بندھ چکا گلا
لو چل پڑا وہ قافلہ
بہن غریب نوحہ گر
سناں پہ جب پڑی نظر
خموش تھے شہید سب
اخی کے ہل رہے تھے لب
سِناں پہ ہوں تو کیا ہوا
تُو حوصلہ نہ ہارنا
بہن میں ساتھ ہوں

غریب کربلا بہن
دلیر باوفا بہن
غموں کی علقمہ بہن
میری مُسافرہ بہن
تُو حوصلہ نہ ہارنا
سِناں پہ ہوں تو کیا ہوا
بہن میں ساتھ ساتھ ہوں

وفائے وعدہ ہوچکا
سناں تلک میں آ گیا
میں اپنا کام کرچکا
میری شریکِ کربلا
تُو حوصلہ نہ ہارنا
سِناں پہ ہوں تو کیا ہوا
بہن میں ساتھ ساتھ ہوں

یہ رسیاں یہ بیڑیاں
قدم قدم پہ سختیاں
ردا بغیر بیبیاں
بہن کڑا ہے امتحان
تُو حوصلہ نہ ہارنا
سِناں پہ ہوں تو کیا ہوا
بہن میں ساتھ ساتھ ہوں

اگر کٹھن ہے راستہ
ذرا نہ ڈر میری بہن
تُو بے ردا میں بے کفن

ہے وقت حوصلہ شکن
تُو حوصلہ نہ ہارنا
سِناں پہ ہوں تو کیا ہوا
بہن میں ساتھ ساتھ ہوں

قدم قدم شہادتیں
گزر گئیں قیامتیں
ابھی ہیں اور آفتیں
سنبھال اب امانتیں
تُو حوصلہ نہ ہارنا
سِناں پہ ہوں تو کیا ہوا
بہن میں ساتھ ساتھ ہوں

کوئی بھی اب نہیں بچا
بس عابدؑ شکستہ پا
یہ ساربان غمزدہ
گرے جو کھا کے غش ذرا
تُو حوصلہ نہ ہارنا
سِناں پہ ہوں تو کیا ہوا
بہن میں ساتھ ساتھ ہوں

بہن ٹھہر، ٹھہر یہیں
لرز رہی ہے کیوں زمیں
سکینہؑ گر گئی کہیں
نہ مل سکے جو وہ حزیں
تُو حوصلہ نہ ہارنا
سِناں پہ ہوں تو کیا ہوا

بہن میں ساتھ ساتھ ہوں

بہت قریب شام ہے
ہجوم خاص و عام ہے
یزید بد کلام ہے
یہ وقتِ انتقام ہے
تُو حوصلہ نہ ہارنا
سِناں پہ ہوں تو کیا ہوا
بہن میں ساتھ ساتھ ہوں

غریب کرب و بلا بہن
دلیر با وفا بہن
غموں کی علقمہ بہن
میری مُسافرہ بہن
تُو حوصلہ نہ ہارنا
سِناں پہ ہوں تو کیا ہوا
بہن میں ساتھ ساتھ ہوں

ریحانؔ و سرورؔ عزا
جو شام پہنچا قافلہ
سر حسینؑ نے کہا
الٹ دے تخت شام کا
تُو حوصلہ نہ ہارنا
سِناں پہ ہوں تو کیا ہوا
بہن میں ساتھ ساتھ ہوں

☆☆☆☆☆

ایسا بنا میں سارِباں! سارِباں!

(ندیم سرورؔ)

واپس مدینے آ گیا
لو کارواں اُجڑا ہوا
اُجڑی تھیں ساری بیبیاںؑ
سجادؑ کا نوحہ یہ تھا

روئیں گی طوق و بیڑیاں
وہ شام اور میں الاماں
ایسا بنا میں سارباں
مولا غم زدہ ناتواں سارباں

لوگو مدینہ لُٹ گیا
کوئی نہیں میرے سوا
داغوں سے ہے سینہ بھرا
تنہا کروں کیا کیا بیاں
ایسا بنا میں سارباں
مولا غم زدہ ناتواں سارباں
تھا جب تلک وہ مہرباں
عباسؑ میرِ کارواں

مارا گیا کیا ناگہاں
آخر لیے اُن کا نشاں
ایسا بنا میں سارباں
مولا غم زدہ ناتواں سارباں

کتنا کٹھن تھا وہ سفر
نیزوں پہ تھے پیاروں کے سر
اُٹھتی نہ تھی میری نظر
بے پردہ بہنیں اور ماں
ایسا بنا میں سارباں
مولا غم زدہ ناتواں سارباں

غم تھا قیامت سے بڑا
چاروں طرف تھے اشقیاء
ناموس میری بے ردا
روتا تھا سُن سُن کر اذاں
ایسا بنا میں سارباں
مولا غم زدہ ناتواں سارباں

کیا رونقِ بازار تھی
پتھر کی بھی بوچھار تھی
اُف وہ ہنسی کفّار کی
خاموش تھی میری زباں
ایسا بنا میں سارباں
مولا غم زدہ ناتواں سارباں

اُس شام کے بازار نے
وہ غم دیئے دربار نے
جب میں لگا للکارنے
دینے لگے ظالم اذاں
ایسا بنا میں سارباں
مولا غم زدہ ناتواں سارباں

ریحانؔ و سرورؔ عمر بھر
آنکھیں رہیں گی نوحہ گر
جس وقت فرشِ درد پر
نوحے میں یہ ہوگا بیاں
ایسا بنا میں سارباں
مولا غم زدہ ناتواں سارباں

☆☆☆☆☆

نوحہ جات سال 2007ء

سَلام! یا حُسینؑ! سَلام! یا حُسینؑ!

(ندیم سروؔر)

اے خُدا! اے خُدا!
سُرخ ہے آسماں، چیختی ہے فضا
سَلام! سَلام! سَلام! یا حُسینؑ!
غیب سے آرہی ہے مُسلسل صَدا
لو آفتابؑ شہادت طلوع ہوگیا
سَلام! یا حُسینؑ! سَلام! یا حُسینؑ!
بَر زبان و دِلم، یا حُسینؑ! یا حُسینؑ!
مَرحبا محترم، یا حُسینؑ! یا حُسینؑ!
سَلام! یا حُسینؑ! سَلام! یا حُسینؑ!

عظیم تھا عظیم ہے، عظیم تر ہے یا حُسینؑ!
خُدائے پاک کی نظر تیری نظر ہے یا حُسینؑ!
یہ دل بھی تیرا دل نہیں خدا کا گھر ہے یا حُسینؑ!
وہاں وہاں اذان ہے، جدھر جدھر ہے یا حُسینؑ!
سِناں کی نوک پر اذاں تیرا جگر ہے یا حُسینؑ!
سِناں کی نوک پر بُلند زندگی کو کردیا
عظیم کام کردیا
سَلام! یا حُسینؑ سَلام! یا حُسینؑ

حُسینؑ! وہ، جو مقتلوں کو مکتبوں میں ڈھال دے
حُسینؑ! وہ، جو مشکلوں سے دین کو نکال لے
خدا اگر طلب کرے، حُسینؑ اپنے لال دے
حُسینؑ! جو طلب کرے، وہ رَبِّ ذُوالجلال دے
حُسینؑ! وہ سخی ہے، جو گدا کو بے سوال دے
کمال یہ ہے، خود خدا کہے کمال کردیا
عظیم کام کردیا
سَلام! یا حُسینؑ سَلام! یا حُسینؑ

بلندیوں سے پوچھ لو، سِناں سِناں حُسینؑ ہے
قدم قدم حُسینؑ ہے، نِشاں نِشاں حُسینؑ ہے
دلوں میں اہلِ درد کے، رواں دواں حُسینؑ ہے
زمانہ پوچھتا ہے یہ، کہاں کہاں حُسینؑ ہے
جَہاں جَہاں رسولؐ ہیں، وَہاں وَہاں حُسینؑ ہے
خدا نے اِس شہید کو عَجیب یہ ثَمر دیا
عظیم کام کردیا
سَلام! یا حُسینؑ سَلام! یا حُسینؑ

عَجیب ہے یہ مرحلہ، عَجیب ہے یہ حوصلہ
بچھڑ گیا ہے قافلے سے، یہ امیر قافلہ
گھرا ہے فوجِ شام میں، اکیلا ابنِ سیّدہؑ
ہے دور خیمہ گاہ سے، یہ فاطمہؑ کا لاڈلا
سکون اپنا دے چکا، قرار اپنا دے چکا
حُسینؑ نے خُدائی کو بھی بے قرار کردیا

عظیم کام کردیا

سلام! یاحسینؑ سلام! یاحسینؑ

اِدھر گلوئے خشک پر حسینؑ کے، چھری چلی
اُدھر قریب علقمہ، تڑپ کے رہ گیا جریؑ
بہن کو ہوش نہ رہا، سکینہؑ خاک پر گری
صدائیں گونجنے لگیں، حسینؑ یا حسینؑ کی
یہ کِس نے اپنا سر دیا، خُدائی چیخنے لگی
سِناں سے سر کے خونؑ نے سلام آخری کیا

عظیم کام کردیا

سلام! یاحسینؑ سلام! یاحسینؑ

حسینؑ بادشاہ پر، سلام ہر زمان کا
سلام ہو سلام ہو، زمین و آسمان کا
سلام ابن سیّدہؑ پہ سرورؔ و ریحانؔ کا
ہر ایک رنگ و نسل کا، سلام ہر زمان کا
سلام شاہِ کربلا، خدائے مہربان کا
خُدا کا ذکر دو جہاں میں تو نے عام کردیا

عظیم کام کردیا

سلام! یاحسینؑ سلام! یاحسینؑ

یہ مختصر سا قافلہ، ریاضتیں حسینؑ کی
ہر اک شہیدؑ حق میں ہیں شباہتیں حسینؑ کی
یہ خاک کربلا پہ ہیں، شہادتیں حسینؑ کی
ہیں آج تک رَواں دواں، قیادتیں حسینؑ کی

یہ مجلسیں یہ ماتمی، امانتیں حسینؑ کی
شجر نماز تھی مگر حسینؑ نے ثمر دیا

عظیم کام کردیا

سلام! یاحسینؑ سلام! یاحسینؑ

ڈرے گی اہلِ ظلم سے، یہ مصطفیٰؐ کی آل کیا
مِٹا دے ان کے نام کو، ستم کی یہ مجال کیا
وہ جس نے گھر لٹا دیا، اُسے بھلا زوال کیا
شہادتوں کے راستے میں، یہ جوان لال کیا
جو راہِ حق میں جان دی تو پھر کوئی ملال کیا
جواں پسر کے ساتھ اُس نے، بے زباں پسر دیا

عظیم کام کردیا

سلام! یاحسینؑ سلام! یاحسینؑ

☆☆☆☆☆

بہتی رہی فُرات، بہتی رہتی فُرات

(ندیم سرورؔ)

اے شام غریباں! اے شام غریباں!
بہتی رہی فرات، بہتی رہی فُرات
بہتی رہی فُرات، بہتی رہی فُرات
خُون ہو کر بہہ گیا، اکبرؑ کا دل

مُسکرا کر ختم، اصغرؑ ہوگئے
بہتی رہی فُرات، بہتی رہی فُرات

کربلا کے دشت میں، کیسا اندھیرا چھا گیا
آ گئی شام غریباں، سُرخ ہے خاکِ شفا
جَل گئے خیمے، سَر شامِ الم
کتنے منظر، خاک ہوکر رہ گئے
بہتی رہی فُرات، بہتی رہی فُرات

ڈھل گیا دن شام آئی، شام بھی ایسی کہ بس
دوپہر کے بعد چھائی، ایسی تنہائی کہ بس
کس طرح زھراؑ کا گھر، لُوٹا گیا
کس طرح بے سر، بہتر(۷۲) ہوگئے
بہتی رہی فُرات، بہتی رہی فُرات

آج صبح دم یہ گھر، روشن بھی تھا آباد بھی
سب کے وارثؑ تھے سلامت، بھائی بھی، اولاد بھی
اک ہوا ایسی چلی، پردیس میں
بے زباں بچے بھی، بے سر ہوگئے
بہتی رہی فُرات، بہتی رہی فُرات

یہ ہے وہ شام غریباں، جو قیامت بن گئی
دخترِ زھراؑ کے سر سے، جس نے چادر چھین لی
یا رسول اللہؐ، قیامت ہوگئی

داخلِ خیمہ، ستمگر ہوگئے
بہتی رہی فُرات، بہتی رہی فُرات

ایک اک قطرے کو ترسے، بن میں اطفالِ حُسینؑ
مَشک زخمی خالی کوزے، لاش پا مالِ حُسینؑ
رہ گیا میدان میں، بیکس کا تن
جشن میں مصروف، لشکر ہوگئے
بہتی رہی فُرات، بہتی رہی فُرات

مرتے دم پانی پسر مانگے، بہت مجبور ہے
تُو بتا شام غریباں، علقمہ کیا دُور ہے
وائے نہر علقمہ، بہتی رہی
اور پیاسے قتل اکبرؑ ہوگئے
بہتی رہی فُرات، بہتی رہی فُرات

کون یہ آیا اندھیری رات میں، پروردگار
بولی زینبؑ ٹھہر جا اِس وقت میں ہُوں، پہرہ دار
ہائے غُربت دیکھ کر بیٹی کی یوں
سینہ زن مقتل میں، حیدرؑ ہوگئے
بہتی رہی فُرات، بہتی رہی فُرات

ہے وہی منظر، وہی خیمے، وہی تشنہ لبی
آئی ہے شام غریباں، خوں رُلانے آج بھی
غم ہمیں ریحانؔ و سرورؔ کیوں نہ ہو
محوِ ماتم جب پیمبرؐ ہوگئے
بہتی رہی فُرات، بہتی رہی فُرات

سَجّادؑ! سَجّادؑ! سَجّادؑ!

(ندیم سرورؔ)

زنداں سے مدینے آ کر بھی، سَجّادؑ لہو روتے ہی رہے
ماں اصغرؑ کی سورج کے تلے، بیٹھی رہی کتنے دن گزرے
مختارؓ نے اک دن دی یہ خبر، یہ کہہ دو مادرِ اصغرؑ سے
مارا گیا قاتل اصغرؑ کا، اب دھوپ سے شہزادی اُٹھے
سَجّاد نے آ کر ماں سے کہا، اے اماں اب بیٹھو نہ یہاں
اب ٹھنڈا پانی پی لو ماں، اب سائے میں آؤ اماں
سَجّادؑ! سَجّادؑ! سَجّادؑ!

تُو خوں رونا، جو چھوڑ دے
میں سائے میں، آجاؤں گی
سَجّادؑ! سَجّادؑ! سَجّادؑ!

تُو رت رونڑا جے چھڈا دیوے
میں وی تھپ نُوں چھڈ جاواں گی
سَجّادؑ! سَجّادؑ! سَجّادؑ!

سَجّادؑ ذرا انصاف تے کر
اے حکم نہ دے اصرار نہ کر
اینھو سوچ کے ہے پھٹ ویندا جگر
میڈا اُجڑ گیا ہے وسدا گھر

ہِنت رووانگی ھُنڑ تُھپ وِچ میں
وِچ تھپ تے اِی مَرجاواں گی
سَجّادؑ! سَجّادؑ! سَجّادؑ!

میںؑ تکیا اے بےگور و کفن
تھپ وِچ بابا مظلُوم تیرا
سکیں تُھپ چُوں اُٹھ سکدی بچڑا
تُھپ بڑ گی اے مَقسُوم میرا

ھِنڑ جد تک سَاں وچ سَاں میرے
وچ تُھپ تے سوگ مَناواں گی
سَجّادؑ! سَجّادؑ! سَجّادؑ!

مَارا گیا قاتل اَصؑغر کا
اصؑغر تو نہیں ملنے والا
وہ زخمی گلا جلتا جُھولا
نَاسُور ہے میرے سینے کا

تو دل کو پکڑنا چھوڑ دے
میںؑ سائے میں آجاؤں گی
سَجّادؑ! سَجّادؑ! سَجّادؑ!

جو لاش حُسینؑ تے کیتا میں
اوَ وعدہ توڑ نبھانڑا اے
مَجبور نہ کر میکوں پُتر میرا
مِیکوں سَایہ راس نہ آنڑا اے

مک جا نڑے اودوں ساں میرے
جدوں چھاویں پتر میں جاواں گی
سجادؑ! سجادؑ! سجادؑ!

حیواں کو بھی ذبح ہوتے ہوئے
تو دیکھ نہیں سکتا بیٹا
قصاب ذبیحوں پر اپنے
تجھے دیکھ کے ڈالتے ہیں پردہ
غش کھا کر گرنا چھوڑ دے
میں سائے میں آجاؤں گی
سجادؑ! سجادؑ! سجادؑ!

نئیں تھپ پچوں اٹھی جے کر میں
تیرا وی رونڑا نئیں مکیا
اج تئیں پتر سجادؑ تیرا
انکھیاں دا پانڑی نئیں سکھیا
تیرے وگدے اتھرو وچ تھل گئے
میں وی چھاں میں بے جاداں گی
سجادؑ! سجادؑ! سجادؑ!

میرے والی تم شاھد رہنا
مضبوط ابھی تک وعدہ ہے
سائے کی طرف جو لے کے چلا
سجادؑ وہ میرا لاشہ ہے
زینبؑ میرا شانہ چھوڑ دے

میں سائے میں آجاؤں گی
سجادؑ! سجادؑ! سجادؑ!

کر دفن ربابؑ کو سیدؑ آکھے
اودا پلّو میکوں کھول وخا
سجادؑ نے کھول کے جد تکیا
گیا زینبؑ دے سنگ اڈ غش کھا
پلّو وچ چولا اصغرؑ دا
نالے راکھ جھولے دیاں لاواں دی
سجادؑ! سجادؑ! سجادؑ!

خورشیدؔ، ریحانؔ، ندیمؔ دے اے
بت حسرت دل وچ رھندی اے
اونوں پرسہ دی اے رو رو کے
رئی تھپ وچ جیڑی بیندی اے
لکھیے نوحے، پڑھیے نوحے
ہے سانج جدوں تک ساواں دی
سجادؑ! سجادؑ! سجادؑ!

☆☆☆☆☆

میری سکینہؑ، اِس طرح نہ رونا

(ندیم سرورؔ)

آخری سَلام، آخری سَلام
میری سکینہؑ، اِس طرح نہ رونا

تُم جاؤ کہاں اللہ جانے
مقتل میں رہیں کس حال میں ہم
اب خواب میں بابا آئیں گے
چاہے شام کا وہ زِنداں ہووے
میری سکینہؑ، اِس طرح نہ رونا

میری سکینہؑ، اس طرح نہ رونا
نہ میری بچی نہ اس طرح نہ رونا

ہم جاتے ہیں ملنے بابا سے
اب لوٹ کے ہم کو آنا نہیں
کچھ دیر لپٹ جا سینے سے
پھر باپ کا سینہ مِلنا نہیں
سوجانا جہاں پھُوپھیاں کہہ دیں
چاہے شام کا وہ زِنداں ہووے
میری سکینہؑ، اِس طرح نہ رونا

جانے دے مجھے میداں کی طرف
دینا یہ تجھے قربانی ہے
رہوار کے مِرے پاؤں نہ پڑ
میری بچی تو سیدانی ہے
جینا ہے تجھے زہراؑ کی طرح
چاہے شام کا وہ زنداں ہووے
میری سکینہؑ، اِس طرح نہ رونا

آ پونچھ لے آنسو آنکھوں سے
تو دیکھ لے چہرہ بابا کا
کل ہوسکتا ہے آ نہ سکے
پہچان میں چہرہ بابا کا
ہم ساتھ تیرا نہ چھوڑیں گے
چاہے شام کا وہ زِنداں ہووے
میری سکینہؑ، اس طرح نہ رونا

بے رحم یہ لشکر شام کا ہے
ہر ظلم و سِتم کو سَہہ لینا
بچنا ہے طمانچوں سے جو تمہیں
خود کان کے موتی دے دینا
بَس نادِ علیؑ پڑھتی رہنا
چاہے شام کا وہ زِنداں ہووے
میری سکینہؑ، اس طرح نہ رونا

عباسؑ کا دل اکبرؑ کی بہن
جس وقت بندھے گردن میں رسن
تم بابا بابا مت کہنا
تڑپے گا میرا بیگور بدن
اصغرؑ کی طرح سے چُپ رہنا
چاہے شام کا وہ زنداں ہووے
میری سکینہؑ، اِس طرح نہ رونا

دیکھا ہے ریحاؔن و سرؔور نے
خود شام میں جاکر یہ منظر
سیلاب ہے پُرسہ داروں کا
مصروفِ بُکا تا حدِّ نظر
ہے سارا علاقہ بی بیؑ کا
چاہے شام کا وہ زِنداں ہووے
میری سکینہؑ، اِس طرح نہ رونا

☆☆☆☆☆

کارواں! کارواں! عباسؑ! مِیر کارواں

(ندیم سرورؔ)

یثرب سے سُوئے کربلا
اِک کارواں رُخصت ہوا
سر پہ عَلم سایہ فگن
غازیؑ کی آتی ہے صدا
پہلا سفر زینبؑ کا ہے
سُنسان کر دو راستہ
کارواں! کارواں! عباسؑ! مِیر کارواں

کیا شان ہے کیا دبدبہ
کیا لوگ ہیں قرآں نما
صَلّیِ علیؑ، صَلّیِ علیؑ
آیات کا ہے قافلہ
مَشک و عَلم ان کا نشاں
کارواں! کارواں! عباسؑ! مِیر کارواں

اللہ کے پیارے ہیں یہ
آلِ نبیؐ سارے ہیں یہ
قرآن کے پارے ہیں یہ
کونین کے تارے ہیں یہ
زیرِ قدم ہے آسماں
کارواں! کارواں! عباسؑ! مِیر کارواں

کوئی شبیہہ مصطفیٰؐ
کوئی حسنؑ کا دلربا
ہے کوئی عکس سیّدہؑ
شبّرؑ کا یہ قافلہ
تھامے علم جو ہے جواں
کارواں! کارواں! عباسؑ! میر کارواں

یثرب سے تابہٰ کربلا
ہر دم طواف قافلہ
عبّاس کرتا ہی رہا
پردے کا ذمہ دار تھا
یوں مطمئن تھیں بی بیاں
کارواں! کارواں! عباسؑ! میر کارواں

عبّاسؑ وہ کردار ہے
بعد علیؑ سالار ہے
ایسا علمبردار ہے
میداں میں بے تلوار ہے
پھر بھی علم کا پاسباں
کارواں! کارواں! عباسؑ! میر کارواں

لو آگیا اُس کا علم
غازی جسے کہتے ہیں ہم
کہتے چلو یہ دم بہ دم
عبّاسؑ میر لشکرم

بابؑ الحوائج، مہرباں
کارواں! کارواں! عباسؑ! میر کارواں

جب شام پہنچا قافلہ
خُطبہ یہ زینبؑ نے دیا
سُن لے یہ قوم اشقیا
ہم ہیں بنائے لاالٰہ
کشتی ہے دیں ہم بادبان
کارواں! کارواں! عباسؑ! میر کارواں

ہاں حشر میں مولا علیؑ
یہ سرورؔ و ریحاؔن بھی
نظر کرم سے آپؑ کی
رکھتے ہیں اُمید قوی
نوحوں سے دیں گے یہ بیاں
کارواں! کارواں! عباسؑ! میر کارواں

☆☆☆☆☆

میں نوکِ سناں پر ہوں

(ندیم سرورؔ)

جب خاتمہ بخیر ہوا، فوج شاہؑ کا
کوثر پہ قافلہ گیا، پیاسی سپاہ کا
گھر لُٹ گیا، جنابِ رسالت پناہؐ کا
خاک اُڑ رہی تھی، حال تھا یہ بارگاہ کا
مقتل میں آئیں، فاطمہ زہراؑ برہنہ سر
چلائیں زیرِ تیغ ہے، بابا میرا جگر

اُنیس سو ۱۹۰۰ ہیں زخم، تن چاک چاک پر
زینبؑ نکل حسینؑ تڑپتا ہے، خاک پر
پہنچی بہن جو بھائی کے مقتل میں، نوحہ گر
دیکھا سرِ حسینؑ ہے، نیزے کی نوک پر
صدقے گئی لُٹا گئے گھر، وعدہ گاہ میں
جنبش لبوں کو ہے ابھی، ذکرِ اللہ میں

میرا وعدہ ہوا پورا نانا
میرا وعدہ ہوا پورا
میں نوکِ سناں پر ہوں

نانا دیکھو نواسہ کہاں آ گیا
میں نے کرب وبلا کو مُعلّیٰ کیا

خوں میرا آج خاکِ شفا بن گیا
میں نے بچپن کا وعدہ وفا کردیا
میرا وعدہ ہوا پورا
میں نوکِ سناں پر ہوں

میرا گھر میرے بچے، میری زندگی
آپ کے دیں پہ سب میں نے قربان کی
میرے ماتھے پہ بوسہ دو اب آخری
برسرِ نوک نیزہ سواری چلی
میرا وعدہ ہوا پورا
میں نوکِ سناں پر ہوں

دین و قُرآں بچے، تیرا کعبہ بچا
تا قیامت رہے گی اذاں کی صدا
مدرسہ بن گئی آج سے کربلا
ہائے نانا مگر میرا گھر نہ رہا
میرا وعدہ ہوا پورا
میں نوکِ سناں پر ہوں

چکّیاں پیسنے والی ماں کی قسم
میری آغوش میں توڑا اکبرؑ نے دم
کیسے لاش جواں لایا سُوئے حرم
اپنے وعدے پہ سہتا رہا غم پہ غم
میرا وعدہ ہوا پورا
میں نوکِ سناں پر ہوں

کتنے لاشےؑ اُٹھائے ہیں اکِ روز میں
کتنے آنسو بہائے ہیں اک روز میں
سینکڑوں تیر کھائے ہیں ایک روز میں
سارے وعدے نبھائے ہیں اک روز میں

میرا وعدہ ہوا پورا
میں نوکِ سِناں پہ ہوں

بھائی بتیس۳۲ برسوں سے جو ساتھ تھا
مئیں نے وعدہ نبھانے میں وہ کھو دیا
کھا گئی اُس کے شانوں کو یہ علقمہٓ
وہ گیا اور دردِ کمر دے گیا

میرا وعدہ ہوا پورا
میں نوکِ سِناں پہ ہوں

میرے نانا یہ دُولھا یہ کمسن جواں
ایسے روندا گیا دشت میں الاماں
اپنے بیٹے کو پہچان پائی نہ ماں
اُس کی دُلھن نے خود توڑ دیں چوڑیاں

میرا وعدہ ہوا پورا
میں نوکِ سِناں پہ ہوں

ہاں وہ اصغرؑ جو صغراؑ کی تھی زندگی
جس کی خاطر وہ بیمار بچی میری
چھوٹے چھوٹے سے کُرتے جو سیتی رہی
اُس کا خوں اپنے چہرے پہ مل کے ابھی

میرا وعدہ ہوا پورا
میں نوکِ سِناں پہ ہوں

میرے نانا سکینہؑ کا غم دیکھیے
عمر اتنی سی اتنے ستم دیکھیے
جلتی ریتی پہ اُس کے قدم دیکھیے
کتنے مجبور ہیں آج ہم دیکھیے

میرا وعدہ ہوا پورا
میں نوکِ سِناں پہ ہوں

شام ریحان و سرور جو ڈھلنے لگی
سر سے شبیرؑ کے یہ صدا آتی تھی
اے بہن اب یہاں سے قیادت تری
میرے وعدے کی خاطر ضروری ہوئی

میرا وعدہ ہوا پورا
میں نوکِ سِناں پہ ہوں

☆☆☆☆☆

ایک آنسو میں کربلا

حصہ سوم

ندیم سرور

اور کراچی کی دیگر ماتمی انجمنوں کے

مشہور و معروف نوحہ خانوں کے نوحوں کا مجموعہ

شاعر اہل بیت

ریحان اعظمی

ترتیب و تدوین

اے ایچ رضوی

ناشر

محفوظ بک ایجنسی
مارٹن روڈ کراچی

Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882
E-mail: anisco@cyber.net.pk

MBA

پیارے نبیؐ کی، پیاری نواسی

(علی شناور، علی جی فرزند ندیم سرور)

پیارے نبیؐ کی، پیاری نواسی
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے
صبر کی ملکہ، زھراؑ کی پیاری
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے
پیارے نبیؐ کی، پیاری نواسی
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے

دیکھ رہی ہے، کوئی تو آئے
شانہ پکڑ کر، کاش بٹھائے
نہ ہے سواری، نہ ہے عماری
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے
پیارے نبیؐ کی، پیاری نواسی
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے

بھائی، بھتیجے، بھانجے، بیٹے
ساتھ وطن سے، آئی تھی لے کے
ہائے مقدر، آج اکیلی
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے
پیارے نبیؐ کی، پیاری نواسی
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے

رُخ سوئے دریا، کر کے پکاری
اے میرے بھیا، اے میرے غازی
بعد تمہارے، بہنا تمہاری
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے

پیارے نبیؐ کی، پیاری نواسی
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے

بیٹوں کو صدقہ، بھائی پہ کر کے
جس نے کیئے تھے، شکر کے سجدے
چھوڑ کے تنہا، لاش کو اُس کی
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے

پیارے نبیؐ کی، پیاری نواسی
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے

جس کی کنیزیں، نکلیں نہ باہر
بلوے میں لائے اُس کو سِتمگر
ہائے یہ غُربت، بنتِ علیؑ کی
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے

پیارے نبیؐ کی، پیاری نواسی
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے

کتنے ہی قیدی، جس نے چھڑائے
آج وہ بی بی، سر کو جُھکائے
ایک ردا کی، بَن کے سوالی
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے

کچھ اپنے بارے میں

دنیا میں لاتعداد ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جنہیں اپنے بارے میں کسی صفت یا خوبی کی وجہ سے خوش فہمی ہوتی ہے یا غلط فہمی۔ لیکن خال خال کچھ ایسے افراد بھی مل جاتے ہیں جو اپنی ذات میں عیب و ہنر خود تلاش کرتے رہتے ہیں اور انہی عیب و ہنر کی روشنی میں اپنی منزل تلاش کرتے ہوئے اپنے ہدف تک جا پہنچتے ہیں، تزکیہ اور تجزیہ یہ دو لفظ ایسے ہیں جن کے بطن میں انسان کی نشو ونما کی جڑیں موجود ہیں تزکیہ نفس کو قابو میں رکھتا ہے اور تجزیہ کردار کا منصف ہوتا ہے۔ انسان اپنی نفسانی خواہشات کا اسیر ہو کر کردار کی تجزیہ نگاری سے غافل ہو جاتا ہے اور پھر عزت کو ذلت میں تبدیل ہوتے کچھ دیر نہیں لگتی۔

مجھے یہ بات کہنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ میرے والد اپنے وطن مالوف میں کس حیثیت کے مالک تھے۔ ان کا شمار اُمرا میں ہوتا تھا یا فقرا میں، وہ کتنی زمین اور جائیداد کے مالک تھے، ہجرت نے انہیں بھی ہزاروں لاکھوں مہاجرین کی طرح لاکھ سے خاک کر دیا یا خاک سے لاکھ کر دیا۔ میں نے تو جب آنکھ کھولی تو اپنے قبلہ گاہی کو بنارس سلک ہاؤس پر ساٹھ روپیہ ماہانہ پر سیلز مین کی حیثیت سے پایا، گھر میں فاقوں کا ایک سمندر موجیں مارتا ہوا لحہ بہ لحہ قدم بہ قدم حیات کا ہمسفر تھا البتہ عنایاتِ ربانی نے قدم لڑکھڑانے نہیں دیئے، اور وہ محرومی اور غریبی جو کبھی کبھی ایمان فروشی پر آمادہ کر دیتی ہے اسی نے مہمیز کا کام دیا اور کچھ کر گزرنے کا حوصلہ دیا۔

ابا جب کبیر العمری اور بیماری کی وجہ سے ناطاقتی کا شکار ہو کر رفیقِ بستر ہو گئے تو اماں نے سلائی کڑھائی کے ہُنر کو آزمانا شروع کر دیا اور ہم چھ بہن بھائیوں کی ستر پوشی اور شکم سیری کے ساتھ ساتھ تعلیمی اخراجات کی ذمہ داری سنبھال لی بالآخر وہ بھی کہاں تک طوفانِ عُسرت کا مقابلہ کرتیں لہٰذا دو بڑے بھائیوں نے بہت ہی صغر سنی میں لالوکھیت کی کپڑا مارکیٹ میں والد کے سیلز مینی کے تجربہ سے استفادہ کرتے ہوئے ضعیف والدین اور مجھ سمیت چھوٹے بھائی بہنوں کی کفالت کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ اپنی تعلیمی مصروفیات کو بھی جاری رکھا، وقت تو پر لگا کر اڑنے کا عادی ہے اور اس برق رفتاری سے محو پرواز ہوتا ہے کہ بہت ساری ضروری چیزوں کو

پیارے نبیؐ کی، پیاری نواسی
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے

سوچو وہ منظر، سرورؑ و ریحانؑ
بھائی ہو جس کا، وارثِ قرآں
کیسے وہ بی بی، سر کو جھکائے
پیارے نبیؐ کی، پیاری نواسی
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے

☆☆☆☆☆

نوحہ جات سال 2006

ہم دیکھیں گے، لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے

(ندیم سرورؔ)

العجل، العجل، العجل، العجل
یابن الزھراؑ، یابن الزھراؑ
یاسیّدی، یامُرشدی، یامولائی یا امام الزمانؑ
شام و سحر، اے راہبر، اے تاجدارِ کون و مکاں
نُورِ خدا، اے مُنتظر، ہے مُنتظر یہ سارا جہاں
"یابن الزھراؑ، یابن الزھراؑ"

کہتے ہیں سب، جن و بشر، ارض و سماں و دشت و جبل
ہیں مُشکلیں لاکھوں مگر، ہے مُشکلوں کا تو ہی حَل
آنے لگی دیکھو صدا، حَیَّ علیٰ خَیرِالعَمل
"یابن الزھراؑ، یابن الزھراؑ"

وہ روز کہ جس کا وعدہ ہے
جو لوح ازل پہ لکھا ہے
جو تیرا ہے جو میرا ہے
کونین میں جس کا چرچا ہے
جب لوح و قلم کے چہرے سے
پردے سرکائے جائیں گے
ہم دیکھیں گے، لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے

کچھ رات گئی کچھ باقی ہے
پردوں میں سحر کچھ کہتی ہے
دل پر جو یہ دستک ہوتی ہے
غیبت میں کوئی اک ھادیؑ ہے

جو حاضر و ناظر و قائمؑ ہے
وہ آئیں گے ہاں آئیں گے
ہم دیکھیں گے، لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے

ہاں دیکھ بدلتے موسم کو
کیا ہوگیا نظمِ عالم کو
چین آتا نہیں ہے آخر کیوں
بے چینی نسلِ آدم کو

دینے دے صدا اُس قائمؑ کو
ہر اُلجھن وہ سُلجھائیں گے
ہم دیکھیں گے، لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے

یہ جعفرؑ صادق نے ہے کہا
وہ روز جمعہ ہے عاشورہ
جب انؑ کی سواری آئے گی
تعظیم کرے گی کرب وبلا

کعبے سے اذاں پھر گونجے گی
وہ ایک علم لہرائیں گے
ہم دیکھیں گے، لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے

وہ مسجد کوفہ میں آکر
مجلس کا سجائیں گے منبر
وہؑ پرسہ لیں گے دُنیا سے
شبیرؑ کا خُود ذاکر بن کر

زینبؑ کے مَصائب کر کے بیاں
منبر پہ ہی غش کھا جائیں گے
ہم دیکھیں گے، لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے

پھر قاسمؑ و اکبرؑ و اصغرؑ کو
عباسؑ کے پیاسے لشکر کو
جب یاد کریں گے روئیں گے
جلتے ہوئے زھراؑ کے گھر کو

لائیں گے تصّور میں جس دم
پھر صبر نہ وہ کر پائیں گے
ہم دیکھیں گے، لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے

عابدؑ کا وہ کانٹوں پر چلنا
زینبؑ کا برھنہ سر ہونا
وہ سامنے ماؤں بہنوں کے
نیزوں پہ سروں کا خُوں رونا

تُربت پہ سکینہؑ کے جاکر
زِنداں میں چراغ جلائیں گے
ہم دیکھیں گے، لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے

آنکھوں میں امام زمانہؑ کی
رہتی ہے سدا اِکسٹھ(٦١) ھجری
کہتے ہیں زیارتِ ناحیۂ میں
میں بھول نہیں سکتا ہوں کبھی

مابینِ زمین و زِین جو تھا
وہ لاشہ بھول نہ پائیں گے
ہم دیکھیں گے، لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے

پیغامِ امامؑ زمانہ ہے
گر جلد مجھے بلوانا ہے
تقوے کے مُصلّے پر جاکر
پیغامِ امن پھیلانا ہے

جب علم کے دیپ جلاؤ گے
ہم غیبت سے آجائیں گے
ہم دیکھیں گے، لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے

تعجیل ہو اب ابنِ زھراؑ
ہے ورد ریحانؔ و سرورؔ کا
دنیا کو ضرورت آپؑ کی ہے
دیتی ہے صدائیں کرب وبلا

وہ روز کہ جس کا وعدہ ہے
وہ وعدہ آپؑ نبھائیں گے
ہم دیکھیں گے، لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے

☆☆☆☆☆

کون قائل تھا سَلامی کہ جِناں اور بھی ہے

(ندیم سرورؔ)

"کون قائل تھا سَلامی کہ جِناں اور بھی ہے
کربلا دیکھی تو ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے"

صدقے اُس دل کے جو ہو حُبِّ علیؑ سے آباد
اس سے بہتر کوئی دُنیا میں مکاں اور بھی ہے
کربلا دیکھی تو ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے
کون قائل تھا سَلامی کہ جِناں اور بھی ہے

نامِ شبیرؑ پہ بے ساختہ گریاں ہونا
بعد کلمے کے یہ ایمان کا نشاں اور بھی ہے
کربلا دیکھی تو ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے
کون قائل تھا سَلامی کہ جِناں اور بھی ہے

برچھیاں مار کے اکبرؑ کو پکارے اعدا
"شہؑ سے پوچھو کوئی فرزندِ جواں اور بھی ہے"
کربلا دیکھی تو ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے
کون قائل تھا سَلامی کہ جِناں اور بھی ہے

فلک پیر تجھے شہؑ کی ضعیفی کی قسم
علی اکبرؑ سا زمانے میں جوانؑ اور بھی ہے

کربلا دیکھی تو ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے
کون قائل تھا سلامی کہ جناں اور بھی ہے

ماںؑ نے قاسمؑ سے کہا صبح کو تم ہوگے شہید
اس لئے بیاہ کی جلدی میری جاں اور بھی ہے
کربلا دیکھی تو ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے
کون قائل تھا سلامی کہ جناں اور بھی ہے

بال کھولے ہوئے لاشے پہ جو آئیں زھراؑ
کھل گیا حُرؓ پہ دم نزع کہ ماں اور بھی ہے
کربلا دیکھی تو ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے
کون قائل تھا سلامی کہ جناں اور بھی ہے

اپنے فرزندوں کے مرنے پہ بھی گریہ نہ کیا
دھر میں زینبؑ مظلوم سی ماں اور بھی ہے؟
کربلا دیکھی تو ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے
کون قائل تھا سلامی کہ جناں اور بھی ہے

لاکے ششماہے کو ہاتھوں پہ پکارے شبیرؑ
نذرِ حق کے لئے اک غنچہ دھاں اور بھی ہے
کربلا دیکھی تو ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے
کون قائل تھا سلامی کہ جناں اور بھی ہے

شہؑ سے زینبؑ نے کہا تم جو ہو مشتاق قضا
میری اماں کا کوئی فاتحہ خواں اور بھی ہے؟
کربلا دیکھی تو ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے
کون قائل تھا سلامی کہ جناں اور بھی ہے

بولے عابدؑ ورمِ پا نہیں چلنے دیتا
میرے پاؤں میں یہ زنجیر گراں اور بھی ہے
کربلا دیکھی تو ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے
کون قائل تھا سلامی کہ جناں اور بھی ہے

لاشے پامال سرِ شام جو ہوتے ہیں نظیر
باغ زھراؑ پہ ستم بعدِ خزاں اور بھی ہے
کربلا دیکھی تو ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے
کون قائل تھا سلامی کہ جناں اور بھی ہے

☆☆☆☆☆

واہ میرےؑ لال عباسؑ، کیا بات ہے

(ندیم سرورؔ)

غازی عباسؑ کو دے کے دیں کا علم
بولے سبطِ نبیؐ، میرا اک کام کر

میرے بازو، علمدارؑ، شاہِ وفا
اے غنی و سخی، میرا اک کام کر

اے خدائے وفا، سیدہؑ کی دعا
جراتوں کے ولی، میرا اک کام کر

دیکھ عکسِ ولی، اے میری زندگی
مثلِ نادِ علیؑ، میرا اک کام کر

چاہتا ہے یہ شبیرؑ، بھائی میرے
آج سب تیرا جاہ و حشم دیکھ لیں

اس طرح شامیوں سے تو کر گفتگو
لہجۂ حیدری کا بھرم دیکھ لیں

اب یہ پردہ اٹھا، ان کو جاکے بتا
عزمِ شبیرؑ، عزمِ حسینی ہے کیا

ہم محافظ ہیں قرآن و اسلام کے
کس لئے آئیں ہیں برسرِ کربلا

بول ایسے کہ خالق کو کہنا پڑے
ذاتِ حیدرؑ کے عکاس، کیا بات ہے

آج نہج بلاغہ کا خالقؑ کہے
واہ میرے لال عباسؑ، کیا بات ہے

ذاتِ حیدرؑ کے عکاس، کیا بات ہے
میرے غازیؑ جری تیری، کیا بات ہے

بات آقا کی غازیؑ نے جس دم سنی
دفعتاً شیر نے ایک انگڑائی لی
شام کی فوج میں مچ گئی کھلبلی
لوگ کہنے لگے، آگئے کیا علیؑ؟

روندتا ہوا گزر جاتا ہے اُسی میں بھائیوں کی تعلیم بھی انٹر اور میٹرک تک محدود رہ گئی لیکن وہ میری تعلیم کی جانب سے غافل نہ ہوئے۔

گھر میں سب بھائیوں میں چھوٹا ہونے کی وجہ سے بہت سارے معاملات میں آزادی وخودمختاری حاصل تھی لہٰذا بچپنے ہی سے اپنے سے زیادہ صاحبان علم کی بیٹھک میں بیٹھنا میرا خاص مشغلہ تھا۔ پھر بزرگوں سے سُنا بھی تھا کہ اپنے سے زیادہ اہلِ علم میں بیٹھو گے تو کچھ لے کر اٹھو گے۔ بڑے بھائی بعد میں کسٹم وتجلینس میں ملازم ہوگئے اور اُن سے چھوٹے بھائی عوامی آٹوز سندھ انجینئرنگ میں ملازم ہوئے لیکن والد کے سکھائے ہوئے سبقِ رزقِ حلال کی وجہ سے کسٹم میں ہونے کے باوجود اپنی ذاتی سائیکل بھی اُن کے پاس نہیں ہے۔ دوسرے بھائی بارہ برس سے بے روزگار ہیں لیکن کسی کے قرض دار نہیں ہیں۔

میں تے میٹرک کے بعد فرسٹ ایئر سے ہی صحافت کا شعبہ اختیار کرلیا تھا لہٰذا پہلی ملازمت ایک چھوٹے سے اخبار میں ۳ سو روپے ماہانہ پر اختیار کی پھر مختلف جرائد ورسائل میں قلمکاری کرتا رہا، کچھ عرصہ ٹیلی ویژن پر گیت نگاری کی۔ کالج اور یونیورسٹی کے زمانے میں ہاکی کھیلتا رہا اور قومی ٹیم میں پہنچ کر بھی نہ پہنچ سکا کیونکہ سفارش کا سکہ میرے پاس نہیں تھا۔ اس کے بعد تھوڑے عرصہ طلبہ سیاست کا شوق پورا کیا لیکن وہاں بھی وڈیرہ شاہی کی ترقی دیکھ کر اس سے بھی دوچار بار قیدوبند کی صعوبتیں برداشت کرنے کے بعد توبہ کرلی۔ اب مکمل طور پر شاعری کی جانب متوجہ ہوگیا۔

۱۹۸۶ء میں شعبہ تعلیم سے وابستہ ہوکر گروپ آف علی علی اسکولز میں پانچ سو روپے ماہانہ پر ملازمت اختیار کی اور بحمد للہ آج اُسی ادارے میں سربراہ شعبہ اُردو کی حیثیت سے اتنی تنخواہ پارہا ہوں کہ گھر کا کچن کچھ مشکل کچھ آسانی سے چل رہا ہے۔ ۱۹۸۳ء میں گیت اور غزل نگاری سے قوم کے لوگوں کی لعن طعن سن کر توبہ کرلی۔ میاں نوحہ بھی لکھتے ہو اور گیت بھی لکھ رہے ہو امام زمانہؑ کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ بعد میں قوم کے کسی فرد یا ٹھیکیدار نے یہ نہیں پوچھا کہ ایک اچھی آمدنی جو ریڈیو ٹی وی پر نغمہ نگاری سے ملتی تھی وہ بند ہوگئی تو اب گھر کے اخراجات کیسے چل رہے ہیں گھر میں آٹا ہے یا نہیں، بچوں کے اسکول کی فیس دی گئی یا نہیں۔

اور روحِ علیؑ مسکرانے لگی
واہ میرے لال عباسؑ، کیا بات ہے

میرے غازیؑ جری، تیری کیا بات ہے
اسپِ غازی، قدم جو بڑھانے لگا
تھم گیا وقت، یہ کون آنے لگا
ہر شقی بولا اب میں ٹھکانے لگا
نعرۂ حیدری یہ سُنانے لگا
واہ میرے لال عباسؑ کیا بات ہے

جب فضاؤں میں ان کا علَم کھل گیا
آبِ انوار سے آسماں دُھل گیا
جس کے پنجے میں سارا فلک تُل گیا
پڑھ کے غازیؑ دُعائے توسل گیا
اور نعرۂ ہواؤں میں یہ گُھل گیا
واہ میرے لال عباسؑ کیا بات ہے

بولے عباسؑ یہ لشکرِ شام سے
وہ جو واقف نہیں ہیں میرے نام سے
باخبر وہ نہیں اپنے انجام سے
مُنسلک میں بھی ہوں خُم کے پیغام سے
یوں نوازا مجھے شہؑ نے انعام سے
واہ میرے لال عباسؑ کیا بات ہے

میں بتاؤں تمہیں کون شبیرؑ ہے
عکسِ اسلام قرآں کی تفسیر ہے

خُلد باغِ ارم اُس کی جاگیر ہے
اُس کے قدموں تلے حُر کی تقدیر ہے
میرے بارے میں اس کی یہ تقریر ہے
واہ میرے لال عباسؑ کیا بات ہے

یہ غلامیِ شہؑ کا شرف ہے مِلا
ملکۂ خُلد نے مُجھ کو بیٹا کہا
نام عباسؑ، زینبؑ نے میرا رکھا
جُھولا شبیرؑ نے ہے جُھلایا میرا
پھر حسنؑ نے گلے سے لگا کر کہا
واہ میرے لال عباسؑ کیا بات ہے

پیاس بچوں کی لائی یہاں تک مجھے
مشک اک بھر کے لے جاؤں کا نہر سے
میرے آقا نے روکا لڑائی سے ہے
ورنہ روکے مجھے حوصلہ ہے کسے
میں ہوں بے تاب سن لوں یہی اک صدا
واہ میرے لال عباسؑ کیا بات ہے

جب مکمل ہو زندگی کا سفر
بولا شبیرؑ سے باوفا نہر پر
اپنے پیروں پہ رکھ لیجئے میرا سر
خوش ہوں ام البنینؑ جب سنیں یہ خبر
میرے بیٹے سے شبیرؑ نے کہہ دیا
واہ میرے لال عباسؑ کیا بات ہے

ہائے ریحانؔ و سرورؔ عجب وقت تھا
ہو کے بے دست جب میرا غازیؑ گرا
باوفا کا علم خوں میں تر ہوگیا
روح زہراؑ پکاری سر کربلا
تو نے سقائی کا حق ادا کردیا
واہ میرے لال عباسؑ کیا بات ہے

☆☆☆☆☆

خنجر قریب زانوئے قاتل قریب ہے

(ندیم سرورؔ)

جب کٹ گیا زہراؑ کا چمن دشتِ بلا میں
شامل ہوا پیاسوں کا لہو خاکِ شفا میں
کوئی نہ رہا فوج امام دوسرا میں
اور گھر گیا حیدرؑ کا پسرؑ اہل جفا میں

اک خشک گلا اور کئی سو نیزہ و خنجر
نو لاکھ کا ریلا اور اکیلا وہ دلاور
جب میرا حسینؑ، فاطمہؑ کا چین
پُشت رہوار سے خاک پر گرا
خنجر قریب زانوے قاتل قریب ہے
آج امتحانِ صبرِ حُسینؑ غریب ہے

جاں سے قریب تر میرے پروردگار دیکھ
عاشق کا اپنے ریگ تپاں پر قرار دیکھ
میرا یقین دیکھ، میرا اعتبار دیکھ
میں کتنا مطمئن ہوں ادھر ایک بار دیکھ
خنجر قریب زانوئے قاتل قریب ہے
آج امتحانِ صبرِ حُسینؑ غریب ہے

پیاسہ ہوں تین روز کا زخموں سے چور ہوں
یارب گواہ رہیو کہ میں بے قصور ہوں
چھ ماہ ہوگئے کہ وطن سے بھی دُور ہوں
اب تیری بارگاہ میں تیرے حضور ہوں
خنجر قریب زانوئے قاتل قریب ہے
آج امتحانِ صبرِ حُسینؑ غریب ہے

اک قلبِ ناتواں پہ بہتر(۷۲) کا داغ ہے
اٹھارہ سال کے علی اکبرؑ کا داغ ہے
بازو بریدہ شیر کا اصغرؑ کا داغ ہے
لگتا ابھی لٹی ہوئی چادر کا داغ ہے
خنجر قریب زانوئے قاتل قریب ہے
آج امتحانِ صبرِ حُسینؑ غریب ہے

یہ کہہ کے جو خموش ہوئے سبطِ پیمبر
دیکھا کہ سرہانے ہے کھڑی مادرِ مُضطر
شہزادی کے سر پہ پڑی خاک کی چادر
کہتی ہیں وہ سر گود میں شبیرؑ کا لے کر

خنجر قریب زانوئے قاتل قریب ہے
آج امتحانِ صبرِ حُسینؑ غریب ہے

مظلوم کی امداد کو آتا نہیں کوئی
پانی بھی دمِ مرگ پلاتا نہیں کوئی
زخموں میں لگی خاک چھڑاتا نہیں کوئی
ہئے ہئے میرے بچے کو بچاتا نہیں کوئی

خنجر قریب زانوئے قاتل قریب ہے
آج امتحانِ صبرِ حُسینؑ غریب ہے

حیدرؑ سے کہا زہراؑ نے خوف آتا ہے صاحب
ماں ہوں میرا دل درد سے تھرّاتا ہے صاحب
یہ دیکھیے دنیا سے پسر جاتا ہے صاحب
خنجر کو لیے شمرؔ چلا آتا ہے صاحب

خنجر قریب زانوئے قاتل قریب ہے
آج امتحانِ صبرِ حُسینؑ غریب ہے

فرمانے لگے ماں سے بصد رنج یہ مولاؑ
کچھ دیر میں اب کوچ ہے دُنیا سے ہمارا
اے امّاں چلی جایئے مقتل سے خُدارا
کس طرح سے دیکھو گی تڑپتا ہوا لاشہ

خنجر قریب زانوئے قاتل قریب ہے
آج امتحانِ صبرِ حُسینؑ غریب ہے

اک بار جو خیموں کی طرف یاس سے دیکھا
دیکھا کہ درِ خیمہ پہ روتی ہے سکینہؑ

اک ہوک اٹھی قلب میں رونے لگے مولا
زینبؑ سے اشاروں سے کہا اے میری بہنا

خنجر قریب زانوئے قاتل قریب ہے
آج امتحانِ صبرِ حُسینؑ غریب ہے

آواز غیب آئی پلٹ آ حُسینؑ آ
اب امتحان تیرا مکمل یہاں ہوا
خون پسرؑ سے تو ہے وضو اب تُو کر چکا
یہ سُن کے شہؑ نے سجدے میں سر رکھ کے یہ کہا

خنجر قریب زانوئے قاتل قریب ہے
آج امتحانِ صبرِ حُسینؑ غریب ہے

جب پہنچی بہن بھائی کے لاشے پہ کھُلے سر
دیکھا کہ لعیں پھیر چکا حلق پہ خنجر
اور شمرؔ لیے جاتا ہے سر گیسو پکڑ کر
اے سرورؔ و ریحانؔ کرو یاد وہ منظر

خنجر قریب زانوئے قاتل قریب ہے
آج امتحانِ صبرِ حُسینؑ غریب ہے

☆☆☆☆☆

غمزدہ کاروان دیٔ پورتہ شہؑ بابا

(ندیم سرورؔ)

غمزدہ کاروان دیٔ پورتہ شہؑ بابا
شام تا روان دیٔ، پورتہ شہؑ بابا
سخت پریشان یاما، پورتہ شہؑ بابا
سکینہؑ ناز دانہ دا، پورتہ شہؑ بابا
بین سکینہؑ کا تھا الوداع بابا
ہائے شہید جفا الوداع باباؑ
غمزدہ کاروان دیٔ پورتہ شہؑ بابا
شام تا روان دیٔ، پورتہ شہؑ بابا

گیارہ محرم ہوئی دست بلا میں
اور اضافہ ہوا ظلم و جفا میں
کوئی بھی بی بی نہیں اب تو ردا میں
ہائے حسیناؑ کا ہے شور فضا میں
سخت پریشان یاما، پورتہ شہؑ بابا
سکینہؑ ناز دانہ دا، پورتہ شہؑ بابا

محملیں بے سائباں دھوپ بلا کی
بارہ گلے، اک رسن حد ہے جفا کی
راس نہ آئی زمیں کرب وبلا کی
خوب یہ توقیر ہے آل عباؑ کی

سخت پریشان یاما، پورتہ شہؑ بابا
سکینہؑ ناز دانہ دا، پورتہ شہؑ بابا

بابا نہیں جانتی کتنا سفر ہے
اٹھو سکینہؑ کی جاںؑ، خونی شہر ہے
ہائے وہ نیزے پہ کیا آپ کا سر ہے؟
سخت پریشان یاما، پورتہ شہؑ بابا
سکینہؑ ناز دانہ دا، پورتہ شہؑ بابا

زخمی بدن، بے کفن، پیاسے مسافر
تشنہ دھن، بے وطن، پیاسے مسافر
سیّد و شاہ زمن، پیاسے مسافر
دشت میں پامال تن، پیاسے مسافر
سخت پریشان یاما، پورتہ شہؑ بابا
سکینہؑ ناز دانہ دا، پورتہ شہؑ بابا

کشتۂ زخم جگر، وہ گلِ لیلیٰ
خاک بسر خاک پر، وہ گلِ لیلیٰ
آپ کا نور نظر، وہ گلِ لیلیٰ
خوردسناں در جگر، وہ گلِ لیلیٰ
سخت پریشان یاما، پورتہ شہؑ بابا
سکینہؑ ناز دانہ دا، پورتہ شہؑ بابا

اُف تنِ صد چاک را، قاسمؑ کمسن
اف سُم اسپاں کجا، قاسمؑ کمسن
ٹکڑے بدن، بے خطا، قاسمؑ کمسن
کشتۂ راہِ خدا، قاسمؑ کمسن

سخت پریشان یاما، پورتہ شہؑ بابا
سکینہؑ ناز دانہ دا، پورتہ شہؑ بابا

اَصغرؑ مَن بے زباں، کشتۂ پیکاں
بابا تیرے ساتھ ہے، بَرسَرِ میداں
جان و دل ماقِدا، شاہ شہیداں
میں تو چلی دیکھیے، جانبِ زنداں

سخت پریشان یاما، پورتہ شہؑ بابا
سکینہؑ ناز دانہ دا، پورتہ شہؑ بابا

بالی سکینہؑ کی جان، الوداع باباؑ
شام چلا کارواں، الوداع باباؑ
چین مجھے اب کہاں، الوداع باباؑ
کرتی رہوں گی فُغاں، الوداع باباؑ

سخت پریشان یاما، پورتہ شہؑ بابا
سکینہؑ ناز دانہ دا، پورتہ شہؑ بابا

حافظ و ناصر خدا، اے بن زھراؑ
جاتی ہے اس دشت سے بالی سکینہؑ
سرورؔ و ریحانؔ، تھا بچی کا نوحہ
کشتۂ تیغ جفا، الوداع باباؑ

سخت پریشان یاما، پورتہ شہؑ بابا
سکینہؑ ناز دانہ دا، پورتہ شہؑ بابا

☆☆☆☆☆

ہم ہوں گے کہیں، تم کہیں جاؤ گی سکینہؑ

(ندیم سرورؔ)

شہؑ کہتے تھے بی بی، ہمیں اب جانے دو گھر سے
وہ کہتی تھی، سایہ جو یہ اٹھ جائے گا سر سے
ہئے ہئے میں تمہیں ڈھونڈ کے لاؤں گی کدھر سے
شہؑ کہتے تھے، مقتل ہی میں پاؤ گی سکینہؑ
ہم ہوں گے کہیں، تم کہیں جاؤ گی سکینہؑ
ڈھونڈو گی تو ہم کو، نہیں پاؤ گی سکینہؑ

اچھا نہیں بی بی، کہ یہ دل توڑ کے جائیں
ہم اپنی سکینہؑ سے، نہ منہ موڑ کے جائیں
مجبور ہیں ایسے، کہ تمہیں چھوڑ کے جائیں
کچھ بس نہیں، یہ زخم بھی کھاؤ گی سکینہؑ
ہم ہوں گے کہیں، تم کہیں جاؤ گی سکینہؑ
ڈھونڈو گی تو ہم کو، نہیں پاؤ گی سکینہؑ

برسوں جو رہے ساتھ، وہ چُھٹ جاتے ہیں بی بی
جنگل میں بہت قافلے، لُٹ جاتے ہیں بی بی
حسرت سے یہ دم، سینوں میں گھٹ جاتے ہیں بی بی
چھٹ جاؤ گی، بابا کو نہ پاؤ گی سکینہؑ
ہم ہوں گے کہیں، تم کہیں جاؤ گی سکینہؑ
ڈھونڈو گی تو ہم کو، نہیں پاؤ گی سکینہؑ

اب مولاؑ کے فضل و کرم سے سوائے ذکرِ آلِ محمدؐ میرا قلم کچھ نہیں لکھتا اور اس ذکر کی بدولت بغیر کوئی ہدیہ معاوضہ لیے نیک نامی کی زندگی اپنے اہل و عیال کے ساتھ گزار رہا ہوں۔ آج پوری دنیا میں ریحان اعظمی کے لئے کوئی شخص غازی علمدارؑ کے علم پر ہاتھ رکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ ریحان نے کبھی نوحہ لکھنے کا کسی سے معاوضہ طلب کیا ہے کیونکہ مجھے یقین ہے اور میرا ایمان ہے کہ مولا اپنے اوپر کسی کا اُدھار نہیں رکھتے وہ کہاں سے کس ذریعے سے میری مدد کرتے ہیں مجھے خود نہیں معلوم۔ خدا درِ زہراؑ کی یہ ملازمت قائم رکھے۔

میں نے ۱۹۷۴ء سے ۲۰۰۷ء تک ۳۰ ہزار نوحے لکھ کر ایک عالمی ریکارڈ قائم کیا ہے یہ تمام نوحے عنقریب کتابی صورت میں ۲۰ جلدوں پر مشتمل مجموعہ نوحہ جات "پوری کربلا" کے نام سے آئندہ سال تک شائع ہوجائیں گے۔ اس مجموعہ نوحہ جات میں میرے بھائی میرے رفیق دیرینہ سیّد ندیم رضا سرور کا وہ پورا کلام موجود ہے جو کہ ۱۹۸۶ء سے میں نے اُن کے لیے تحریر کیا جبکہ وہ سارا کلام بھی موجود ہے جو دوسرے نوحہ خوانوں کے لیے تحریر کیے۔

ندیم سرور میرا وہ شاہکار ہیں جس پر مجھے فخر بھی ہے ناز بھی ہے۔ وہ میرا قلم ہیں اور میں اُس کی آواز ہوں۔ میری شہرت، عزت، پذیرائی میں محمدؐ و آلِ محمدؐ اور شہزادیِ کونین جنابِ سیّدہ سلام اللہ علیہا کے بعد میرے بھائی ندیم سرور کی بھی بڑی کاوش ہے اگر میں یہ سچ نہ بولوں یہ تذکرہ نہ کروں تو بہت بڑی خیانت کا مرتکب ہوجاؤں گا۔ آپ دعا کریں خدا بحق ائمہ طاہرین میرا اور ندیم سرور کا یہ ساتھ تا روزِ قیامت قائم رہے اور شبیرؑ کی نوکری کا خالی دعویٰ نہیں اصل حق ادا ہوسکے۔

ایک آنسو میں کربلا حصہ سوم سیّد عنایت حسین رضوی کی عنایات کے باعث آپ سے محوِ گفتگو ہوں براہِ کرم جائز تنقید سے مجھے سرفراز کریں تاکہ بشری غلطیوں کی نشاندھی کو میں درست کرسکوں۔ اللہ میرے قارئین اور مومنین کو ہر بلا اور ہر آفتِ ناگہانی سے محفوظ رکھے اور حاسدین کو حیاتِ خضر عطا کرے کہ وہ میری فکر اور صلاحیت کو مرنے نہیں دیتے۔

آلِ طٰہٰ و یٰسین طالب دعا و دعا گو خاکِ پائے مومنین

ڈاکٹر ریحان اعظمی

۱۹ دسمبر ۲۰۰۸ء

جب عمر تھی کم، ہم بھی چُھٹے تھے یونہی ماں سے
سوتے تھے لپٹ کر، یونہی خاتونِ جناں سے
کوچ اُن کا ہوا سامنے آنکھوں کے جہاں سے
صدمے یہی اب، تم بھی اٹھاؤ گی سکینہ

ہم ہوں گے کہیں، تم کہیں جاؤ گی سکینہؑ
ڈھونڈو گی تو ہم کو، نہیں پاؤ گی سکینہؑ

تڑپے بھی ہیں فرقت میں، اور آنسو بھی پیئے ہیں
یہ داغ یہ اندوہ والم، سب کے لئے ہیں
ماں باپ زمانے میں، سدا کس کے جیئں ہیں
تڑپو گی یونہی، اشک بہاؤ گی سکینہؑ

ہم ہوں گے کہیں، تم کہیں جاؤ گی سکینہؑ
ڈھونڈو گی تو ہم کو، نہیں پاؤ گی سکینہؑ

مہماں ہیں تمہارے، ہمیں بی بی نہ رلاؤ
ہم پیار کریں گے تمہیں، لو گود میں آؤ
عاشق جو ہماری ہو، تو آنسو نہ بہاؤ
کیا ہم کو یونہی، رو کے رلاؤ گی سکینہؑ

ہم ہوں گے کہیں، تم کہیں جاؤ گی سکینہؑ
ڈھونڈو گی تو ہم کو، نہیں پاؤ گی سکینہؑ

چھوڑا نہ کبھی، چار برس تک میرا پہلو
منہ سینے پہ رکھ کر تمہیں، سو جانے کی تھی خُو
اٹ جائیں گے اب، گردِ یتیمی سے یہ گیسو
بابا کو بس اب، حشر میں پاؤ گی سکینہؑ

ہم ہوں گے کہیں، تم کہیں جاؤ گی سکینہؑ
ڈھونڈو گی تو ہم کو، نہیں پاؤ گی سکینہؑ

دن ہجر کے آپہنچے گئے وصل کے ایام
لکھا تھا بہت کم، تیری تقدیر میں آرام
دکھلائے گی یہ صبح، یتیمی کی تمھیں شام
کس طرح سے یہ داغ، اٹھاؤ گی سکینہؑ
ہم ہوں گے کہیں، تم کہیں جاؤ گی سکینہؑ
ڈھونڈو گی تو ہم کو، نہیں پاؤ گی سکینہؑ

یوں کہنے لگی سینے پہ مُنہ رکھ کے، وہ ناداں
کہتے ہیں یتیمی کسے، میں آپ کے قربان
حضرت نے کہا، سخت مصیبت ہے میری جاں
چین ایسی اذّیت میں، نہ پاؤ گی سکینہؑ
ہم ہوں گے کہیں، تم کہیں جاؤ گی سکینہؑ
ڈھونڈو گی تو ہم کو، نہیں پاؤ گی سکینہؑ

☆☆☆☆☆

ہائے صُغراؑ بتا کیا لکھوں بتا کیا لکھوں

(ندیم سرورؔ)

مولاؑ مقتل میں سر کو جھکائے
لاش اکبرؑ پہ تنہا کھڑے ہیں
دھیمے دھیمے ٹپکتے ہیں آنسو
ہائے صُغراؑ کا خط پڑھ رہے ہیں
بولے کیا میں جواب اس کا دوں
ہائے صُغراؑ بتا کیا لکھوں
ہائے صُغراؑ بتا کیا لکھوں

میں تو پردیس میں لُٹ گیا
اپنے لشکر کو میں رو چکا
تیرا بابا غریب ہوگیا
اور اِس کے سوا کیا لکھوں
ہائے صُغراؑ بتا کیا لکھوں

حال پوچھا ہے تو نے میرا
پنجتن میں تھا تنہا بچا
دیکھ شیشے کی وہ خاک جا
اور اس کے سوا کیا لکھوں
ہائے صُغراؑ بتا کیا لکھوں

آندھیاں میرا گھر لے گئیں
میرے لختِ جگر لے گئیں
میرا نُورِ نظر لے گئیں
اور اس کے سوا کیا لکھوں
ہائے صُغراؑ بتا کیا لکھوں

خط تیرا اب سُناؤں کسے
کون میری صدا پر اُٹھے
شب کو جاگے ہوئے سو گئے
اور اس کے سوا کیا لکھوں
ہائے صُغراؑ بتا کیا لکھوں

دوپہر میں یہ کیا ہوگیا
جب سے بچھڑا ہے تیرا چچا
جیتے جی ہائے میں مر گیا
اور اس کے سوا کیا لکھوں
ہائے صُغراؑ بتا کیا لکھوں

ہائے وہ صُغراؑ وہ بھائی تیرا
جس نے تجھ سے تھا وعدہ کیا
کھا گئی اس کو کرب وبلا
اور اس کے سوا کیا لکھوں
ہائے صُغراؑ بتا کیا لکھوں

پیار سے تو نے ہے جس کو رکھا
گھٹنیوں بھی جو نہ چل سکا
ہائے وہ اصغرؑ بھی اب نہ رہا

اور اِس کے سوا کیا لکھوں
ہائے صُغراؑ بتا کیا لکھوں

شب کو دُولھا بنایا جسے
راس آئی نہ مہندی جسے
روئیں سہرے کی لڑیاں جسے
اور اس کے سوا کیا لکھوں
ہائے صُغراؑ بتا کیا لکھوں

اب سکینہؑ کا حافظِ خدا
وقت زینبؑ پہ بھی ہے کڑا
مجھ کو گھیرے ہوئے ہے قضا
اور اس کے سوا کیا لکھوں
ہائے صُغراؑ بتا کیا لکھوں

یہ تو اچھا ہوا لاڈلی
اپنے گھر میں ہی تو رہ گئی
بے ردائی سے تو بچ گئی
اور اس کے سوا کیا لکھوں
ہائے صُغراؑ بتا کیا لکھوں

خط وہ ریحانؔ و سرورؔ تھا کیا
خاک سے میرا مولاؑ اُٹھا
لاشِ اکبرؑ پہ خط رکھ دیا
اور اس کے سوا کیا لکھوں
ہائے صُغراؑ بتا کیا لکھوں

☆☆☆☆☆

ہاں! مجھے پیدل چلنا آ گیا

(ندیم سرورؔ)

زنداں سے رہا ہوکر جس دم
جب کرب وبلا میں آئے حرم
ناقے سے گری زینبؑ دکھیا
اور زخمی زخمی رکھتی قدم
رو کر غازیؑ سے کہنے لگی
باباؑ نے مجھے سمجھایا تھا

اے بیٹی گھر میں پیدل چل
چلنا ہے تجھے میلوں تنہا

او میرے غازی غیرت والے
او میری چادر کے رکھوالے
مجھے گِر کے سنبھلنا آ گیا
مجھے پیدل چلنا آ گیا
ہاں! مجھے پیدل چلنا آ گیا
عباسؑ! میکوں پیدل ٹُرنا آ گیا

مشک و علم، والے میرے
شاہ وفاؑ، آواز دے
امُ البنینؑ، کے لاڈلےؑ
ہر غم سے گزرنا آ گیا
عباسؑ! میکوں پیدل ٹُرنا آ گیا

کیندی سی رو، پئی سینڑ اے
مجبور ہوواں، تیری بھینڑ اے
نہ گل کسے، دے پینڑ اے
مجیویں ظالم رسیاں پا گیا
عباسؑ! میکوں پیدل ٹُرنا آ گیا

لے شام تے، میںؑ آ گئی
غازیؑ میں کیوں، زندہ رہی
سایہ نہ تھا، میلوں کوئی
مجھے دھوپ میں چلنا آ گیا
عباسؑ! میکوں پیدل ٹُرنا آ گیا

دکھیؑ بھینڑ دا، غازی بھرا
ھنڑ کی کراں، میںوں ڈِساں
کھلی دیردے، میں بے ردا
تیرا جھنڈاں مار، مکا گیا
عباسؑ! میکوں پیدل ٹُرنا آ گیا

بازار تھا، دربار تھا
زنجیر تھی، بیمار تھا
جینا میرا، دُشوار تھا
ہر درد کو سہنا آ گیا
عباسؑ! میکوں پیدل ٹُرنا آ گیا

رو سینڑاے، دیوے صدا
بھینڑاں دے آ، بردے بنا
لوکاں دا ھے، مجمع کھلا
سجادؑ میرا غش کھا گیا
عباسؑ! میکوں پیدل ٹُرنا آ گیا

نانا کے تو، ہمدم ملے
لیکن مجھے، تو غم ملے
خوشیاں گئیں، ماتم ملے
یہ کیسا زمانہ آ گیا
عباسؑ! میکوں پیدل ٹرنا آ گیا

زینبؑ کھلی، مجبور ہے
کیتا غماں، نے چور ہے
قیدی میرا، اج پور ہے
اِی ھُو درد جگرنوں کھا گیا
عباسؑ! میکوں پیدل ٹرنا آ گیا

دیکھے سَجے، اعدا کے گھر
نیزوں پہ تھے پیاروں کے سر
ٹکڑے ہُوا، میرا جگر
مجھے یاد مدینہ آ گیا
عباسؑ! میکوں پیدل ٹرنا آ گیا

گیا دَرد اے، دِلّ چیر اے
ویکھی ظلم، دی اخیر اے
وچ ظلم دِی، زنجیر اے
ٹرک باقرؑ داہے، کھا گیا
عباسؑ! میکوں پیدل ٹرنا آ گیا

پیدل چلا، جب کارواں
بارا(۱۲) گلے، اِک ریسماں
ہونے لگی، جس دم اذاں
مجھے یاد مدینہ آ گیا
عباسؑ! میکوں پیدل ٹرنا آ گیا

بازو میرے، باندھے گئے
چادر چھنی، خیمے جلے
بچّے میرے روتے رہے
ہر غم سے گزرنا آ گیا
عباسؑ! میکوں پیدل ٹرنا آ گیا

سویا اِدھر، تُو خاک پر
چادر چھنی، میری اُدھر
پیاسی رہی بھیّا، مگر
مجھے پیاس میں جینا آ گیا
عباسؑ! میکوں پیدل ٹرنا آ گیا

لالاں نُوں اے، چانڑاں تیرا
وچ شام دِے، جانڑا تیرا
سنگ ظلم دے، کھانڑا تیرا
خورشید نُوں نیر رَوا گیا
عباسؑ! میکوں پیدل ٹرنا آ گیا

اے سرورؔ و ریحانؔ اب
سوچو ذرا، کیا تھا غضب
بنتِ علیؑ، کہتی تھی جب
مجھے جینا مرنا آ گیا
عباسؑ! میکوں پیدل ٹرنا آ گیا

☆☆☆☆☆

میری ماں نے مجھے زینبؑ برائے کربلا پالا

(انجمن دستہ پنجتنیؑ)

میری ماں نے مجھے زینبؑ برائے کربلا پالا
لقب میں نے غلامِ ابنِ زہرا خوب ہے پایا
درِ زہراؑ پہ سجدہ ہے ابھی عباسؑ زندہ ہے

یہ مشکیزہ امانت بھی ہے میری آبرو بھی ہے
ہے اس پر جان قرباں نذر اس پر یہ لہو بھی ہے
علم پر سج کے کہتا ہے ابھی عباسؑ زندہ ہے

چلے جب جانب دریا تسلی دے کے بچوں کو
کہا سیراب کر دیں گے ابھی ہم سوکھے کوزوں کو
تمنائے سکینہؑ ہے ابھی عباسؑ زندہ ہے

یقیں ریحانؔ ہے مجھ کو امامِ عصرؑ کی صورت
خدا کی مصلحت بن کر غازیؑ بھی پسِ غیبت
لقب غازیؑ جو پایا ہے ابھی عباسؑ زندہ ہے

☆☆☆☆☆

من تورا حاجی بگویم تو میرا ملّا بگو

سفیرِ عزا سیّد ندیم رضا سرورؔ

ساری تعریفیں اللہ کے لئے
دُرود و سلام مُحمدؐ وآلِ مُحمدؐ کے لئے

خدا سلامت رکھے میرے بھائی ریحانؔ اعظمی کو ان کے اہل و عیال کے ساتھ، دائمی صحت و سلامتی کے ساتھ۔ ہماری برادرانہ رفاقت کو بحمد للہ تیس برس کا طویل عرصہ بیت گیا جو کہ حاسدین کے لئے جلنے کا سامان دعا گو دوستوں کے لیے قابلِ رشک و باعثِ فخر ہے، ہماری دوستی کی بنیاد خالصتاً محبت، اخوت، اخلاص، مُروت، خوشی میں خوشی، اداسی پر اداسی اور خصوصاً حسینیت کی مضبوط رسی سے جڑی ہوئی ہے۔

مجھے یہ جان کے بلکہ سن کر بے حد مسرت ہوتی ہے جب لوگ مجھے اور ریحان بھائی کو ایک جان دو قالب اور لازم و ملزوم جیسے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ ریحان بھائی کی سُخن گسترانہ صلاحیتوں کا ایک زمانہ قائل ہے۔ میں تو ان کی ادائے دوستانہ میں کمال شاعرانہ کا متلاشی رہتا ہوں، یادش بخیر ہم دونوں بھائی غربت کے ساتھی، عزت کے ہمسفر، نہ کسی قسم کی حرص و طمع، نہ شہرتِ عارضی کے طلبگار نہ دولتِ دنیا سے سروکار چاہتے، بارگاہِ مُحمدؐ وآلِ مُحمدؐ سے دولت کے طالب ہیں، درِ علم سے لالچی ہیں دعاؤں کے اور آپ مومنین کی دعاؤں سے یہ سب میسّر ہے۔

ریحان بھائی کو لوگ انیس ثانی، ریحانِ عزا، مجاہد خامہ حُسینی، حُسینیؑ کمپیوٹر کے خطابات سے نوازتے رہتے ہیں، لیکن خود ان کی انکساری کا عالم یہ ہے کہ وہ خود کو خاکِ پائے انیسؔ کہتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں۔ وہ جو زبان سے کہتے ہیں وہی تحریر بھی کر دیتے ہیں تاکہ سند رہے اور بوقتِ ضرورت کام آئے وہ کہتے ہیں نوحہ نگاری، منقبت گزاری میرے بس کی

جب علم خون میں تر نہر سے لے آئے حسینؑ

(فراز حیدر)

جب علم خون میں تر نہر سے لے آئے حسینؑ
یادِ عباسؑ میں خوں روتے رہے ہائے حسینؑ

جھک گئی شہؑ کی کمر آس گئی زینبؑ کی
لاشِ عباسؑ کو خیمے میں نہیں لائے حسینؑ

مشک عباسؑ کے سینے پہ رکھی ہے ایسے
جیسے عباسؑ کو سینے سے ہیں لپٹائے حسینؑ

پانی پانی کی صداؤں سے لرزنے لگا بَن
جب علم لاش کی صورت سے اٹھا لائے حسینؑ

کتنی حسرت سے ردا دیکھ رہی تھی زینبؑ
نہر سے جبکہ اکیلے ہی چلے آئے حسینؑ

خاک پر بیٹھ گئے تھام کے دل کو مولاؑ
غم میں عباسؑ کے گر کر نہ سنبھل پائے حسینؑ

جس کے ہوتے ہوئے تنہا بھی تھے لشکر شبیرؑ
تنہا تنہا پسِ عباسؑ نظر آئے حسینؑ

دو کٹے بازو اُٹھائے ہوئے دامن میں حسینؑ
کہتے تھے عصر سے پہلے ہی نہ مر جائے حسینؑ

یہ جو ریحانؔ ہے یہ بھی ہے غلامِ زہراؑ
کاش عباسؑ سے یوں حشر میں ملوائے حسینؑ

☆☆☆☆☆

اُجڑی ہوئی دہلیز پر صغراؑ نہ انتظار کر

(انجمن رونق دین اسلام)

اُجڑی ہوئی دہلیز پر صغراؑ نہ انتظار کر
بھائی نہ آسکے گا گھر صغراؑ نہ انتظار کر

کرب و بلا میں بس گئے اب کس کی منتظر ہے تو
آئیں گے اب نہ عمر بھر صغراؑ نہ انتظار کر

تیرا بھرا ہوا یہ گھر اک دوپہر میں لُٹ گیا
مارا گیا ترا پدر صغراؑ نہ انتظار کر

خالی ہیں ساری گودیاں نوحہ کناں ہیں بیبیاں
قاصد نے آکے دی خبر صغراؑ نہ انتظار کر

شادی کا ذکر کیا کریں سہرے کا تذکرہ ہے کیا
بکھرا ہوا ہے خاک پر صغراؑ نہ انتظار کر

قاسمؑ شہید ہوگئے اصغرؑ کا چھد گیا گلا
اکبرؑ کا چھد گیا جگر صغراؑ نہ انتظار کر

عابدؑ جگر خراش ہے غم سے کلیجہ پاش ہے
کرتا ہے شام کا سفر صغراؑ نہ انتظار کر

بالی سکینہؑ قید میں آنسو بہا کے سو گئی
اس کو بھی کھا گئی نظر صغراؑ نہ انتظار کر

ریحانؔ کیا بیاں کروں جاری قلم سے جب ہو خوں
لکھ کر قلم ہے نوحہ گر صغراؑ نہ انتظار کر

اب کوئی نہیں قید میں تنہا ہے سکینہؑ

(انجمن محمدی قدیم)

اب کوئی نہیں قید میں تنہا ہے سکینہؑ
تُو قید ہے قیدی ترا روضہ ہے سکینہؑ

ارمان رہائی کا ترے دل میں بہت تھا
یہ کہہ کر ترا بھائی تڑپتا ہے سکینہؑ

اکبرؑ کی شہادت کی خبر سُن چکی لیکن
بے تاب تجھے ملنے کو صغراؑ ہے سکینہؑ

تو لڑتی رہی پیاس کی تلوار سے بی بیؑ
دریا تیری پیکان سے ہارا ہے سکینہؑ

چادر نہیں لیکن ترے پردے کے لئے اب
زنداں کی دیواروں کا پردہ ہے سکینہؑ

زنداں میں اب شمر ستائے تجھے کیسے
عباسؑ کے پرچم کا جو پہرا ہے سکینہؑ

ہوتی ہے ہر اک قبر کو پانی کی ضرورت
پانی سے تیرا اب کہاں رشتہ ہے سکینہؑ

زنداں کی اذیت سے طمانچوں سے بچی ہے

صغراؑ جو نہیں آئی تو اچھا ہے سکینہؑ

زخمی ترے رخساروں پہ یہ قبر کی مٹی
مظلومئی سجادؑ کا نوحہ ہے سکینہؑ

جس کا کوئی وارث نہ ہو ملتا ہے اُسے بھی
تو نے تو کفن مر کے نہ پایا ہے سکینہؑ

دربارِ ستم دیکھا تھا زنداں تو نہ دیکھا
دکھ ترا تو زہراؑ سے زیادہ ہے سکینہؑ

ہے دستِ علمدارؑ میں ریحانؑ ترا ہاتھ
تو نے انہی ہاتھوں سے تو لکھا ہے سکینہؑ

☆☆☆☆☆

غازی کو یاد کرکے آنسو بہا رہے ہیں

(انجمن دستۂ پنجتنیؑ)

غازیؑ کو یاد کرکے آنسو بہا رہے ہیں
تنہا حسینؑ لاشِ اکبرؑ اُٹھا رہے ہیں

ٹوٹی ہوئی کمر ہے بے نور چشمِ مولاؑ
سجادؑ غش سے جاگو باباؑ بلا رہے ہیں

میت جواں پسر کی تنہا نہ اُٹھ سکے گی
برچھی نکال لی ہے اب لڑکھڑا رہے ہیں

نادعلیؑ ہے لب پر آنکھوں سے خون جاری
آیا خیالِ زینبؑ آنسو بہا رہے ہیں

خیمے سے العطش کی آواز آرہی ہے
سب کے فراتِ غم میں دل ڈوبے جارہے ہیں

زینبؑ ضعیف بھائی اس غم سے مر نہ جائے
اکبرؑ کی لاش مولا مقتل سے لا رہے ہیں

اٹھارہ سال جس کو گھر سے نہیں نکالا
جلتی ہوئی زمیں پر اُس کو سلا رہے ہیں

برپا ہوئی قیامت کانپی زمینِ مقتل
تصویرِ مصطفیٰؐ کے رنگ اڑتے جا رہے ہیں

اشکوں کے پھول چُن کر سہرا بنا کے مادر
بیٹھی ہوئی ہے، اعدا نیزے سجا رہے ہیں

جب لاش آئی گھر میں زینبؑ نے رو کے پوچھا
یہ کس کے خوں میں اکبرؑ بھیا نہا رہے ہیں

اک بے وطن مسافر ریحانؔ رو رہا ہے
دشمن نبیؐ کے دیں کے خوشیاں منا رہے ہیں

☆☆☆☆☆

میرے قاسمؑ کی آئی ہے مہندی

(انجمن دستۂ پنجتنی)

اُمِ فروا یہ رو رو کے بولی
میرے قاسمؑ کی آئی ہے مہندی

ہو کہاں جلد آؤ سکینہؑ
چاہتی ہو اگر نیگ لینا
ہوگئی اب تو پوری تمنا
دستِ قاسمؑ میں باندھا ہے کنگنا
پھول سہرے کے جاتے ہیں واری
میرے قاسمؑ کی آئی ہے مہندی

سائباں ہیں جو بہنوں کے آنچل
چھا رہے ہیں محبت کے بادل
کیوں نہ حیران ہو آج مقتل
وہ جو پامال ہوجائے گا کل
ماں یہ کہتی ہے کیوں غم کی ماری
میرے قاسمؑ کی آئی ہے مہندی

پھول اشکوں کے آہوں کی کلیاں
مانگ ہے یا ستاروں کی گلیاں
کہہ رہی ہیں یہ دلہن کی سکھیاں
خوں کے آنسو جہاں روئیں انکھیاں

پھر بھی کہنا بصد بے قراری
میرے قاسمؑ کی آئی ہے مہندی

سر پہ شبیرؑ کا ہے عمامہ
ڈھل کے جنت سے آیا ہے سہرا
رنگ پوشاک کا ہے سنہرا
ہے شہادت کا باقی سویرا
سوئے مقتل رواں ہے سواری
میرے قاسمؑ کی آئی ہے مہندی

سر پہ سایا فگن جو علم ہے
یہ کسی باوفا کا کرم ہے
پھر بھی اُس باوفا کو یہ غم ہے
عمر نوشاہؑ کی اب تو کم ہے
آؤ مل لو گلے باری باری
میرے قاسمؑ کی آئی ہے مہندی

ہاں یہ خواہش تھی مولا حسنؑ کی
جس کی شبیرؑ نے لاج رکھی
کب شبِ قتل ہوتی ہے شادی
کس کی وقتِ قضا آئی مہندی
پوری کرتے ہیں شہؑ ذمہ داری
میرے قاسمؑ کی آئی ہے مہندی

اب وہ منظر بھی ریحانؔ لکھو
کیا ہوئے غم کے سامان لکھو

مٹ گئے کس کے ارمان لکھو
کس کو رویا تھا میدان لکھو
لاش پر کس کی ماں کی تھی زاری
مرے قاسمؑ کی آئی ہے مہندی

☆☆☆☆☆

باباؑ مرا مارا گیا کرب و بلا روتی رہی

(انجمن دستۂ پنجتنی)

جب شام ہوئی آئی اندھیروں کی سواری
زخموں سے زیادہ تھا لہو آنکھوں سے جاری
کانوں پہ رکھے ہاتھ سکینہؑ یہ پکاری

یا مرتضیٰؑ گھر جب لٹا کرب و بلا روتی رہی
باباؑ مرا مارا گیا کرب و بلا روتی رہی

وطن سے دور ہمیں شامیوں نے لوٹا ہے
زمینِ گرم پہ اک اک شہید پیاسا ہے
تمہارے لعل کو لاکھوں نے مل کے مارا ہے
لاشہ ابھی روندا گیا کرب و بلا روتی رہی

تمہارے چاہنے والوں پہ چل گیا خنجر
سروں پہ اہلِ حرم کے نہیں رہی چادر
شہید ہوگئے عباسؑ و قاسمؑ و اکبرؑ
اصغرؑ کا بھی جھولا جلا کرب و بلا روتی رہی

ہمارے کانوں سے یہ جو لہو ٹپکتا ہے

شقی کی حدِ شقاوت کا یہ نتیجہ ہے
طمانچے کھائے ہیں رخسار میرا نیلا ہے
دُرّے لگے دامن جلا کرب و بلا ردتی رہی

کہاں تلک میں سناؤں گی داستانِ ستم
کنارے نہر کے بازو ہوئے چچا کے قلم
لہو میں تر ہوا جو آپ نے دیا تھا علم
خیموں میں تھا محشر بپا کرب و بلا روتی رہی

مقامِ صبر سے آگے نکل گئے عابدؑ
ذرا سی دیر میں اشکوں میں ڈھل گئے عابدؑ
گرے کبھی کبھی گر کر سنبھل گئے عابدؑ
چلتے رہے سہہ کر جفا کرب و بلا روتی رہی

ستم شعار جو نیزوں پہ سر اٹھا کے چلے
بندھے ہوئے تھے ہمارے بھی اس رسن میں گلے
ہمارے اشکوں سے پردیس میں چراغ جلے
سنتا نہ تھا کوئی صدا کرب و بلا روتی رہی

حسن ایاز سکینہؑ کے بین جاری تھے
ریحانؔ اعظمی مولا علیؑ یہ کہنے لگے
میری سکینہؑ تری پیاس پر علیؑ صدقے
کہتے رہے مشکل کشاء کرب و بلا روتی رہی

☆☆☆☆☆

ظہورِ حُجّتِ والا بہت ضروری ہے

(عامر بلتستانی)

کہ اب جوابِ عریضہ بہت ضروری ہے
ظہورِ حُجّتِ والا بہت ضروری ہے

بلا جواز تو شب میں نہیں اٹھایا گیا
یہ کہہ رہا ہے جنازہ رسول زادی کا
ہر ایک حال میں پردہ بہت ضروری ہے

گلے پہ تیغ زمیں گرم پیاس کی شدت
حسینؑ کہتے تھے لازم اسی کی ہے بیعت
کہ جس کے نام پہ سجدہ بہت ضروری ہے

سجا کے منبرِ پالان کہہ رہے تھے نبیؐ
خبر یہ عرش سے پہنچی ہے میرے پاس ابھی
علیؑ کو مان لو مولا بہت ضروری ہے

چچا بھتیجی کا رشتہ بحال رکھنا ہے
ہر ایک دور میں اس کا خیال رکھنا ہے
علم پہ مشکِ سکینہؑ بہت ضروری ہے

کسی بھی بزم میں جب یہ مقام آجائے
زباں پہ حضرت حُجّتؑ کا نام آجائے
وہاں پہ سر کو جُھکانا بہت ضروری ہے

اذان سن کے سمجھ میں یہ بات آئی ہے
وہ جس نے شکل و شباہت نبی کی پائی ہے
اذاں میں اس کا ہی لہجہ بہت ضروری ہے

حسینؑ و کرب و بلا کا محاذ جیت گئے
سناں کی نوک پہ آئے بہن سے کہنے لگے
دیارِ شام پہ قبضہ بہت ضروری ہے

رگوں میں ساقیؑ کوثر کا خون دوڑتا ہے
زمین پیاسی ہے سجادؑ اب یہ سوچتا ہے
رگوں سے خون ٹپکنا بہت ضروری ہے

امامِ عصرؑ کی خدمت میں استغاثہ ہے
تڑپ کے قبلۂ اول صدائیں دیتا ہے
حضور آپؑ کا آنا بہت ضروری ہے

ریحانؔ کیسے ہو تعجیل کی دعا میں اثر
ہماری اپنے عمل پر ذرا نہیں ہے نظر
یہاں پہ اشک بہانا بہت ضروری ہے

☆☆☆☆☆

بات نہیں ہے یہ تو بابِ شہرِ علم کی عطا اور شہزادی کونین کی نوکری کا معاوضہ ہے جو حروف معنی کی شکل میں ملتا رہتا ہے بقول ریحانؔ بھائی کہ

مدحتِ آلِ نبیؐ میں تو لکھے جاتا ہوں
اور املا مجھے ریحانؔ، علیؑ بولتے ہیں

وہ کہتے ہیں کہ میری کیا مجال کہ بغیر تائیدِ درِ علم کے میں ایک حروف بھی سپردِ قرطاس کرسکوں اُنہی کے ایک منقبتی سلام کے یہ چار مصرعے ان کی حق کلامی اور میری بات کی دلیل ہیں

دیتا ہے بددعا مجھے میرے بدن کا خون
ماتم اگر حُسینؑ کا زنجیر سے نہ ہو
غالبؔ کی اس زمین میں ریحانؔ منقبت
تائیدِ مرتضیٰؑ کے بنا میسرؔ سے نہ ہو

ریحان بھائی کو میں نے محسوس کیا ہے کہ وہ منافقت نہ تقریر میں کرتے ہیں نہ تحریر میں۔ انہیں جو بات کہنا ہوتی ہے برملا اور بانگِ دُہل کہتے ہیں چاہے اس ضمن میں انہیں کتنا ہی نقصان اٹھانا پڑے۔ دوسری بُری بات ضد لیکن مثبت کاموں کے لئے اُس کی مثال ''عالمی طرحی جشن مرتضویؑ'' کا انعقاد جس کی دھوم اب تمام دنیا میں محسوس کی جارہی ہے اتنا بڑا بین الاقوامی جشن جس میں دنیا بھر سے مدح گزاران علیؑ شریک ہوتے ہیں ریحان بھائی کو خود اپنی ذات میں انجمن اور تنہا لشکر کی سند سے نوازتا ہے۔

میرے بھائی سے اکثر لوگ یہ سوال کرتے ہیں جیسے نوحے آپ بھائی ندیم سرور کو کہہ کر دیتے ہیں ایسے دوسرے نوحہ خواں حضرات کو کیوں نہیں دیتے اس کا جواب خود ریحان بھائی دیں گے تو بہتر رہے گا میں اگر اس سلسلے میں بات کردوں گا تو محاورے کے زمرے میں آئے گی۔

''من تورا حاجی بگویم تو میرا مُلّا بگو''

زمین گریہ کناں ہے فلکِ نوحہ کناں

(اقبال بلتستانی، اسکردو)

زمین گریہ کناں ہے فلکِ نوحہ کناں
خیامِ شاہ شہیداں سے اٹھ رہا ہے دھواں

نجف سے بہرِ مدد اب تو آیئے حیدرؑ
حسینؑ سینۂ اکبرؑ سے کھینچتے ہیں سناں

یہ بولیں شام کی مستورِ قتلِ اکبرؑ پر
خدا کرے کہ نہ زندہ رہی ہو اس کی ماں

وضو وہ کرتی تھی اشکوں سے بعد اکبرؑ کے
پئے نماز جو صغراؑ اٹھی ہے بعدِ اذاں

عجیب حال تھا زینبؑ کا ہجرِ اکبرؑ میں
جگر کا خون رہا چشمِ غمزدہ سے رواں

لجام تھام کے رخصت کرو ہمیں بیٹا
حسینؑ کہتے تھے اکبرؑ چلے گئے ہو کہاں

ہماری لاش کو پامال اب تو ہونا ہے
تمہارے ہوتے نہ ہوتا ستم یہ میری جاں

حسینؑ کہتے تھے پھٹ جائے گا جگر غم سے
خدارا ہم کو نہ دکھلاؤ اپنی خشک زباں

نظر کے سامنے تم ایڑیاں رگڑتے ہو
ہمارے سینے میں ہر سانس ہو رہی ہے گراں

ریحانؔ اعظمی لکھ کر شہادتِ اکبرؑ
قلم کی نوک ہے کاغذ کے دل میں نوک سناں

اُٹھ لعل میرے اصغرؑ، اٹھ چاند میرے اصغرؑ

(انجمن فدائے محمدی جعفر طیار)

تربت پہ تیری مادر کرتی ہے یہی نوحہ
اُٹھ لعل میرے اصغرؑ، اٹھ چاند میرے اصغرؑ

شام آگئی دن ڈوبا ویراں ہے تیرا جھولا
اُٹھ لعل میرے اصغرؑ، اُٹھ چاند میرے اصغرؑ

زخمی ہے گلا تیرا سوکھی ہے زباں تیری
سائے میں نہ جائے گی بن تیرے یہ ماں تیری
اس وشتِ بیاباں میں کرتی ہے یہی وعدہ
اُٹھ لعل میرے اصغرؑ، اُٹھ چاند میرے اصغرؑ

کیوں روٹھ کے اماں سے تم سوگئے جنگل میں
ڈر جاؤ گے چاند میرے سناٹا ہے مقتل میں
آ بال سنواروں میں تبدیل کروں کُرتا
اُٹھ لعل میرے اصغرؑ، اُٹھ چاند میرے اصغرؑ

تم کتنے بہادر ہو بے تیغ لڑے رن میں
اے لعل یہ دن وہ تھے تم کھیلتے آنگن میں
جی پائے گی ماں کیسے اتنا بھی نہیں سوچا
اُٹھ لعل میرے اصغرؑ، اُٹھ چاند میرے اصغرؑ

پانی کا بہانہ تھا میدان میں جاتا تھا
ہنس کر تمہیں اعدا کے لشکر کو رُلاتا تھا

اب فرض ہوا پورا چل ساتھ میرے بیٹا
اُٹھ لعل میرے اصغرؑ، اُٹھ چاند میرے اصغرؑ

اب شامِ غریباں ہے، بے تاب سکینہؑ ہے
کل صبح ہمیں بیٹا زندان میں جانا ہے
کس طرح تجھے چھوڑوں، اے چاند میرے تنہا
اُٹھ لعل میرے اصغرؑ، اُٹھ چاند میرے اصغرؑ

جاگے ہو کئی دن کے، گودی میں سُلاؤں گی
لوری بھی سناؤں گی، پانی بھی پلاؤں گی
عباسؑ چچا کا اب ساحل پہ ہوا قبضہ
اُٹھ لعل میرے اصغرؑ، اُٹھ چاند میرے اصغرؑ

جنگل میں نہیں سوتے حیوانوں کا خطرہ ہے
تا حدِ نظر بیٹا دیکھو تو اندھیرا ہے
اس وشت مصیبت میں، جگنو بھی نہیں اُڑتا
اُٹھ لعل میرے اصغرؑ، اُٹھ چاند میرے اصغرؑ

ماں اصغرِؑ ناداں کی، ریحانؔ بہت روئی
عدنانؔ وہ شہزادی، تا عمر نہیں سوئی
سو (۱۰۰) بار جگانے پر، اصغرؑ جو نہیں جاگا
اُٹھ لعل میرے اصغرؑ، اُٹھ چاند میرے اصغرؑ

☆☆☆☆☆

بہن رہائی ملے تو ضرور آنا تم

(انجمن فدائے محمدی جعفر طیار)

حسینؑ کہتے تھے ہم کو نہ بھول جانا تم
بہن رہائی ملے تو ضرور آنا تم

تمہیں خبر ہے کہ بے آب ہم شہید ہوئے
ہمارے بعد جو پانی کوئی تمہیں دے دے
جو ہوسکے تو میری فاتحہ دلانا تم
بہن رہائی ملے تو ضرور آنا تم

میری سکینہؑ کا ہر دم خیال رکھنا ہے
بہن ہماری امانت سنبھال رکھنا ہے
خدارا سینے پہ ہر شب اُسے سلانا تم
بہن رہائی ملے تو ضرور آنا تم

ہمارے بعد یہ کنبہ تیرے حوالے ہے
علَم ہمارے جری کا تیرے حوالے ہے
علَم کے سائے میں عابدؑ کو لے کے جانا تم
بہن رہائی ملے تو ضرور آنا تم

بہت طویل سفر ہوگا شام و کوفہ کا
قدم قدم پہ اذیت قدم قدم پہ جفا
ستم کے سامنے سر کو نہیں جھکانا تم
بہن رہائی ملے تو ضرور آنا تم

ردا بغیر جو دربارِ ظلم میں جاؤ
جو تازیانے کبھی پشتِ پاک پہ کھاؤ
ہمارے صبر کی تعلیم آزمانا تم
بہن رہائی ملے تو ضرور آنا تم

جنابِ فاطمہ زہراؑ کی یادگار ہو تم
علیؑ کا عزم ہو عباسؑ کا وقار ہو تم
ہماری فرشِ عزا جا بجا بچھانا تم
بہن رہائی ملے تو ضرور آنا تم

سکینہؑ قید میں جب جب صدائیں دے ہم کو
اُسے گلے سے لگا کر سنبھالنا دیکھو
ستمگروں کے ستم سے اُسے بچانا تم
بہن رہائی ملے تو ضرور آنا تم

ہمارے دفن و کفن کا اگر ملے موقع
بنا کے قبر پسِ گریہ و بکا بہنا
سرہانے قبر کے کچھ دیر بیٹھ جانا تم
بہن رہائی ملے تو ضرور آنا تم

ریحانؔ اعظمی مولا حسینؑ کہتے رہے
اُدھر جواب میں زینبؑ کے اشک بہتے رہے
یہ بات نوحے میں عدنانؔ اب سنانا تم
بہن رہائی ملے تو ضرور آنا تم

☆☆☆☆☆

دم بدم ہے وظیفہ میرا، یاعلیؑ، یاعلیؑ، یاعلیؑ

(انجمن رونق دین اسلام)

دم بدم ہے وظیفہ میرا، یاعلیؑ، یاعلیؑ، یاعلیؑ
ہے لقب ترا شیرِ خدا یاعلیؑ، یاعلیؑ، یاعلیؑ

تُو درِ علم ہے تُو ہے نفس نبیؐ
ترا ہمنام ربِ علیٰ یاعلیؑ
تجھ کو من کنت مولا نبیؐ نے کہا
ہے لقب ترا شیرِ خدا، یاعلیؑ، یاعلیؑ، یاعلیؑ

تجھ کو کوثر کی صورت میں زہراؑ ملی
جس کے صدقے میں نسلِ محمدؐ چلی
تری شب کی نمازوں کا غازی صلہ
ہے لقب ترا شیرِ خدا، یاعلیؑ، یاعلیؑ، یاعلیؑ

تیغِ قاتل چلی کیا قیامت ہوئی
آسماں رو دیا اور زمیں ہل گئی
ترے شبیرؑ پر برسرِ کربلا
ہے لقب ترا شیرِ خدا، یاعلیؑ، یاعلیؑ، یاعلیؑ

تیری زینبؑ کی چادر عدو لے گئے
تیرے اہل حرم قید ہوکر گئے
بنتِ خیرالنساء ہوگئی بے ردا
ہے لقب ترا شیرِ خدا، یاعلیؑ، یاعلیؑ، یاعلیؑ

تُو ارادہ خداوندِ قدوس کا
عینِ حق، دستِ رب، مرتضیٰ
تو درِ علم ہے مرضیِ کبریا
ہے لقب ترا شیرِ خدا، یاعلیؑ، یاعلیؑ، یاعلیؑ

کُلِ ایمان ہے آلِ عمران ہے
لب کشا تیرے ہونٹوں سے قران ہے
مُشکلیں ٹل گئیں جس نے جب بھی کہا
ہے لقب ترا شیرِ خدا، یاعلیؑ، یاعلیؑ، یاعلیؑ

خیبری خندقی مرحبی عنتری
سورما کوئی ہو چاہے کوئی جری
تری تلوار کو سب نے سجدہ کیا
ہے لقب ترا شیرِ خدا، یاعلیؑ، یاعلیؑ، یاعلیؑ

سویا ہجرت کی شب مصطفیٰؐ بن کے تو
کی محمدؐ سے معراج میں گفتگو
رب کی آواز کا جس پہ دھوکا ہوا
ہے لقب ترا شیرِ خدا، یاعلیؑ، یاعلیؑ، یاعلیؑ

کیوں نہ ریحانؔ و عامرؔ کی آنکھیں ہوں نم
تیرے بچوں پہ ہوتے رہے جو ستم
ہم بچھاتے ہیں اُس غم میں فرشِ عزا
ہے لقب ترا شیرِ خدا، یاعلیؑ، یاعلیؑ، یاعلیؑ

☆☆☆☆☆

بعدِ قتلِ شاہ نوحہ عابدِؑ مُضطر کا تھا

(انجمن رونق دین اسلام)

بعدِ قتلِ شاہ نوحہ عابدِؑ مُضطر کا تھا
کس قدر مشکل سفر ہے کربلا سے شام کا

طوق، بیڑی، ہتھکڑی، بے وارثی تشنہ لبی
سر کھلے اہلِ حرم کرتے ہوئے نوحہ گری
ہے یتیموں کے لئے یہ کس قدر مُشکل گھڑی
رو رہے ہیں پڑھ رہے ہیں دم بدم نادِ علیؑ

راہ کانٹوں سے بھری آبلے پیروں میں ہیں
غم بہتر(۷۲) کے اسیروں کے نہاں سینوں میں ہیں
آنسوؤں کے کتنے دریا آج ان آنکھوں میں ہیں
اشقیاء ہمراہ جن کے شام کے رستوں میں ہیں

دور تک سایہ نہیں ہے کیا کریں اہلِ حرم
ہر نفس تازہ مصیبت ہر قدم تازہ ستم
خون میں ڈوبا ہوا عباسؑ غازی کا علم
بڑھتا جاتا ہے سفر میں اور بھی رنج و الم

گر رہے ہیں اونٹ سے بچے جو راہِ شام میں
ضرب کاری لگ رہی ہے سینۂ اسلام میں

بڑھ رہی ہے اور شدت دین کے پیغام میں
صبر ہے بیمار کا اس درد کے ہنگام میں

غش پہ غش آتے ہیں گریہ کر نہیں سکتا مگر
دیکھ کر منظر لہو رونے لگے نیزوں پہ سر
اس ستم پر ہوگیا تھا آسماں بھی نوحہ گر
سنگ کی بارش میں جاری تھا اسیروں کا سفر

آگیا دربار عابدؑ ہوگئے محوِ بکا
المدد یا حیدرِؑ کرار بہرِ کبریا
بے ردا ہے آپ کی دختر جناب سیدہؑ
سید سجادؑ کا یہ کہہ کے سینہ پھٹ گیا

پوچھتا تھا نام زینبؑ کا یزیدِ بے حیا
آنے والا تھا زمینِ شام میں اب زلزلہ
تھام کر زنجیر کو بیمار یہ کہہ کر اٹھا
اب کسی لمحے بھی نازل ہوگا یاں قہرِ خدا

کس طرح ریحانؔ و عامرؔ درد وہ تحریر ہو
جس کے لکھنے سے قلم خود درد کی تصویر ہو
طوق ماتم کر رہا ہو نوحہ خواں زنجیر ہو
یاد کرکے جس کو عابدؑ عمر بھر دلگیر ہو

☆☆☆☆☆

بہرحال ریحان بھائی کی صلاحیتوں اور ان کی انتھک محنت، احترام، دوستی، رواداری، مروت، خداترسی اور دوسروں کے دکھ کو دکھ سمجھنے کی عادت سے ایک دنیا واقف ہے۔

جانے نہ جانے گُل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

لکھنا تو بہت کچھ چاہتا ہوں لیکن الزامِ اقربا پروری کی چھاپ لگ جانے سے ڈرتا ہوں۔ زیرِنظر مجموعہ نوحہ جات ''ایک آنسو میں کربلا حصہ سوم'' ریحان بھائی کے خانۂ غم اثر کی معجزنمائی ہے وگرنہ کربلا کی وسعت کو صدیاں اپنے بازوں میں قید نہ کرسکیں لیکن ریحان بھائی کی چشمِ خامہ نے دیکھ لیا کہ کربلا کے کرداروں میں جناب زینبؑ سلام اللہ علیہا ایک ایسی حیدرصفت خاتون ہیں جو یہ کارِنمایاں انجام دے گئیں اور پھر ریحانؔ بھائی نے اس کو یوں بیان کیا۔

تو نے رکھ دی سمیٹ کر کیسے
ایک آنسو میں کربلا زینبؑ

ایک آنسو میں کربلا حصہ اوّل و دوئم کے بعد حصہ سوئم آپ مومنین کی نظر نوازی اور عدالتِ فکری کے روبرو ہے۔ دعا میرے بھائی کے لئے، دعا میری آوازِ غم نواز و کربلا اساس کے لئے۔

طالب دعا ناشرِ کربلا، سفیرِ عزا
سیّد ندیم رضا سرور

کہا ماں نے تڑپ کر کھو گئے ہو تم کہاں اکبرؑ

(انجمن رونق دین اسلام)

کہا ماں نے تڑپ کر کھو گئے ہو تم کہاں اکبرؑ
شبیہِ مصطفیٰؐ اکبرؑ میرے کڑیل جواں اکبرؑ

وہ لہجہ اور وہ قامت وہ صورت مصطفیٰؐ والی
جوانی کی بہاریں لٹ گئیں دامن ہوا خالی
خوشی رخصت ہوئی باقی ہے اب آہ و فغاں اکبرؑ

نہ راس آیا برس اٹھارواں تم کو علی اکبرؑ
سوئے جنت سدھارے تم تو سینے پر سناں کھا کر
یہاں اشکوں کا سہرا گوندھ کر بیٹھی ہے ماں اکبرؑ

گئے تم کیا کہ بینائی پدر کی لے گئے بیٹا
کہاں تک ٹھوکریں کھائیں نظر آتا نہیں رستہ
جگر کا خون آنکھوں سے ہوا میری رواں اکبرؑ

مدینے میں بہن بیمار کب تک راستہ دیکھے
کئی خط لکھ چکی صغراؑ تجھے رو رو کے اشکوں سے
تری فرقت میں رو رو کر بہن دیدے گی جاں اکبرؑ

تری شادی کا ارماں رہ گیا ہے قلبِ مادر میں

یہ سوچا تھا بہت جلدی دلہن لے آؤں گی گھر میں
نظر آتا ہے سر تیرا سرِ نوکِ سناں اکبرؑ

سرِ شامِ غریباں بے ردائی کا بھی صدمہ ہے
نہ اب اصغرؑ کا جھولا ہے نہ باقی کوئی خیمہ ہے
نظر آتا ہے تاحدِ نظر ہم کو دھواں اکبرؑ

یہاں سے قید ہو کر جانبِ زندان جانا ہے
بڑی مشکل گھڑی ہے کس قدر ظالم زمانہ ہے
وہ ماں زنداں میں جائے جس کا ہو بیٹا جواں اکبرؑ

لکھوں ریحانؔ کیسے مادر اکبرؑ کا وہ نوحہ
وہ جس کو سُن کے کرتے تھے زمین و آسماں گریہ
وہ کہتی تھی رہوں گی عمر بھر اب نوحہ خواں اکبرؑ

☆☆☆☆☆

ہے فاطمہ زہراؑ کی دعا ماتمِ شبیرؑ

(انجمن رونق دین اسلام)

ہے فاطمہ زہراؑ کی دعا ماتمِ شبیرؑ
زندہ رہے جس نے بھی کیا ماتمِ شبیرؑ

زینبؑ کی تمنا ہے تو زہراؑ کی امانت
ہر دور میں ہے اہلِ عزا کی یہ ضرورت
ہم کو بھی مقدر سے ملا ماتمِ شبیرؑ

یہ بات بزرگوں سے صدا سنتے ہیں
جو ہاتھ بھی شبیرؑ کے ماتم میں اُٹھے ہیں
ہے خوں کی شرافت کا صِلہ ماتمِ شبیرؑ

ہر اک کو میسر نہیں یہ کارِ شرافت
اللہ کی مرضی سے میسر ہے یہ دولت
یعنی ہے محمدؐ کی عطا ماتمِ شبیرؑ

یہ فرض ہے اور فرض قضا ہو نہیں سکتا
بے حُب علیؑ پھر بھی ادا ہو نہیں سکتا
ہے مثلِ نمازِ شہدا ماتمِ شبیرؑ

زنجیر کا ماتم کہیں تلوار کا ماتم
تاریخ میں ہے شام کے دربار کا ماتم
جب زینبؑ و عابدؑ نے کیا ماتمِ شبیرؑ

بازو تھے رسن بستہ تو رسی تھی گلے میں
اُس وقت بھی جب سانس اٹکتی تھی گلے میں
ایسے میں بھی ہوتا ہی رہا ماتمِ شبیرؑ

مرجائے کوئی اپنا تو روتے ہو تڑپ کر
کیوں یاد نہیں آتا ہے زہراؑ کا بھرا گھر
جب کرتے تھے محبوبِ خدا ماتمِ شبیرؑ

زندان میں دربار میں بازارِ ستم میں

دھڑکن کی طرح تھا یہ دلِ اہلِ حرم میں
ہوتا نہ تھا اک پل کو جدا ماتمِ شبیرؑ

نوحے سے محمد علی ظاہر تو یہی ہے
ریحانؔ نے اس نوحے میں کیا بات لکھی ہے
جنّت میں بھی کرنا ہے بپا ماتمِ شبیرؑ

☆☆☆☆☆

حیدرِؑ کرب و بلا عباسؑ میرِ کارواں

حیدرِؑ کرب و بلا عباسؑ میرِ کارواں
معنیِ لفظِ وفا عباسؑ میرِ کارواں

حیدریؑ جاہ و چشم
لشکرِ دیں کا بھرم
ہے ابوطالب کی دھڑکن اور دعائے فاطمہؑ
حیدرِؑ کرب و بلا عباسؑ میرِ کارواں

یہ علمدارِ وفا
جب علم لے کر چلا
دم بدم شہرِ نجف سے مرتضیٰؑ کی تھی صدا
حیدرِؑ کرب و بلا عباسؑ میرِ کارواں

منصبِ سقائی پر
جان دے کر بھائی پر
ہوگیا بازو بریدہ لکھ کے قرآنِ وفا
حیدرِؑ کرب و بلا عباسؑ میرِ کارواں

ڈر گئے اہلِ ستم
جب رکھا اس نے قدم
قلب پر فوجِ ستم کے کہہ کہ یا مُشکل کُشاؑ
حیدرِؑ کرب و بلا عباسؑ میرِ کارواں

جنگ کرنے کو چلا
ہے یہ کیسا حوصلہ
تیغ نہ تلوار پھر بھی ہوگیا محوِ وفا
حیدرِؑ کرب و بلا عباسؑ میرِ کارواں

ہوگئے بازو قلم
تر لہو میں ہے علم
پیاسے بچے رو رہے ہیں مشک کرتی ہے بُکا
حیدرِؑ کرب و بلا عباسؑ میرِ کارواں

مقصدِ شبیرؑ ہے
خواب کی تعبیر ہے
ہے محافظ چادروں کا درمیانِ نینوا
حیدرِؑ کرب و بلا عباسؑ میرِ کارواں

جب تلک زندہ رہا
بن کے زہراؑ کی دُعا
پیاسے بچوں کے لئے وہ کر رہا تھا خود دُعا
حیدرِؑ کرب و بلا عباسؑ میرِ کارواں

میں ہوں ریحانؔ عزا
خاک پائے با وفا
ہے قلم میرا مسافر راہبر اور رہنما
حیدرِؑ کرب و بلا عباسؑ میرِ کارواں

بین کرتی تھی سرِ کرب و بلا اصغرؑ کی ماں

(انجمن رونق دین اسلام)

بین کرتی تھی سرِ کرب و بلا اصغرؑ کی ماں
اے میرے معصوم تجھ کو ڈھونڈنے جاؤں کہاں

جل رہے ہیں دل پہ خنجر خالی جھولا دیکھ کر
اب سناؤں گی کسے جھولا جھلا کر لوریاں

سو گئے تم بھی گلے پر کھا کے اک تیر ستم
بھائی تو پہلے ہی سویا دل پہ کھا کے برچھیاں

آگئی شامِ غریباں لٹ گئی چادر میری
جل گیا جھولا تمہارا رہ گیا باقی دھواں

نہ کوئی وارث رہا نہ پوچھنے والا کوئی
سر کٹائے سو رہے ہیں دشت میں پیر و جواں

اے علی اصغرؑ ترے غم میں نہیں دل کو سکوں
دھوپ میں بیٹھی رہے عمر بھر اب تیری ماں

اُف تیرا ننھا گلا اور تیر تھا قد سے بڑا
فرش پر تھا زلزلہ رونے لگا تھا آسماں

تم اگر ہوتے تو شاید ترس کھا لیتے لعین
قید کر کے بازوؤں میں باندھتے نہ رسیاں

کیا کروں ترے بنا دشوار ہے جینا میرا
سوگ میں تیرے ہے بیٹا اب لبوں پر میری جاں

ہائے اک قطرہ نہ پانی مرتے دم تم کو ملا
خونِ دریا اسی غم میں اب ہے آنکھوں سے رواں

کیا لکھوں ریحانؔ رودادِ ستم عاشور کی
داستاں غم کی قلم لکھتا ہے لے کر ہچکیاں

☆☆☆☆☆

ہائے علیؑ، ہائے علیؑ

(انجمن رونق دین اسلام)

ہائے علیؑ، ہائے علیؑ
ہائے علیؑ، ہائے علیؑ

آتی ہے آوازِ بکا، عرش و زمیں سے شور اٹھا
قتل ہوا دامادِ نبیؐ، ہائے علیؑ، ہائے علیؑ، ہائے علیؑ

نوحہ ہے یا صوتِ اذاں
مسجد میں ہے شورِ فغاں
کعبے کی دیوار گری، ہائے علیؑ

خون میں تر محراب و منبر
اشک فشاں ہے موجِ کوثر
چشمِ فلک میں آئی نمی، ہائے علیؑ

کس نے روزے دار کو مارا
کون رہا بے کس کا سہارا
بیتِ خدا میں خاک اُڑی ہائے علیؑ

روتے ہیں شبیرؑ و شبرؑ
گریہ کناں ہیں زینبؑ مضطر
غازیؑ کی تو جان گئی، ہائے علیؑ

اے ابن ملجم ظلم یہ ڈھایا
ہلنے لگا ہے عرش کا پایا
تیغ تری قراں پہ چلی، ہائے علیؑ

فُزتُ بالرب کعبہ کی
آئی صدا جب خوں میں ڈوبی
سب پہ کھلا بندہ ہے، علی ہائے علیؑ

گھر سے گئے تھے بہرِ عبادت
سجدے میں پائی ہے شہادت
شانِ امامت اور بڑھی، ہائے علیؑ

زندہ رہے گا نعرۂ حیدریؑ
ڈرتے رہیں گے وقت کے عنتر
وقت کوئی ہو دَور کوئی، ہائے علیؑ

خیبر و خندق جنگِ جمل
ہر مُشکل کا ایک تھا حل
ناد علیؑ ہے، ناد علیؑ، ہائے علیؑ

سوگ کا عالم غم کا سماں ہے
قبرِ نبیؐ بھی نوحہ کناں ہے
جنّت کی قندیل بجھی، ہائے علیؑ

فرشِ عزا ریحانؔ بچھاؤ
نوحہ پڑھو اور اشک بہاؤ
کہتے رہو رو رو کے یہی، ہائے علیؑ

☆☆☆☆☆

رو رو کے بُکا کرتی تھی معصوم سکینہؑ

(انجمن رونق دین اسلام)

رو رو کے بُکا کرتی تھی معصوم سکینہؑ
نیند آتی ہے کب لوٹ کے گھر آؤ گے بابا

بابا میرے کانوں سے گہر لے گئے اعدا
مارے ہیں طمانچے میرا دامن بھی جلایا
روتی ہوں تو ظالم مجھے رونے نہیں دیتا

میں شامِ غریباں میں کہاں ڈھونڈنے جاؤں
یہ نیل طمانچوں کے بھلا کس کو دکھاؤں
بابا مجھے کوئی بھی تسلی نہیں دیتا

پانی کا تو اب ذکر بھی اچھا نہیں لگتا
غم ایسا ملا ہے مجھے عباسؑ چچا کا
اس غم کے سبب سے میرا دشوار ہے جینا

جلتے ہوئے خیموں میں ہے بے شیر کا جھولا
ٹکڑوں میں نظر آتا ہے قاسمؑ کا بھی سہرا
یہ سوچ کے آتا ہے میرا منہ کو کلیجہ

بابا میری گردن میں رسن باندھی گئی ہے
پابندِ رسن ماں ہے برادر ہے پھوپھی ہے
کس طرح کہوں آپ سے کیا حال ہے میرا

زندان کی جانب ہے سفر کرب و بلا سے
محروم ہوں اماں کی طرح میں بھی ردا سے
سنتی ہوں کہ ہے کانٹوں بھرا شام کا رستہ

مرجاؤں گی زنداں کے اندھیرے میں تڑپ کر
اے ابن علیؑ بابا مرے سبطِ پیمبرؐ
دیتی ہوں صدا کوئی مدد کو نہیں آتا

ریحانؔ محمدؔ اور علیؔ گریہ کناں تھے
جو سر تھے سر نوک سناں محوِ فغاں تھے
جب راہ میں کرتی وہ مظلوم یہ نوحہ

☆☆☆☆☆

Cell # : 0300-8909090
Email : haider@mqmpakistan.org
Member
Syed Haider Abbas Rizvi
Deputy Parliamentary Leader MQM
Deputy Leader of Opposition in
National Assembly of Pakistan

جنابِ زہراؑ کا لاڈلہ پوتا

ایک بار پھر حسبِ معمول ریحانؔ نے مجھے نصف شب یعنی تقریباً صبح دس بجے مجھے نیند سے جھنجھوڑ کر اُٹھا دیا یہ صرف ریحان ہی کا خاصہ ہے کہ وہ یا تو وحی کی طرح آتا ہے یا عزرائیل کی طرح آتا ہے یعنی کوئی وقت مقررہ کے معنی ہی نہیں بچتے میری زندگی میں اس کے ہوتے ہوئے اور ابھی میں پوری طرح بیدار بھی نہیں ہو پایا کہ مجھ سے ایک بار پھر ایک آنسو میں کربلا حصہ سوئم کی اشاعت کے لئے تبصرہ لکھنے کی ضد کر رہا ہے۔

آخر ریحان اپنی ہر کتاب کی تقریبِ رونمائی اور اشاعت کے موقعہ پر صرف اپنے دوستوں ہی سے کیوں تبصرے لکھواتا ہے اس کی بنیادی طور پر دو وجوہات ہیں پہلی وجہ یہ ہے کہ اُس کے اکثر دوست صرف ریحان کو جانتے ہیں۔ شاعری کے فن کو نہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ریحان اپنی کتاب پر روایتی اور سکہ بند تبصرے جمع کرنے اور چھاپنے کا قائل کبھی سے بھی نہیں رہا۔

حقیقتِ حال یہ ہے کہ ریحان کی شاعری اب تنقید کے دشتِ امکاں سے بہت ماورا ہے اس نے جس قدر نوحہ لکھ دیا ہے شاید وہ دوبارہ نہ ہو سکے۔ بقول قبلہ علامہ آغا روحی (بھارت) ریحان اس دور کا نوحہ گو شعرا میں مرجعِ تقلید ہے۔ لہٰذا اگر ناقد نے ریحان کے فنی محاسن پر قلم اٹھانے کی جرأت کی تو سب کو حرفِ تنقید نہ بنا پائے گا۔ قرینِ قیاس یہ ہے کہ ہر ناقد ریحان سے کترا کے گزر جائے گا۔ ریحان کی سب سے بڑی بُرائی یہ ہے کہ اُس کا اپنے اشعار کی طرف سے لاۂبالی پن کاش وہ ان معاملات میں بھی اتنا ہی خسیس ہوتا جتنا شعر سنانے کے معاملے میں ہے۔

جہاں جہاں خدا، وہاں حسینؑ ہی حسینؑ ہے

(انجمن غلامانِ ابن حسنؑ، لانڈھی)

زمیں سے تابہ آسماں، حسینؑ ہی حسینؑ ہے
جہاں جہاں خدا، وہاں حسینؑ ہی حسینؑ ہے

اذان کا سوال ہے، نماز کا جواب ہے
گواہ اس بیاں پر، قران سی کتاب ہے
عبادتوں کا پاسباں، حسینؑ ہی حسینؑ ہے

وقارِ لا الٰہ ہے، یہی تو دیں پناہ ہے
مُباہلہ ہو یا فدک، بتولؑ کا گواہ ہے
نگاہِ صدق و صادقاں، حسینؑ ہی حسینؑ ہے

نصیب میں نہیں تھا جو اُٹھائی اس نے جب نظر
کیا سوال ایک کا، عطا کیے کئی پسر
مثالِ رب جو مہرباں، حسینؑ ہی حسینؑ ہے

رسولؐ کی نماز کو اسی سبب سے طول ہے
جو اس کا کھیل کود ہے، خدا کو وہ قبول ہے
صدائے کُن کا راز داں، حسینؑ ہی حسینؑ ہے

یقین کر گماں نہیں، یہاں نہیں وہاں نہیں
رسولؐ قبلۂ زمیں، علیؑ ہیں کعبہ یقین
انھیں حدوں کے درمیاں، حسینؑ ہی حسینؑ ہے

یہ کائناتِ رنگ و بو، یہ طائرانِ خوش گلو
نماز کے لیے وضو، وضو کے واسطے سبو
مکیں مکیں مکاں مکاں، حسینؑ ہی حسینؑ ہے

ضیائے مہر و ماہ بھی، رسولؐ کی نگاہ بھی
اکیلا رہ گیا کہیں، ہے خود سپاہ بھی
سخی بحالِ بے کساں، حسینؑ ہی حسینؑ ہے

گلے پہ جب چھری چلی، پکارتی تھی تشنگی
سلام تری ذات پر، قرارِ روحِ بندگی
بقائے لہجۂ اذاں، حسینؑ ہی حسینؑ ہے

لُٹا کے گھر کٹا کے سر، کرے جو سجدہ خاک پر
رسولؐ کے بیان کو، کیا ہے جس نے معتبر
کوئی نہ تھا کوئی کہاں، حسینؑ ہی حسینؑ ہے

سخنوری کی جان ہوں، ریحانِ خوش بیاں ہوں
زمینِ نوحہ گوئی کا، بلند آسماں ہوں
میرے قلم پہ مہرباں، حسینؑ ہی حسینؑ ہے

☆☆☆☆☆

ہائے عابدؑ بیمار

(انجمن غلامان ابن حسنؑ، لانڈھی)

ہائے عابدؑ بیمار
لکھا گیا تقدیر میں
کیوں شام کا بازار

زخموں سے بھرا دل ہے
اور شام کی منزل ہے
سر نیزے پہ بھائی کا
اور ساتھ میں قاتل ہے
کوئی نہیں غم خوار
ہائے عابدؑ بیمار
قرآنِ مصائب ہے
عباسؑ کا نائب ہے
زنجیر کی کڑیوں میں
پوشاکِ مصائب ہے
سوتے میں ہے بیدار
ہائے عابدؑ بیمار
جاگا ہے کئی شب کا
یہ کام ہے منصب کا
غم بھول گیا اپنے

غمخوار مگر سب کا
ہر سانس ہے تلوار
ہائے عابدؑ بیمار

سینے کے لئے خنجر
ماں بہنیں برہنہ سر
پتھرائی ہوئی آنکھیں
شیشوں کی طرح منظر
اور سنگ کی بوچھار
ہائے عابدؑ بیمار

سر جھک گیا تیروں کا
رونے لگا ہر نیزا
چلتے ہوئے کانٹوں پر
جس وقت نظر آیا
یہ قافلہ سالار
ہائے عابدؑ بیمار

ماتم نہ کرے کیونکر
خود اپنی اسیری پر
کہتا تھا پھوپھی اماں
جب آنے لگے چکر
ہم کیوں ہیں گرفتار
ہائے عابدؑ بیمار

آنکھوں سے لہو جاری
کیا زخم لگے کاری

لگتا ہے کسی دم بھی
مرنے کی ہے تیاری
ہے کتنا حیا دار
ہائے عابدؑ بیمار

مصروفِ بکا ہر دم
ہر ایک قدم ماتم
چھایا ہوا آنکھوں پر
برسات کا ہے موسم
جینے سے ہے بیزار
ہائے عابدؑ بیمار

ذرّوں کی سزائیں ہیں
اور گرم ہوائیں ہیں
جب غش کبھی آتا ہے
اعدا کی جفائیں ہیں
مرجائے نہ بیمار
ہائے عابدؑ بیمار

ریحانؔ میرا مولا
ہر گام پہ کہتا تھا
ہر ظلم روا لیکن
کیوں لوٹا گیا پردا
کہتا تھا یہ ہر بار
ہائے عابدؑ بیمار

☆☆☆☆☆

غم کے ہیں دو سمندر عباسؑ اور سکینہؑ

(انجمن غلامان ابن حسنؑ، لانڈھی)

مظلومیت کے محور عباسؑ اور سکینہؑ
غم کے ہیں دو سمندر عباسؑ اور سکینہؑ

اک موج تشنگی ہے اک تشنگی کا دریا
اک پیاس کی علامت اک روح تک ہے پیاسا
احسان کربلا پر عباسؑ اور سکینہؑ
غم کے ہیں دو سمندر عباسؑ اور سکینہؑ

اک وارثِ علم ہے اک ہے الم رسیدہ
اک دوسرے کے غم میں دونوں ہیں آبدیدہ
صبر و وفا کا پیکر عباسؑ اور سکینہؑ
غم کے ہیں دو سمندر عباسؑ اور سکینہؑ

پیاری ہے یہ چچا کی اس پر چچا ہے قرباں
یہ آیت سکون ہے وہ ہے وفا کا قراں
دونوں قرارِ حیدرؑ عباسؑ اور سکینہؑ
غم کے ہیں دو سمندر عباسؑ اور سکینہؑ

اُس کا سفر سناں پر کانٹوں پہ یہ چلی ہے
نیزے سے وہ گرا ہے یہ اونٹ سے گری ہے
زخموں میں ہیں برابر عباسؑ اور سکینہؑ
غم کے ہیں دو سمندر عباسؑ اور سکینہؑ

اس کے بندھے ہیں بازو اس کے جدا ہیں بازو

اس کے لگے طمانچے وہ رویا خوں کے آنسو
کنبے کے غم میں مضطر عباسؑ اور سکینہؑ
غم کے ہیں دو سمندر عباسؑ اور سکینہؑ

وہ کربلا کا غازی یہ شام کی ہے قیدی
تلوار اُس کی پیاسی اس کی تھی مشک پیاسی
پیاسے ہیں تابہ محشر عباسؑ اور سکینہؑ
غم کے ہیں دو سمندر عباسؑ اور سکینہؑ

اک سیدہؑ کا ہے اک حیدرؑ کا بچپنا ہے
اک عکس فاطمہؑ ہے اک عکسِ مرتضیٰؑ ہے
زندہ ہیں دونوں مر کر عباسؑ اور سکینہؑ
غم کے ہیں دو سمندر عباسؑ اور سکینہؑ

لگتی ہیں اب سبیلیں دونوں کا نام لے کر
اک شام کی ہے زہراؑ اک کربلا کا حیدرؑ
تقسیم کارِ کوثر عباسؑ اور سکینہؑ
غم کے ہیں دو سمندر عباسؑ اور سکینہؑ

رشتوں کی پاسداری ان سے زمانہ سیکھے
ایسے چچا بھتیجی پہلے کبھی نہ دیکھے
رشتوں کے ہیں پیمبرؑ عباسؑ اور سکینہؑ
غم کے ہیں دو سمندر عباسؑ اور سکینہؑ

ریحان کیوں نہ لکھوں اشکوں سے اپنے نوحہ
یہ واقعہ عجیب ہے تاریخِ کربلا کا
تنہا تھے مثلِ لشکر عباسؑ اور سکینہؑ
غم کے ہیں دو سمندر عباسؑ اور سکینہؑ

☆☆☆☆☆

چہلم غریب بھائی کا زینبؑ منائے گی

(انجمن غلام ابن حسنؑ، لانڈھی)

جب قید سے رہائی ملی چین پائے گی
چہلم غریب بھائی کا زینبؑ منائے گی

پہلے وطن نہ جائے گی زہراؑ کی لاڈلی
ماتم کرے گی قریہ بہ قریہ گلی گلی
فرشِ عزا حسینؑ کی پہلے بچھائے گی
چہلم غریب بھائی کا زینبؑ منائے گی

وعدہ کیا تھا بھائی سے زنداں سے چھُوٹ کر
آؤں گی کربلا تیرا گودی میں لے کے سر
تن سے سر بریدہ کو آکر ملائے گی
چہلم غریب بھائی کا زینبؑ منائے گی

تعمیرِ قبر کے لیے پانی بھی چاہیے
جو سو گیا ہے نہر پہ اک مشک کو لیے
پہلے تو جا کے نہر پہ اس کو جگائے گی
چہلم غریب بھائی کا زینبؑ منائے گی

قبروں پہ پھول کیسے چڑھائے گی غمزدہ
کیا رہ گیا ہے پاس گُل اشک کے سوا
اشکوں کے پھول پلکوں پہ رکھ کر سجائے گی
چہلم غریب بھائی کا زینبؑ منائے گی

کتبوں پہ نام لکھے گی اک اک شہید کا
خونِ جگر سے لکھے گی رودادِ کربلا
بچوں پہ پہلی بار وہ آنسو بہائے گی
چہلم غریب بھائی کا زینبؑ منائے گی

اصغرؑ کی لاش پر کبھی اکبرؑ کی لاش پر
پامال ایک دولہا کے ٹکڑوں کو ڈھونڈ کر
نوحہ کرے گی سینہ زنی کرتی جائے گی
چہلم غریب بھائی کا زینبؑ منائے گی

قبروں پہ فاتحہ جو پڑھے گی بصد بکا
دیکھے گی بازوں کو کبھی اور کبھی ردا
داغِ رسن کو اپنی ردا سے چھپائے گی
چہلم غریب بھائی کا زینبؑ منائے گی

ریحانؔ جب وطن کی طرف ہوگا یہ سفر
کیا کیا نہ یاد آئے گا بے بھائیوں کا گھر
کس طرح ہائے قبرِ محمدؐ پہ جائے گی
چہلم غریب بھائی کا زینبؑ منائے گی

☆☆☆☆☆

اللہ اللہ کرکے اب کچھ خبر آنا شروع ہوئی ہے کہ انہوں نے اپنے کلام کی تدوین کے بارے میں سوچنا شروع کردیا ہے اللہ کرے یہ سوچ ہماری زندگی تک محیط نہ ہونے پائے اللہ اُن کی سوچ کی عمر بھی ہمیں لگا دے تاکہ تدوینِ کلام کا بھاری بار ریحانِ ناتواں کے کاندھوں سے جلد از جلد منتقل ہوکر پہلے کتابت اور پھر طباعت کے مرحلے عبور کرتا ہوا ناقد کے سر پر جا گرے۔

آخر میں ریحانؔ کے قد و قامت (شعری) کی بلندی اور توانائی کے لئے دعا گو ہوں اور چاہتا ہوں کے نوحے میں ریحان کم از کم عالم چنا جتنا ہوجائے اور آپس کی بات یہ ہے کہ ریحان نوحے کا عالم چنا ہو بھی چکا ہے یہ بات ساری دنیا جانتی اور مانتی ہے۔

صرف تین طرح کے لوگ ایسے ہیں جو اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے یا کرنا نہیں چاہتے یا پھر کر ہی نہیں سکتے۔

پہلی قسم تو ریحان کے ایسے کرم فرماؤں کی ہے جو ریحان کے لئے نا تو اچھا سوچتے ہیں اور نہ ہی سوچنا چاہتے ہیں دوسرے کچھ ایسے دوست ہیں جو ریحان سے بحیثیت دوست ملنا چاہتے ہیں اُن کی بلا سے ریحان کچھ بھی ہوجائے تیسرا خود ریحان ہے جو یہ حقیقت ماننے کو تیار نہیں ہے مگر ان تینوں اقسام کے نہ ماننے سے فرق ہی کیا پڑتا ہے کیونکہ ریحان عالم چنا ہو یا نہ ہو یہ طے ہے کہ جنابِ زہرا سلام اللہ علیہا کا لاڈلہ پوتا ضرور ہے۔ ورنہ اتنا لکھنا اور ایسا باکمال لکھنا ریحان کے بس کی بات نہیں تھی آخر میں میری دعا ہے کہ ریحان نے جو بھی لکھا ہے وہ اُن کے اس شعر کی سچائی پر منطق ہو۔

ریحان کا قلم ہے کہ کوثر کی موج ہے
ہوتی نہیں کبھی بھی قلم کی روانی بند

دعا گو ہمیشہ سے ہمیشہ تک

سید حیدر عباس رضوی

ممبر قومی اسمبلی پاکستان

یاد زینبؑ کو وطن میں جب کبھی آئے حسینؑ

یاد زینبؑ کو وطن میں جب کبھی آئے حسینؑ
شدت غم سے تڑپ اٹھی کہا ہائے حسینؑ

تم نے جو سونپی تھی بھیّا وہ امانت کھو گئی
شام کے زنداں میں وہ نازوں کی پالی سو گئی
ظالموں نے اس قدر اس پہ ستم ڈھائے حسینؑ

غم اٹھانے کے لئے دنیا میں تنہا رہ گئی
ہائے یہ دن دیکھنے کو کیوں میں زندہ رہ گئی
کاش میں بھی ساتھ ہی مرجاتی ماجائے حسینؑ

رات دن آنسو بہاتی ہے وہ تیری یاد میں
آرزو ہے موت کی ہر دم دل ناشاد میں
تیری فرقت میں کہیں صغراؑ نہ مرجائے حسینؑ

شام غربت کے مناظر کو بھلائے کیسے
داغ جو دل پہ لگے ہیں وہ مٹائے کیسے
تیرا سجاد لہو آنکھوں سے برسائے حسینؑ

☆☆☆☆☆

قلبِ زہرؑا کی دعا، عباسؑ ہے عباسؑ ہے

(انجمن غلامان ابن حسنؑ، لانڈھی)

اے وفا تیرا خدا، عباسؑ ہے عباسؑ ہے
قلبِ زہرؑا کی دعا، عباسؑ ہے عباسؑ ہے

ایک حملے میں اُٹھا لے جائے گا یہ علقمہ
دیکھتی رہ جائے گی حیرت سے فوج اشقیا
یہ علیؑ کا لاڈلہ، عباسؑ ہے عباسؑ ہے

سنگ سے پانی نچوڑے، گاڑے پانی پر علم
آنکھ بھر کے دیکھ لے جس کو، نکل جائے گا دم
صورت شیر خدا، عباسؑ ہے عباسؑ ہے

صبر بھی ایثار بھی، جرات وفاداری بھی ہے
عزم بھی کردار بھی، منصب علمداری بھی ہے
سر سے پا تک مرتضیٰؑ، عباسؑ ہے عباسؑ ہے

دیکھنا ہو آسماں دھرتی پہ جس کو دیکھ لے
اے نصیری دیکھنا ہے رب تو اس کو دیکھ لے
ترے رب کا آئینہ، عباسؑ ہے عباسؑ ہے

یہ ہے قرآنِ وفا، یہ ہے حدیثِ کربلا
ہیں علی شیرِ خدا، یہ ضیغم شیرِ خدا
فاتحِ کرب و بلا، عباسؑ ہے عباسؑ ہے

دبدبہ جاہ و حشم حیدرؑ نما اک اک قدم
کھا نہیں سکتا ہے کوئی آج بھی جھوٹی قسم
منفرد سب سے جدا، عباسؑ ہے عباسؑ ہے

انما اور ھل اتیٰ کی بولتی تصویر ہے
کعبۂ اہل وفا ہے حیدری شمشیر ہے
قبلہ اہل عزا، عباسؑ ہے عباسؑ ہے

ہائے زینبؑ کس طرح سہہ پائے گی، غازی کا غم
خون رُلائے گا صدا، یہ خون میں ڈوبا علم
بے وطن کا آسرا، عباسؑ ہے عباسؑ ہے

اس لیے رکتا نہیں نیزے پہ سر عباسؑ کا
کس طرح بازار میں زینبؑ کو دیکھے بے ردا
باوفا اور باحیا، عباسؑ ہے عباسؑ ہے

دیکھ کر ریحانؔ ہر گھر پر علم عباسؑ کا
کربلا سے آرہی ہے شاہ والا کی صدا
آج بھی زندہ مرا، عباسؑ ہے عباسؑ ہے

☆☆☆☆☆

کھلا بابِ زنداں چلو گھر سکینہؑ، بہت سو چکیں،

(انجمن غلامان ابن حسنؑ، لانڈھی)

کہاں ماں نے شانہ ہلا کر سکینہؑ، بہت سو چکیں، تم بہت سو چکیں
کھلا بابِ زنداں چلو گھر سکینہؑ، بہت سو چکیں، تم بہت سو چکیں

زندانِ مصیبت میں گرفتار سکینہؑ، قیدی ہے ابھی تک
مرقد میں بھی غازی کی عزادار سکینہؑ، قیدی ہے ابھی تک

جو عمر کا قیدی ہو رہا ہوتا ہے اک دن
اس بچّی کے حصّے میں رہائی نہیں ممکن
کتنی تھی رہائی کی طلبگار سکینہؑ، قیدی ہے ابھی تک

حد ہوگئی اس بچی کی تربت بھی ہے قیدی
تاریخ میں دیکھی نہ سنی ایسی اسیری
کیا اتنی جفاؤں کی تھی حقدار سکینہؑ قیدی ہے ابھی تک

سب کنبہ وطن جا چکا یہ رہ گئی تنہا
لپٹا ہوا دامن سے ہے قسمت کا اندھیرا
کب سے تھی وطن جانے کو تیار سکینہؑ قیدی ہے ابھی تک

زینبؑ نے کہا جاتی ہوں میں صغراؑ سے ملنے
بتلاؤں گی کس طرح سے جب وہ تمہیں پوچھے

مرجائے گی یہ سنتے ہی بیمار سکینہؑ قیدی ہے ابھی تک

نہ غسل و کفن پایا نہ پانی پئے تربت
اللہ کوئی قیدی نہ دیکھے یہ مصیبت
زندان کے بوسے درودیوار سکینہؑ قیدی ہے ابھی تک

دن میں بھی جہاں رات کا ماحول بنا ہے
یہ شام کا زنداں ہے کہ زندانِ جفا ہے
کس سے کہے بن باپ کی لاچار سکینہؑ قیدی ہے ابھی تک

پُرسے کے لیے آتے ہیں اب کتنے عزادار
کل پوچھنے والا نہ تھا کوئی سرِ دربار
رو دیتے ہیں یہ دیکھ کے زوّار سکینہؑ قیدی ہے ابھی تک

بابا نہ سہی تیری پھوپھی ہے یہاں موجود
مادر نہیں ماں جیسی کوئی ہے یہاں موجود
جو کہتی ہے رو رو کر یہ ہر بار سکینہؑ قیدی ہے ابھی تک

ریحانؔ بھی رضوانؔ بھی ہیں مُضطرد گریاں
اس بات پہ دل کٹتا ہے وہ کیسے تھے انساں
ہے جن کی جفاؤں کی سزوار سکینہؑ قیدی ہے ابھی تک

☆☆☆☆☆

میں لُٹ گئی اے بابا

(انجمن غلامان ابن حسنؑ، لانڈھی)

جب رات ہوئی بن میں
مقتل میں تھا سناٹا
پہرے پہ تھی جب زینبؑ
تب اک سوار آیا

پہچان کے بی بی نے
رو رو کے یہ فرمایا

میں لُٹ گئی اے بابا
میں لُٹ گئی اے بابا

بھائی پہ چلا خنجر غازیؑ کے کٹے بازو
میرے علی اکبرؑ کے ترخوں میں ہوئے گیسو
قاسمؑ بھی گیا مارا میں لُٹ گئی اے بابا

سہہ روز کے پیاسے کی گردن پہ چلا خنجر
اب آئے میرے بابا مارا گیا جب اکبرؑ
سینے پہ لگا نیزا میں لٹ گئی اے بابا

مہندی میرے قاسمؑ کے بہنوں نے لگائی تھی

معلوم نہ تھا سہرا خود موت ہی لائی تھی
پامال ہوا لاشہ میں لٹ گئی اے بابا

تیروں کے سمندر میں چھ ماہ کا اصغر تھا
قاتل میرے بچے کا نو لاکھ کا لشکر تھا
جھولا بھی جلا اس کا میں لٹ گئی اے بابا

دو لعل میرے رن میں مارے گئے غربت میں
ماموں پہ فدا ہوکر وہ جاچکے جنت میں
بتلاؤں تمہیں کیا کیا میں لٹ گئی اے بابا

اب شامِ غریباں ہے اور گھور اندھیرا ہے
بے سر میرے بھائی کا میدان میں لاشہ ہے
گھوڑوں نے جسے روندا میں لٹ گئی اے بابا

اکبرؑ کو صدائیں دیں بھائی کو دہائی دی
عابدؑ کو میں شعلوں سے پھر خود ہی بچا لائی
کوئی بھی نہیں آیا میں لٹ گئی اے بابا

تم ہوتے تو بچ جاتی چادر تو میرے سر کی
باندھی تو نہیں جاتی شانوں میں مرے رسی
لگتا نہ مجھے دڑا میں لٹ گئی اے بابا

اب قید میں جانا یہ زخم بھی کھانا ہے
دڑوں کی اذیت سے زخمی میرا شانہ ہے

مرہم ہی نہیں جس کا میں لٹ گئی اے بابا

تم دیکھ نہیں سکتے رخسار سکینہؑ کے
چھینے ہیں لعینوں نے کانوں سے گُہر اُس کے
تر خُوں میں ہوا کُرتا میں لٹ گئی اے بابا

ریحانؔ سرِ مقتل کیا درد کا تھا منظر
بیٹی کو کلیجے سے لپٹائے ہوئے حیدرؑ
کہتے تھے نہ کہہ دُکھیا میں لُٹ گئی اے بابا

☆☆☆☆☆

یارب میرے اس خواب کوتعبیر عطا کر

(انجمن غلامانِ ابن حسنؑ، لانڈھی)

یارب میرے اس خواب کو تعبیر عطا کر
کل خواب میں اکبرؑ کی دلہن لائی ہوں گھر پر

حالانکہ کوئی خواب بھی سچا نہیں نکلا
جو گھر سے گیا لوٹ کے واپس نہیں آیا
برساتی ہے تنہائی میرے قلب پہ پتھر

خط اشکوں سے لکھ لکھ کے روانہ کیے اتنے
اے عرش تری گود میں تارے نہیں جتنے
کب جانے جواب آئے کھڑی رہتی ہوں در پر

خوابوں کی عدالت میں جو تعبیر کھڑی ہے
کس جرم کی آنکھوں کو یہ تعزیر ملی ہے
اترا نہیں اک خواب بھی تعبیر میں ڈھل کر

وہ وعدہ بھی تعبیر سے خالی ہی رہا ہے
جاتے ہوئے بھائی نے بہن سے جو کیا ہے
آئے نہیں آنا تھا وہیں رہ گئے اکبرؑ

کیا دن تھے کہ یہ گھر میرا آباد تھا کیسا
خوشبو کی طرح رہتا تھا احمد کا نواسا
جو پہلے تھا بستا ہوا وہ خواب ہوا گھر

جھولا تھا یہاں جھولنے والا بھی یہاں تھا
ہر بات حقیقت تھی ہر اک خواب تھا سچا
اب ایسی ہے ویرانی کہ نوحہ ہے لبوں پر

اک خواب نے کل رات میری نیند اڑا دی
سر ننگے نظر آئی تڑپتی نبیؐ زادی
تر خُون میں اماں کی نظر آئی ہے چادر

دیکھا ہے بھیانک بڑا کل رات یہ منظر
سب بھائی بھتیجے نظر آئے مجھے بے سر
میں سوئی نہیں خواب کی تعبیر سے ڈر کر

ریحانؔ ہر اک خواب نے تعبیر وہی دی
رکھی تھی جو شیشے میں لہو ہوگئی مٹی
غش ہوگئی بیمار کلیجے کو پکڑ کر

اکبرؑ کہاں گیا، واویلا! واویلا!

(انجمن غلامان ابن حسنؑ، لانڈھی)

نیزا الجھ گیا دل میں یہ کیا ہوا
نوحہ لیلیٰ کا تھا واویلا واویلا
اکبرؑ کہاں گیا واویلا واویلا

بیاہ کے دن تھے رن کو سدھارے
خاک ہوئے ارمان ہمارے
ڈوب گئے پردیس میں تارے
سہرا نہیں بندھا واویلا واویلا

دور وطن میں اک دکھیاری
دیکھ رہی ہے راہ تمہاری
کرتی ہے صغرا آہ و زاری
وعدہ وہ کیا ہوا واویلا واویلا

پالنے والی زینبؑ دکھیا
گوندھ چکی جب تیرا سہرا
شوق شہادت دل میں جاگا
اکبرؑ یہ کیا کیا واویلا واویلا

لے گئے تم بینائی پدر کی

آس شہؑ مظلوم کی ٹوٹی
ہائے قیامت آئی کیسی
روتی ہے کربلا واویلا واویلا

پیاس کی شدت قلب میں نیزا
دل میں بسی ہے یادِ صغرؑا
ڈوب رہا ہے دل مادر کا
کیوں نہ کرے بکا واویلا واویلا

ہائے جوانی راس نہ آئی
چوٹ کلیجے پر ہے کھائی
دیتی رہ گئی موت دہائی
کیسا ستم ہوا واویلا واویلا

کیسے وطن جائے گی مادر
چھوڑ کے تجھ کو دشت میں اکبرؑ
چین ملے گا ہم کو کیونکر
تو ہی بتا ذرا واویلا واویلا

روک قلم ریحانؔ یہیں پر
اہلِ عزا میں ہوگیا محشر
تم بھی کہو رضوانؔ یہ رو کر
ہمشکلِ مصطفیٰ واویلا واویلا

☆☆☆☆☆

کربلا! اے کربلا! یہ ستم کیا ہوا

(انجمن غلامان ابن حسنؑ، لانڈھی)

کربلا اے کربلا یہ ستم کیا ہوا
کٹ گیا شہؑ کا گلا، آسماں روتا رہا
اے شہؑ کرب و بلا

بے وطن بے خطا مسافر تھا
پیاس روتی ہے ایسا پیاسا تھا
کتنی لاشیں اٹھائی تھیں اس نے
دھوپ میں اس کا رہ گیا لاشہؑ
وہ ہے پامال بدن
اُس نے پایا نہ کفن
کربلا اے کربلا

علقمہ خوب کی یہ مہمانی
خون سید کا کر دیا پانی
کیوں نہ پہنچی لبِ حسینؑ تلک
تو بھی کیا ہوگئی تھی زندانی
لٹ گئے آلِ نبیؐ
کچھ بھی تو کر نہ سکی
کربلا اے کربلا

ریحان اور میں!

(پروفیسر سید سبط جعفر زیدی (ایڈوکیٹ)

یہ حقیقت محتاجِ ثبوت نہیں ہے کہ میں نے جتنا ریحان اعظمی کے لیے لکھا ہے کسی اور کے لیے نہیں لکھا اور نہ ہی کسی اور نے ریحان اعظمی کے لیے اتنا لکھا ہوگا جتنا میں نے ان کے لیے لکھا یہ میرا حق بھی تھا اور فرض بھی۔ اس لیے کہ ایک محلّہ اور اسکول میں رہنے اور پڑھنے کے علاوہ نہ صرف یہ کہ میرا موصوف سے دیرینہ تعلق و یارانہ ہی ہے بلکہ میری اور ان کی دوستی اور تعلقات میں کبھی کوئی فرق یا خلا نہیں آیا متواتر و مسلسل بلا رخنہ و تعطل دوستی کا یہ تعلق شاید ان کا کسی اور سے نہ ہو میری ان کی قدر مشترک عزاداری ہی رہی ہے۔

مجھے یہ اعزاز و افتخار بھی حاصل ہے کہ ریحان عباس نامی شرارتی کھلنڈرے لڑکے کو شاعری کی طرف لانے اور پھر رنگ ترنگ اور شوبز/ نگار خانوں یعنی نغمہ نگاری و گیت سنگیت سے نکال کر مذہبی شاعری تک محدود کرنے کا سہرا بھی میرے سر ہے۔ ورنہ حقیقت امر یہ ہے کہ یہ شخص ہمیشہ ماتمدار و عزادار اور یاروں کا یار تو تھا ہی جو یہ ہمیشہ ہی رہتا۔ تاہم اس ذہین و فطین شخص کے لیے کسی بھی حوالہ سے شہرت و عزت اور دولت و مقبولیت حاصل کرنا کوئی مسئلہ نہ تھا۔

یہ زمانہ طالب علمی میں ہاکی کا بہترین (فارورڈ) کھلاڑی تھا، اداکاری و نقالی کا بھی ماہر تھا سیاست اور سماجی خدمت میں بھی نوجوانی میں علاقائی سطح پر نام و مقام حاصل کر چکا تھا پھر صحافت و کالم نگاری اور گیت نگاری میں تو قدم جما ہی چکا تھا پھر بھی اس نے ان تمام شعبوں پر اس خدمت و عبادت کو ترجیح دی کہ جو معصومینؑ کا پسندیدہ شعبہ تھا یعنی منظوم مدّاحی اہلِ بیت۔ ظاہر ہے کہ جب ریحان نے خود کو اس خدمت و سعادت کے لیے وقف کر دیا تو وہ اللہ تعالیٰ جو عدل و احسان کا حکم دیتا ہے نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا اس کے محبوبؐ و مصطفیٰ بندے جو اپنے مدّاحین و محبین کو دونوں جہانوں میں خوب خوب نوازتے

جس کا بیٹا جوان مر جائے
کیوں نہ مقتل میں ٹھوکریں کھائے
کرکے خونِ پسر سے ہائے وضو
وہ جو سب کو نماز سکھلائے
تو نے دیکھا ہے کبھی
ایسا دنیا میں جری
کربلا اے کربلا

چکیاں جس کو پیس کر پالا
اس کے لاشے پہ فاطمہؑ زہرا
بین کرتی ہیں خاک اڑاتی ہیں
ہائے مظلوم میرا شہزادہ
قتل بے آب ہوا
اور کفن بھی نہ ملا
کربلا اے کربلا

اب ہے نوک سناں پہ سر اس کا
وہ جو لختِ دلِ پیمبر تھا
لب پہ قران کی تلاوت ہے
عرش دیتا ہے ارجعی کی صدا
تو نے کچھ قدر نہ کی
چل گئی اُس پہ چھری
کربلا اے کربلا

اُس کے خیمے جلائے جاتے ہیں
اُس کے بچے رُلائے جاتے ہیں

قید کرکے اُس کے اہلِ حرم
بے ردا اب پھرائے جاتے ہیں
ہائے کیا کیا نہ ہوا
تو نے کچھ بھی نہ کہا
کربلا اے کربلا

قلبِ رضوانؔ نوحہ گر ہوکر
ساری دنیا سے بے خبر ہوکر
فرشِ غم پر جو محوِ ماتم ہے
پائے گا سیدہؑ سے اس کا ثمر
تم بھی ریحانؔ کہو
جب تلک زندہ رہو
کربلا اے کربلا

☆☆☆☆☆

شام کی گلیوں میں کیسا تھا سفر زینبؑ کا

(انجمن غلامان ابن حسنؑ، لانڈھی)

شام کی گلیوں میں کیسا تھا سفر زینبؑ کا
جس سفر نے کیا صد چاک جگر زینبؑ کا

مختصر فاصلہ بازار سے دربار کا تھا
تیس (۳۰) گھنٹوں میں وہاں پہنچی ہے بنت زہراؑ
بارشِ سنگ سے زخمی ہوا سر زینبؑ کا

بابِ ساعت پہ سنیں سات اذانیں جس نے
یاد کیا کیا نہ کیا ہوگا علیؑ کو اُس نے
بھائی نیزے پہ تڑپتا تھا اُدھر زینبؑ کا

باپ کے لہجے میں خطبوں کی چلا کر شمشیر
سات سو کرسی نشینوں کو کیا بے توقیر
آج تک سینہ باطل میں ہے ڈر زینبؑ کا

پاؤں زخمی تھے بدن زخمی تھا سر زخمی تھا
آنکھ زخمی تھی کمر زخمی جگر زخمی تھا
حوصلہ زخمی نہ ہو پایا مگر زینبؑ کا

ڈھال بچوں کی سپر سید سجادؑ کی تھیں
موت دربار میں گویا ستم ایجاد کی تھیں
جبکہ مقتول ہوا تھا بھرا گھر زینبؑ کا

ہاتھ رسی میں پسِ پشت بندھے تھے پھر بھی
باپ کے لہجے میں کہتی تھی علیؑ کی بیٹی
ظلم سے جھک نہیں سکتا کبھی سر زینبؑ کا

آنکھ سے خون ٹپکتا رہا لب پر تھی فغاں
کہتی تھی ہائے میرے بھائی میں ترے قرباں
قتل ہوجاتی میں بس چلتا اگر زینبؑ کا

شام کے دشت میں ریحانؔ وہ زینبؑ پہ ستم
لکھنے بیٹھوں تو کسی طور نہ لکھ پائے قلم
گو کہ خود فرشِ عزا ہے میرا گھر زینبؑ کا

☆☆☆☆☆

شبیرؑ کی مجلس ہے یہاں ذکرِ خدا ہے

(انجمن غلامان ابن حسنؑ، لانڈھی)

شبیرؑ کی مجلس ہے یہاں ذکرِ خدا ہے
اس مجلسِ شبیرؑ پہ زہراؑ کی دعا ہے

اس مجلسِ شبیرؑ کی بنیاد ہے زینبؑ
ہر ذاکرِ شبیرؑ کی استاد ہے زینبؑ
یہ فرشِ عزا ثانیِ زہراؑ کی عطا ہے

آتے ہیں یہاں عرش سے سرورؑ کے عزادار
زہراؑ و علیؑ زینبؑ و عباسؑ علمدار
محبوبِ خدا آتے ہیں یہ سب کو پتا ہے

زہراؑ یہاں سر کھولے ہوئے کرتی ہیں گریہ
پڑھتے ہیں حسنؑ ابنِ علی بھی یہاں نوحہ
مصروفِ بکا نفسِ نبیؐ شیرِ خدا ہے

برپا یہاں فضہ کی کنیزوں کا ہے ماتم
قنبرؑ کے غلاموں کا بھی ہے گریۂ پیہم
جبریلِ امیں نالہ کناں محوِ بکا ہے

آلِ ابوطالبؑ کی شجاعت کا بیاں ہے

جرأت کی نمازیں ہیں سخاوت کی اذاں ہے
یہ فرشِ عزا فرشِ عزا فرشِ عزا ہے

اک بار عزا خانۂ شبیرؑ میں آؤ
موتی غمِ شبیرؑ میں اشکوں کو بناؤ
ان اشکوں کی دامانِ محمدؐ میں جگہ ہے

یہ مجلسیں زخمِ دلِ زہراؑ کا ہیں مرہم
یوں فرض مسلمانوں پہ ہے مجلس و ماتم
یہ فرشِ عزا خاک نہیں خاکِ شفا ہے

بابا کے لیے روتی ہے مجلس میں سکینہؑ
روتا ہے مُحرم میں فلک پیٹ کے سینہ
یہ غم تو لیے قلب میں اک کرب و بلا ہے

ریحانؔ یہ مجلس نہیں مکتب ہے عمل کا
آ جاؤ یہاں کیونکہ بھروسہ نہیں کل کا
ایمان کی اسلام کی مجلس میں بقا ہے

☆☆☆☆☆

ماں کو کیوں تکتا تھا بے شیر کا سر نیزے سے

(انجمن غلامان ابن حسن، لانڈھی)

کوئی بتلائے سرِ راہ گزر نیزے سے
ماں کو کیوں تکتا تھا بے شیر کا سر نیزے سے

اشک آنکھوں میں نظر آتے تھے اور سر پہ تھی خاک
بے ردائی کے سبب دل بھی جگر بھی تھا چاک
جب تو خوں روتی تھی اصغرؑ کی نظر نیزے سے

ماں کو حسرت بھری نظروں سے علی اصغرؑ نے
دیکھا جب شام کی راہوں میں لہو روتے ہوئے
کہتے تھے کوئی اتارو میرا سر نیزے سے

سرِ عباسؑ ٹھہرتا تو ٹھہرتا کیونکر
سر کھلا ثانی زہراؑ کا جو آتا تھا نظر
گر پڑا خاک پہ حیدرؑ کا جگر نیزے سے

بعد میں کاٹ کے شبیرؑ کے سر کو رکھا
کوئی دیکھے تو لعینوں کا یہ اندازِ جفا
پہلے زخمی کیا اکبرؑ کا جگر نیزے سے

آتی جب شامِ غریباں تو عجب منظر تھا

سر نبیؐ زادی کا بے مقنہ و بے چادر تھا
زخمی تھا زینب و کلثوم کا سر نیزے سے

بازو مادر کے سکینہؑ کا تھا رسی میں گلا
بھائی زنجیروں میں جکڑا ہوا کرتا تھا بکا
سر بھی زخمی ہوا زخمی تھی کمر نیزے سے

وہ سفر جس میں اذیت تھی پریشانی تھی
جس میں زینبؑ کے لئے غم کی فراوانی تھی
دیکھا شبیرؑ نے وہ سارا سفر نیزے سے

زخم سب سینے کے اندر رہے غمخواروں کے
زخم جو قلب میں تھے شام کے بازاروں کے
تھے بدن پر بھی کئی زخم مگر نیزے سے

شام کی راہوں میں زینبؑ کو کھلے سر دیکھا
جو نہ دیکھا تھا وہ اس حال میں منظر دیکھا
رودیا فاطمہؑ زہرا کا جگر نیزے سے

ہائے ریحانؔ وہ روداد کروں کیسے بیاں
بیبیاں روتی تھیں سجادؑ بھی تھے محوِ فغاں
چشم سرورؑ سے جو گرتے تھے گہر نیزے سے

☆☆☆☆☆

ہائے اکبرؑ کہہ کے بن میں ام لیلیٰ رہ گئی

(انجمن غلامان ابن حسنؑ، لانڈھی)

ٹوٹ کر برچھی میانِ قلب و سینہ رہ گئی
ہائے اکبرؑ کہہ کے بن میں ام لیلیٰ رہ گئی

بعدِ اکبرؑ گھر میں تنہا رہ گئی بیمار جب
کہتی تھی تاریک ہوکر میری دنیا رہ گئی

کیا کریں شبیرؑ محضر میں نہیں ہے اُس کا نام
اس بنا پر کربلا جانے سے صغرؑا رہ گئی

اُس طرف لاشے بہتر(۷۲) بے کفن تھے خاک پر
اس طرف بیمار بھی خود بن کے لاشہ رہ گئی

یہ نہ تھا معلوم اصغرؑ تیر کھا کر سو گیا
یہ تصور میں جھلاتی اُس کو جھولا رہ گئی

جب سنا اکبرؑ کو راس آیا نہیں عہدِ شباب
رو کے زینبؑ نے کہا کیونکر میں زندہ رہ گئی

چھین گئی سر سے ردا زینبؑ کو پردے کے لیے
ایک فضہؑ رہ گئی یا خاک صحرا رہ گئی

شام کے دربار میں عابدؑ تو تھے پا بہ رسن
ڈھال بن کے زینبؑ مضطر کی فضہؑ رہ گئی

العطش کہتے ہوئے پہنچی سکینہؑ قید میں
سر پٹکتی خون روتی موجِ دریا رہ گئی

آ گئے اہلِ حرم زندان سے چھٹ کر مگر
جس کو حسرت تھی رہائی کی سکینہؑ رہ گئی

یاد بن کر کربلا میں سجدۂ آخر تلک
دامنِ سرورؑ سے لپٹی اک مریضہ رہ گئی

روک لو اپنا قلم ریحاںؔ اب قرطاس پر
چشمِ گریاں آہِ سوزاں بن کے نوحہ رہ گئی

☆☆☆☆☆

نہ اٹھو نہ چلو یا رسن کھول دو میری فریاد سنو

(انجمن غلامانِ ابن حسنؑ، لانڈھی)

سکینہؑ کہتی تھی بیٹھی رہو پھوپھی اماں
تمہارے اٹھنے سے زخموں سے خوں ٹپکتا ہے
رسن ہے سخت سکینہؑ کا سانس رکتا ہے
نہ اٹھو نہ چلو یا رسن کھول دو میری فریاد سنو

ہیں اور کسی کا احسان نہیں رکھتے وہ اپنے اس سرگرم و فعّال مداح و خادم کو کیونکر محروم و نظر انداز کر سکتے تھے چنانچہ دنیا جانتی ہے کہ جہاں جہاں اردو بولی اور سمجھی جاتی ہے بلا تفریق مذہب و ملت ریحان اعظمی کو سُنا جاتا ہے اور دنیا کا ہر عزادار جو فعال و باخبر ہو خواہ اردو سے واقفیت نہ رکھتا ہو یقیناً ریحانؔ اعظمی و ندیم سرور سے ناواقف نہ ہوگا۔ یہ تو دنیاوی و ظاہری انعام ہے بشرطِ توفیق و استطاعت اور بقدر خلوص و محبت اُخروی انعام اس کے علاوہ ہے۔

تقریباً تیس سال پہلے کی بات ہے کہ چار باصلاحیت نوجوان دوستوں کا گروہ قوم و قومیات میں بہت فعّال و سرگرم تھا یہ چاروں اچھا بولنا لکھنا پڑھنا تو جانتے ہی تھے منتظم بھی بہت اچھے تھے۔ اس قسم کا فعال و سرگرم مخلص و باصلاحیت گروہ نہ اس سے پہلے منظر عام پر آیا اور نہ ہی اب ہے اور بدقسمتی سے شاید آئندہ بھی نہ ہو سکے۔ ان میں ایک ریحان اعظمی تھا جو اس وقت ریحان عباس کے نام سے جانا پہچانا جاتا تھا۔ دوسرا اندرون سندھ سے کراچی آنے والا سیّد آل محمد تھا جو ایک یاروں کا یار دیندار و عزادار جوان تھا لیکن اندرون سندھ اور پھر کراچی کے مضافات میں سکونت پذیر ہونے کی وجہ سے بھی منظر عام پر نہ آسکا تھا۔ تیسرا فرد اس وقت کا شعلہ بیاں مقرر و غزل گو شاعر سرفراز شہنشاہ تھا۔ یاروں کی یاری اور عزاداری ان تینوں کی قدر مشترک تھی سرفراز شہنشاہ کو تقریر اور مجازی شاعری سے مداحی اہلبیتؑ کی طرف لانے اور یہیں روک لینے (گھیرنے) کا کام بھی اس احقر راقم الحروف نے کیا تھا اگرچہ سرفراز کے والد ایک فعال و سرگرم ادبی و مذہبی انسان عالم و خطیب و شاعر بلکہ مکمل مجلس عزا (حدیث کسا سوزخوانی شاعری ذاکری نوحہ خوانی) یعنی فرش بچھانے سے اُٹھانے تک ایک بہترین منتظم و فراش عزا انسان تھے لیکن اس کے باوجود سرفراز ان کے ساتھ رہنے کے باوجود فعال نہ تھے اور دور دور سے انہیں دیکھتے اور تھوڑا بہت ہاتھ بٹا دیتے تھے اپنی پکڑائی نہیں دیتے تھے۔

اس احقر نے ان تینوں کو یکجا اور فعال بنایا اور ریحان عباس، ریحان اعظمی، سرفراز شہنشاہ، سرفراز ابدؔ اور آل محمد، آل محمد رزمیؔ، بنکر علم و ادب اور قوم و مذہب کے افق پر جگمگانے

اک رسن بارا گلے جس میں سب چھوٹے بڑے
اس طرح باندھے گئے کوئی بھی سانس نہ لے
سانس لیتی ہوں تو آنکھوں سے خوں ابلتا ہے
نہ اٹھو نہ چلو یا رسن کھول دو میری فریاد سنو
تم جو اٹھتی ہو تو پیروں سے نکلتی ہے زمیں
آپ کے قد کے برابر یہ میرا قد تو نہیں
تم جو اٹھتی ہو تو رسی سے گلا چھلتا ہے
نہ اٹھو نہ چلو یا رسن کھول دو میری فریاد سنو
آپ چلتی ہیں تو کھنچ جاتی ہیں گردن کی رگیں
اس اذیت کو میری آپ تو محسوس کریں
زخم مرجھایا ہوا صورت گل کھلتا ہے
نہ اٹھو نہ چلو یا رسن کھول دو میری فریاد سنو
آپ جب سر کو اٹھاتی ہیں تو ڈر جاتی ہوں
چند لمحوں کے لیے درد سے مرجاتی ہوں
دلِ دھڑکتا ہوا خاموش مجھے لگتا ہے
نہ اٹھو نہ چلو یا رسن کھول دو میری فریاد سنو
آپ مڑتی ہیں تو مڑ جاتی ہے گردن میری
کند خنجر کی طرح لگتی ہے مجھ کو رسی
رسنِ ظلم کی سختی سے گلا کٹتا ہے
نہ اٹھو نہ چلو یا رسن کھول دو میری فریاد سنو
اور آہستہ چلو تیز بڑھاؤ نہ قدم
تیز چلنے سے میرا ہونٹوں پہ آجاتا ہے دم

آبلہ پاؤں کا فریاد بہت کرتا ہے
نہ اٹھو نہ چلو یا رسن کھول دو میری فریاد سنو
ہم کو معلوم ہے کتنی ہے اذیت تم کو
منزلِ شام تلک رہنے دو زندہ ہم کو
سنتی ہوں قید میں مرنے پہ کفن ملتا ہے
نہ اٹھو نہ چلو یا رسن کھول دو میری فریاد سنو
پیاس ہے بھوک ہے گرمی ہے رسن بستہ ہوں
دس محرم سے غمِ شاہ سے وابستہ ہوں
دیکھیں کس شہر میں خورشیدِ الم ڈھلتا ہے
نہ اٹھو نہ چلو یا رسن کھول دو میری فریاد سنو
سُن کے فریادِ سکینہؑ یہ پکاری زینبؑ
میری بچی ترے اس حال پہ واری زینبؑ
میں جو رکتی ہوں تو عابدؑ پہ ستم ہوتا ہے
نہ اٹھو نہ چلو یا رسن کھول دو میری فریاد سنو
فکرِ ریحانؔ نے رضوانؔ وہ منظر لکھا
ایسا لگتا ہے وہیں جاکے لکھا یہ نوحہ
جس جگہ کہتی تھی معصومؑ گلا دکھتا ہے
نہ اٹھو نہ چلو یا رسن کھول دو میری فریاد سنو

☆☆☆☆☆

قافلہ آ گیا، قافلہ آ گیا

(انجمن غلامان ابن حسنؑ، لانڈھی)

قافلہ آ گیا قافلہ آ گیا
لٹ کے پردیس سے قافلہ آ گیا

نہ وہ سج دھج رہی اور نہ وہ شان ہے
غمزدہ غمزدہ روحِ قرآن ہے
خاک اُڑاتا ہوا غم مناتا ہوا قافلہ آ گیا

خاک بالوں میں ہے نیل شانوں میں ہیں
آبلے پاؤں میں اشک آنکھوں میں ہیں
نوحہ گر ننگے سر قافلہ آ گیا

مانگ اجڑی ہوئی خالی سب گودیاں
خاک و خوں میں اَٹی ساری شہزادیاں
لائے اہلِ حرم خوں میں ڈوبا علَم قافلہ آ گیا

جھولے والا نہیں مشک والی نہیں
کوئی وارث نہیں کوئی والی نہیں
عابدؑ خستہ تن لے کے زخمی بدن قافلہ آ گیا

بین صغراؑ کے تھے کیا ہوئے کیا ہوئے
ہم شبیہ نبی بھائی اکبرؑ میرے
جس نے وعدہ کیا کیوں وہ آ نہ سکا قافلہ آ گیا

قبرِ زہراؑ پہ ہے شورِ ماتم بپا
کھل کے روئی ہے اب ثانیِ سیدہ
بولی سوغاتِ غم اماں لائے ہیں ہم قافلہ آ گیا

مرقدِ مصطفیؐ کیوں لرزنے لگا
خوں میں ڈوبا ہوا جب وہ کرتا رکھا
تھا جو شیر کا تن سے اترا ہوا قافلہ آ گیا

نوحہ ریحانؔ یہ لحنِ رضوانؔ میں
کربلا میں پڑھو یا خراساں میں
آئی گی یہ صدا جیت کے کربلا قافلہ آ گیا

☆☆☆☆☆

جب ہو گئے ماموں پہ فدا عونؑ و محمدؑ

(انجمن غلامان ابن حسنؑ، لانڈھی)

جب ہو گئے ماموں پہ فدا عونؑ و محمدؑ
ماں کہنے لگی صلّی علیٰ عونؑ و محمدؑ

پیاسے تھے مگر جانبِ دریا نہیں دیکھا
اجداد کا سر اونچا کیا عونؑ و محمدؑ

اُن دونوں نے پڑھنی تھیں شہادت نمازیں
کرتے تھے شہادت کی دعا عونؑ و محمدؑ

تھا جعفر طیار کا خوں اُن کی رگوں میں
کفار سے کیا ڈرتے بھلا عونؑ و محمدؑ

تاکید تھی مادر کی سوئے نہر نہ جانا
مادر کا بھرم خوب رکھا عونؑ و محمدؑ

ضد کرتے تھے مادر سے پہلے ہمیں مرنا ہے
مانگا کئے یہ کہہ رضا عونؑ و محمدؑ

ماں کی یہی مرضی تھی ہوں ساتھ فدا دونوں
سمجھیں نہ یہ سوتیلا سگا عونؑ و محمدؑ

ڈوبے ہوئے جب خوں میں میدان سے گھر آئے
ماں نے کہا لو دادِ وفا عونؑ و محمدؑ

پیاسے نہ چلے جانا میں تو ابھی زندہ ہوں
منہ چوم کے غازیؑ نے کہا عونؑ و محمدؑ

شبیرؑ جگر تھامے نوحہ یہی کرتے تھے
کیوں چھوڑ گئے ساتھ میرا عونؑ و محمدؑ

شبیرؑ کی نصرت میں تم جامِ اجل پی کر
حق کر گئے جینے کا ادا عونؑ و محمدؑ

ماں اور تو کچھ کہہ نہ سکی بس یہ پکاری
بے سر ہوئے سہرا نہ بندھا عونؑ و محمدؑ

جب گھر سے چلے جانبِ مقتل کہا ماں نے
صدقہ علی اکبرؑ یہ کیا عونؑ و محمدؑ

تم ہوتے تو بن جاتے سر شام غریباں
دردِ دل زینبؑ کی دوا عونؑ و محمدؑ

اس نوحے کا انعام کوئی دے تو نہ لوں گا
ریحانؔ کو تم دو گے صلہ عونؑ و محمدؑ

☆☆☆☆☆

مہندی لگا کے قاسمؑ مقتل کو جا رہے ہیں

(انجمن تنظیم الحیدری، انچولی)

مہندی لگا کے قاسمؑ، مقتل کو جا رہے ہیں
ارمان ماں پھوپھی کے، آنسو بہا رہے ہیں

ماں کیسے دل سنبھالے، وہ ہاتھ مہندی والے
میدانِ کربلا میں اعدا نے روند ڈالے
مولا حسینؑ جس کو دامن میں لا رہے ہیں

گھولی گئی تھی مہندی، بہنوں کے آنسوؤں سے
پانی نہ تھا میسر، ہئے ہئے کئی دنوں سے
سوکھے ہوئے لبوں کے، چہرے بتا رہے ہیں

رنگت ہے خون جیسی، مہندی لگی یہ کیسی
زخموں میں ہوگئی ہے، سہرے کی ہر کلی بھی
سہرے کے پھول سارے، مُرجھا کے جا رہے ہیں

اکبرؑ نے سہرا باندھا، عباسؑ نے سجایا
شادی کے گھر میں، یارب یہ کیسا وقت آیا
بارات والے سارے، سر کو کٹا رہے ہیں

پوشاک ہے عروسی، نوشاہ کے بدن پر
لیکن یہ سرخ دھبّے، کل تھے کسی کفن پر
منظر وہ کربلا میں، دہرائے جا رہے ہیں

روحِ حسنؑ نے آ کر، کیسا یہ حال دیکھا
ٹکڑوں میں ہائے کیسے، خود اپنا لعل دیکھا
اپنے جگر کے ٹکڑے، پھر یاد آ رہے ہیں

بیوہ جو ہوگئی ہے، ابن حسنؑ کی دلہن
اشکوں سے شاہِ والا، اپنا بھگو کے دامن
دلہن کے سر پہ، مثلِ چادر اُڑھا رہے ہیں

سجادؑ غش سے اُٹھ کر، اک اک سے پوچھتے تھے

شادی کے گھر میں سب کے، اُترے ہوئے ہیں چہرے
کیا چیز رن سے بابا، دامن میں لا رہے ہیں

خوشبو حنا کی اب تک موجود ہے، فضا میں
دلہن تو بے خبر ہے، مصروف ہے دعا میں
داماد کا جنازہ، شبیرؑ لا رہے ہیں

ریحانؔ اور رضاؔ، یہ غم شاہ نینوا کا
اِک ایسا سانحہ ہے، میدانِ کربلا کا
ہر سال اہلِ ماتم، جس کو منا رہے ہیں

☆☆☆☆☆

زینبؑ نے کہا ہائے علمدارؑ، برادر میں لٹ گئی بن میں

(انجمن جانثاران حیدری)

زینبؑ نے کہا ہائے علمدارؑ برادر، میں لُٹ گئی بن میں
یہ اہلِ جفا لے گئے سر سے میری چادر، میں لُٹ گئی بن میں

تم تو بڑے آرام سے سوئے لبِ دریا پیارے مرے بھیا
شبیرؑ کی گردن پہ چلا ظلم کا خنجر، میں لُٹ گئی بن میں

خیموں میں لگی آگ بھلا کیسے بُجھاتی، میں کِس کو بُلاتی
نہ عونؑ و محمدؑ تھے نہ تھے قاسمؑ و اکبرؑ، میں لُٹ گئی بن میں

پیاسوں کے مقدر میں لکھی تشنہ لبی ہے، تقدیر یہی ہے
سوکھے ہوئے لب رہ گئے ٹوٹے ہوئے ساغر، میں لٹ گئی بن میں

اب شامِ غریباں کا اندھیرا ہے حرم ہیں، اعدا کے ستم ہیں
رونے کے لئے رہ گیا بس عابدِؑ مضطر، میں لُٹ گئی بن میں

ہے ایک رسن بارہ!! گلے جلتی زمیں ہے، کوئی بھی نہیں ہے
امداد کرے کون بلائے کسے خواہر، میں لُٹ گئی بن میں

قاتل علی اکبرؑ کا بھی ساتھی ہے سفر میں، ہے درد جگر میں
دشمن کو بھی اللہ نہ دکھلائے یہ منظر، میں لُٹ گئی بن میں

آئی تھی وطن سے میں یہاں ترے سہارے، اور آج ہمارے
خیموں میں در آیا ہے ستمگاروں کا لشکر، میں لُٹ گئی بن میں

اچھا میرے بھیا میں چلی جانبِ زنداں، اللہ نگہبان
چہلم پہ یہاں آؤں گی میں قید سے چُھٹ کر، میں لٹ گئی بن میں

ریحانؔ تڑپ جاتا تھا عباسؑ کا لاشہ، جب کہتی تھی دُکھیا
پردیس میں برباد ہوا ہائے میرا گھر، میں لُٹ گئی بن میں

☆☆☆☆☆

عباسؑ ترے بعد ہے جینا میرا دشوار، ہائے علمدارؑ

خرخوں میں علم دیکھ کے بولے شہِؑ ابرار، ہائے علمدارؑ
عباسؑ ترے بعد ہے جینا میرا دشوار، ہائے علمدارؑ

کیا مشک و علم اس لئے تم لائے تھے ہم سے
پردیس میں جھک جائے کمر بھائی کی غم سے
اب سوچ رہا ہوں تمہیں کیونکر نہ دی تلوار

بے بازو کہاں تم ہوئے، بے دست ہوئے ہم
اب غم میں ترے کیسے کریں ہم تیرا ماتم
بے نور نگاہوں سے ہوئی اشکوں کی بوچھاڑ

کیا کہہ کے تسلی دلِ زینبؑ کو میں دوں گا
بجز اشک بہانے کے بھلا کیا میں کروں گا
تم جلتی ہوئی دھوپ میں تھے سایۂ دیوار

چادر کے نگہبان تھے ڈھارس تھے حرم کی
اس دورِ ضعیفی میں جواں لگتے تھے ہم بھی
اب کوئی نہیں کوئی نہیں ہے میرا غمخوار

کیا خوب نبھایا ہے یہ سقائی کا منصب
کہتے ہیں سکینہؑ کے یہی سوکھے ہوئے لب
وہ کہتے ہیں بن آپ کے پانی نہیں درکار

اب لمحوں کا مہمان ہوں میں بھی میرے بھیا
کرنا ہے تہِ تیغ ہمیں آخری سجدہ

نام کتاب: ایک آنسو میں کربلا (حصہ سوم)

شاعر: ڈاکٹر ریحانؔ اعظمی

تصحیح: سیّد فیضیاب علی

ترتیب و تدوین: اے ایچ رضوی

سنِ اشاعت: اپریل ۲۰۰۹ء

تعداد: ایک ہزار

کمپوزنگ: احمد گرافکس، کراچی، ۶۸۰۱۷۲۱

سرورق: رضا عباس، ۳۲۰۶۵۴۱۔۰۳۳۳

ناشر: محفوظ بک ایجنسی کراچی

بہ تعاون: ریحان اکیڈمی انٹرنیشنل

ہدیہ: ۲۵۰/- روپے

محفوظ بک ایجنسی مارٹن روڈ کراچی

MBA

Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882
E-mail: anisco@cyber.net.pk

لگے (جبکہ یہ احقر وہی سبطِ جعفر کا سبطِ جعفر ہی رہا۔) لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خدانخواستہ میں نے انہیں بنایا یا بڑھایا۔ نہیں ایسا نہیں ہے۔ اس لیے کہ ان تینوں میں بلکہ ہم چاروں میں لکھنے پڑھنے بولنے اور لوگوں کو متوجہ و مجتمع کرنے کی صلاحیت موجود تھی اور عزاداری و یاروں کی یاری قدرِ مشترک تھی علاوہ ازیں ہم لوگوں میں ایک اور عادت و قدر بھی مشترک تھی یعنی باصلاحیت افراد کو دوست بنانا اور دوستوں کو آگے بڑھا کر خوش ہونا۔

میں نے یہ بات محسوس کی اور اس کا اظہار بھی کیا کہ اگر ہم اسی طرح محنت کرتے رہیں اور کسی منفی سرگرمی و نامناسب طرزِ عمل میں ملوث نہ ہوئے تو کسی غیر معمولی اضافی محنت کے بغیر بھی محض ''بڑوں کے اُٹھ جانے'' اور قحط الرجال کے سبب ہی خود بخود بہت جلد بڑے ہوجائیں گے یا بڑے نظر آنے لگیں گے کہ ہمارے بعد والے اتنی محنت نہیں کر رہے جتنی کہ ہم لوگ کر رہے ہیں نو واردان کو نہ اتنے مواقع ملے نہ توفیق۔ نہ ہی انہوں نے دستیاب وسائل سے استفادہ کی کوشش کی ہے لہٰذا مختلف شعبوں میں خالی ہونے والی اسامیوں/جگہوں کو پورا کرنے کے لیے ہمیں ہی خصوصی توجہ اور محنت کی ضرورت ہے اگر ہم محض شاعری ہی کرتے رہے تو ایک ہی شعبہ اور حلقہ میں بیک وقت چار بڑے آدمی ایک دوسرے کے حریف و حلیف ہوں گے دوسرے شعبے خالی یا کمزور رہ جائیں گے۔

چنانچہ اگرچہ ہم تینوں لکھنا بولنا پڑھنا اور لوگوں کو جمع کرنا جانتے تھے یعنی منتظم بھی اچھے تھے لیکن ہم نے اپنے لیے جداگانہ شعبہ ہائے خدمت کا انتخاب کیا اور اپنے اپنے فطری و طبعی رجحان کے مطابق انفرادی و امتیازی شعبوں پر توجہ دی۔

سرفراز ابد صاحب نے اپنے والد گرامی قدر کے شعبہ فروغِ مرثیہ کو ترجیح دی اور بلاشبہ وہ اچھے شاعر و معلن و ناظم ہونے کے بھی سرخیل رہے۔

سید آل محمد رزی صاحب نے نظامت خطابت و شاعری کو محدود کر کے نثر نگاری کو ترجیح دی اور اس شعبہ میں بڑا کام کر کے نام و مقام بنایا۔

ریحانؔ اعظمی نے نوحہ گوئی میں بین الاقوامی شہرت و مقبولیت حاصل کی جبکہ اس احقر

کیا ہوگا یتیموں کا کہ عابدؑ بھی ہے بیمار
کس طرح سے بہلے گی میری لاڈلی دختر
سونے کے لئے پائے گی جب خاک کا بستر
ہونی ہے میرے سینے پہ اب تیروں کی یلغار
کچھ دیر میں ہوجائے گی یاں شامِ غریباں
اشکوں سے اسیروں کے یہاں ہوگا چراغاں
بے پردہ نظر آئے گی زینبؑ سی حیا دار
بھیّا میں تری جرأت و ایثار کے قرباں
اِک لاش ہوں میں بعد تیرے برسرِ میداں
نو لاکھ لعینوں سے کروں کس طرح پیکار
ریحانؔ شہؑ والا نے ھل من کی صدا دی
لرزے میں فلک آ گیا ہلنے لگی دھرتی
جھولے سے اچانک یہ صدا آئی جو اک بار
ہائے علمدار! ہائے علمدار!

☆☆☆☆☆

خود آئے نہ خط بھیجا، کیا بھول گئے بابا

(انجمن عزائے حسینؑ جعفر طیار)

چھ ماہ جو گزرے سرورؑ کو، پردیس گئے گھر سے
صغرؑا یہی کہتی تھی، دیوار سے، اور در سے
خود آئے نہ خط بھیجا، کیا بھول گئے بابا

دن رات تڑپتی ہوں، یاد علی اکبرؑ میں
منظر ہے لحد جیسا، بن بھائی کے اس گھر میں
دل ڈوبتا ہے میرا، کیا بھول گئے بابا
تم کہتے تھے اے صغرؑا، آئے گا ترا بھیّا
اے بابا کبھی تم نے، جھوٹا نہ کیا وعدہ
کیوں یاد نہیں وعدہ، کیا بھول گئے بابا
ویرانی ٹپکتی ہے، اے بابا مدینے میں
مشکل ہے اذیت ہے، بابا مجھے جینے میں
مر جاؤں گی میں تنہا، کیا بھول گئے بابا
اماں نے سکینہؑ نے، اُمید بندھائی تھی
تم غم نہ کرو صغرا لوٹ آئیں گے ہم جلدی
میں دیکھتی ہوں رستہ، کیا بھول گئے بابا
جھولا علی اصغرؑ کا، بستر علی اکبرؑ کا
مسند میرے قاسمؑ کی، عباسؑ کا بھی حجرا
کب سے پڑا سونا ہے کیا بھول گئے بابا

وہ ضعف و نقاہت ہے، بستر سے نہیں اُٹھتی
دادی کی لحد پر، اب رونے کو نہیں جاتی
یہ حال ہے اب میرا، کیا بھول گئے بابا

جھونکا بھی ہوا کا، جب دروازے سے ٹکرائے
لگتا ہے مجھے ایسا، پردیس سے تم آئے
پھر دل ہے میرا کہتا، کیا بھول گئے بابا

کس کس کے لئے روؤں، کس کس کا کروں شکوہ
اماں نے بھی، تم نے بھی، سب گھر نے کیا وعدہ
کوئی بھی نہیں آیا، کیا بھول گئے بابا

خط خون کے اشکوں سے، لکھ لکھ کے کئی بھیجے
دن گنتی رہی میں تو، شاید کہ جواب آئے
ہر خواب میرا ٹوٹا، کیا بھول گئے بابا

ریحانؔ یہ صغراؑ کو، بتلائے کوئی کیسے
جس کے لئے جیتی ہے، وہ سب ہی گئے مارے
کیوں کہتی ہے اے صغراؑ، کیا بھول گئے بابا

☆☆☆☆☆

مقتل سے شہؑ والا نے کہا، عباسؑ سنبھالو زینبؑ کو

انجمن گروہ حسینؑ (ملیر برف خانہ)

مقتل سے شہؑ والا نے کہا، عباسؑ سنبھالو زینبؑ کو
سر تن سے میرا ہوتا ہے جدا، عباسؑ سنبھالو زینبؑ کو

اب نیند سے جاگو اے بھائی
بچوں پہ قیامت ہے آئی
کچھ دیر کو چھوڑو تم دریا، عباسؑ سنبھالو زینبؑ کو

ہم سجدۂ آخر کرتے ہیں
وعدے کو نبھانے والے ہیں
وہ تیغ لیے قاتل ہے چلا، عباسؑ سنبھالو زینبؑ کو

دیکھے نہ ہمیں خنجر کے تلے
مظلوم بہن یہ دھیان رہے
خیمے کا نہ اُٹھنے دو پردہ، عباسؑ سنبھالو زینبؑ کو

پامال بدن ہوجائے گا
تاراج چمن ہوجائے گا
روئیں گی یہاں اماں زہراؑ، عباسؑ سنبھالو زینبؑ کو

مانا کہ ہوئے تم بے بازو
آنکھوں میں بہن کی ہیں آنسو
نیزے پہ نہ دیکھے سر وہ میرا، عباسؑ سنبھالو زینبؑ کو

ہے رب کی طرف اب میرا سفر

رہ جائیں گی تنہا اب خواہر
گھر ہم نے تمہیں اپنا سونپا، عباسؑ سنبھالو زینبؑ کو

جب شامِ غریباں آئے گی
مجبور بہن گھبرائے گی
چھن جائے نہ دیکھو اس کی ردا، عباسؑ سنبھالو زینبؑ کو

جب لوٹ پڑے گی خیموں میں
زنجیر بندھے گی ہاتھوں میں
کوئی بھی نہ ہوگا ترے سوا، عباسؑ سنبھالو زینبؑ کو

کیا سوتے ہو تم ساحل پر
نکلی ہے بہن اب بے چادر
عابدؑ بھی اُدھر ہے غش میں پڑا، عباسؑ سنبھالو زینبؑ کو

ریحانؔ سرِ ساحل غازی
گرتا تھا کبھی اُٹھتا تھا کبھی
جب آتی تھی سرورؑ کی صدا، عباسؑ سنبھالو زینبؑ کو

☆☆☆☆☆

میری بچی کا رکھنا خیال

(انجمن تنظیم الحیدری، انچولی کراچی)

جب چلے گھر سے مقتل کو مولاؑ
بولے زینبؑ سے سُن میری بہنا
بعد میرے نہ ہونا نڈھال
میری بچی کا رکھنا خیال

یہ سکینہؑ جو ہے میرے دل کا سکون
بعد میرے بہائے گی آنکھوں سے خون
خاک پر سوئے گی اس قدر روئے گی
مل نہ پائے گی اب ہم سے مر کر کبھی
میری بچی کا رکھنا خیال

کمسنی بے کسی اور یہ تشنگی
اور اُس پر اذیت طمانچوں کی بھی
سہہ نہ پائے گی یہ غم اٹھائے گی یہ
ہم سے مقتل میں ملنے کو آئے گی یہ
میری بچی کا رکھنا خیال

خون ٹپکے گا کانوں سے بھی اس قدر
ہوگا دامن میری شاہ زادی کا تر
زخم دل میں لیے اشک کب تک بہے
اے بہن اے بہن تم خدا کے لئے

میری بچی کا رکھنا خیال
اپنے پہلو میں شب کو سُلانا اِسے
خود نہ جاگے تو تم نہ جگانا اُسے
ہے میری التجا میں تو مرنے چلا
بندھنے دینا نہ رسی میں اِس کا گلا
میری بچی کا رکھنا خیال
بعدِ عباسؑ پانی یہ مانگے اگر
اپنے سینے سے لپٹا کے تم اس کا سر
اے بہن نوحہ گر کرکے آنچل کو تر
رکھنا پیاسی سکینہؑ کے رخسار پر
میری بچی کا رکھنا خیال
پا پیادہ سفر کی یہ عادی نہیں
شام کی راہ میں ہوگی جلتی زمیں
جب یہ پیدل چلے پاؤں جلنے لگے
اپنی گودی میں لے کر لگانا گلے
میری بچی کا رکھنا خیال
شمر نزدیک آئے نہ اس کے کبھی
اُس سے ڈرتی بہت ہے میری لاڈلی
وہ ہے اتنا شقی کم ہیں حیوان بھی
ظلم ڈھائے نہ وہ، دیکھو اس پر کبھی
میری بچی کا رکھنا خیال
اس کو رکھنا بچا کر اندھیروں سے تم

مانگ لینا اُجالے سویروں سے تم
ہر نفس ہر گھڑی تیرگی سے ڈری
اِس کے نزدیک آئے نہ اب تیرگی
میری بچی کا رکھنا خیال
اِس کو مانگے کنیزی میں کوئی اگر
تیغ خطبوں کی دربار میں کھینچ کر
ہونا سینہ سپر غیض کی ہو نظر
گرنا قہرِ خدا بن کے دربار پر
میری بچی کا رکھنا خیال
غم سے ریحانؔ ہوتا ہے ٹکڑے جگر
اے رضاؔ گزری کیا ہوگی عباسؑ پر
ہائے زندان میں غم کے طوفان میں
آئی ہوگی صدا شہؑ کی جب کان میں
میری بچی کا رکھنا خیال

☆☆☆☆☆

دردِ دلِ زینبؑ کی دوا، عونؑ و محمدؑ

(انجمن فدائے محمدی، جعفر طیار)

دردِ دلِ زینبؑ کی دوا، عونؑ و محمدؑ
جاں دے کے ہوئے خاکِ شفا، عونؑ و محمدؑ
عباسؑ نے سکھلائے تھے آداب وغا کے
جمنے نہ دیئے پیر کسی اہلِ جفا کے
اس شان سے کرتے تھے وغا، عونؑ و محمدؑ

پیاسے تھے مگر جانبِ دریا نہ سدھارے
دکھلا دیئے دن میں صفِ کفار کو تارے
یہ طفل تھے یا قہرِ خدا، عونؑ و محمدؑ

ماموں نے بٹھایا تھا سواری پہ سجا کے
رخصت کیا عباسؑ نے چھاتی سے لگا کے
میداں میں گئے مثلِ ہوا عونؑ و محمدؑ

چھوٹے سے یہ کہتا تھا بڑا خوف نہ کھانا
تیور ہیں ہمیں حمزہؑ و جعفرؑ کے دکھانا
یہ کہہ کے ہوئے تیغ کشا، عونؑ و محمدؑ

ہلچل تھی، دہائی تھی، لڑائی تھی غضب کی
دستار گری جاتی تھی میدان میں سب کی
دکھلا گئے خیبر کا مزا، عونؑ و محمدؑ

گھوڑے پہ سنبھلنے نہ دیا اہلِ جفا کو
لمحوں میں لہو رنگ کیا کرب و بلا کو
کام آ گئی زینبؑ کی دعا، عونؑ و محمدؑ

کمسن تھے کئی روز سے پانی نہ پیا تھا
حیرانی سے دریا بھی انہیں دیکھ رہا تھا
موجوں نے کئی بار کہا، عونؑ و محمدؑ

منہ پھیر کے دریا سے جو مصروفِ وغا تھے
دو شیر سرِ دشت یہ پیغامِ قضا تھے
کر سکتے تھے دنیا کو فنا، عونؑ و محمدؑ

ناگاہ کیا پیاس نے ان دونوں پہ حملہ
تلواریں لیے ٹوٹ پڑا لشکرِ اعداء
مارے گئے غازیؑ نے کہا، عونؑ و محمدؑ

دو بجلیاں ریحانؔ چمکتی تھیں زمیں پر
عدنانؔ سرِ کرب و بلا ہوگیا محشر
دی رو کے جو سرورؑ نے صدا، عونؑ و محمدؑ

☆☆☆☆☆

پیاسوں کا آسرا تھا، علمدارؑ کربلا

پیاسوں کا آسرا تھا، علمدارؑ کربلا
مظلوم کی صدا تھا، علمدارؑ کربلا

عکسِ ابو ترابؑ تھا، قامت حسینؑ کی
وہ سوگیا تو گھٹ گئی، طاقت حسینؑ کی
بے دست ہوگیا تھا، علمدارؑ کربلا

کاندھے پہ مشک، مشک میں پانی نہ رہا
کرب وبلا کا حیدرؑ، ثانی نہیں رہا
زینبؑ تری دُعا تھا، علمدارؑ کربلا

قدموں پہ جس کے سجدہ کیا تھا فرات نے
بہرِ طواف جس کو چُنا تھا فرات نے
کعبہ بنا ہوا تھا، علمدارؑ کربلا

بے تیغ ان میں آیا تھا اتنا دلیر تھا
شیروں کے گھر میں رہتا تھا وہ خود بھی شیر تھا
صورت گرِ وفا تھا، علمدارؑ کربلا

ٹوٹی کمر حسینؑ کی، زینبؑ تڑپ گئی
سینہ زنی کا شور تھا، مجلس بپا ہوئی
جب زین سے گرا تھا، علمدارؑ کربلا

پانی کا نام بھی نہ سکینہؑ نے پھر لیا
تشنہ لبی کو دامنِ غربت میں بھر لیا

نے تحریر وتقریر نظامت وشاعری پر فروغ سوز خوانی کو ترجیح دی جس کے اثرات وثمرات آپ کے سامنے ہیں۔

بہرحال پھر نہ جانے اس گلدستہ کو کس کی نظر لگ گئی؟ سب کچھ بکھر گیا۔ برادر سرفراز ابد صاحب اپنے اہل خانہ کی خود اختیاری جلا وطنی ونقل مکانی کا شکار ہوگئے مولا انہیں خوش اور شادو آباد رکھیں اگرچہ وہ وہاں بھی سرگرمِ عمل ہیں مگر ان کا مشن اور شعبۂ خدمت پسماندگی وست روی کا شکار ہوگیا۔ برادرم سید آل محمد رزمی صاحب کوقزاقِ اجل نے ہم سے چھین لیا۔ نہ تو ابد صاحب ہی اپنے شعبہ میں اب تک کوئی اچھا نائب و جانشین اور مناسب ومتبادل نعم البدل تیار اور پیش کر سکے اور نہ ہی برادرم رزمیؔ ہی کوئی نثر نگار شاگرد چھوڑ سکے اگرچہ انہوں نے لکھ کر بہت سوں کو دیا۔ اب رہ گئے ہم باقی دو دوست۔ میں اور ریحان اعظمی!

ریحان اعظمی نے ہمیشہ محبتیں بانٹیں لوگوں کو آگے بڑھایا خود اس احقر کو اس وقت کے اکلوتے پی ٹی دی پر بطور سوز خواں متعارف کرانے والا بھی ریحان اعظمی تھا لیکن کچھ اپنی مصروفیات وترجیحات کچھ ڈھلتی عمر کے تقاضوں کے تحت کچھ غیر ضروری دباؤ کو ازخود اپنے اوپر مسلط وطاری کر لینے کی وجہ سے اس نے مختلف قسم کے امراض ومسائل اپنے لیے پیدا کر لیے ہیں جس سے اس کی طبیعت میں کسی قدر پراگندگی و بیزاری یا جھنجلاہٹ پیدا ہوتی جارہی ہے جس سے بہت سی غلط فہمیاں اور مسائل پیدا ہورہے ہیں اور اس چومکھی لڑائی یا تنِ تنہا تمام معاملات سے خود نبرد آزما ہوتے رہنے کی وجہ سے یہ ابھی تک دوسروں کو آگے بڑھانے یا وقتی فائدے کے کام تو کرتا رہا ہے اپنے جیسے فنی وتکنیکی نائب و جانشین بنانے میں کامیاب نہیں ہوسکا؟

اب رہ گیا یہ راقم الحروف اور اس کا شعبۂ خدمت۔ تو کم از کم عزاداری وسوز خوانی سے وابستگی رکھنے والا ہر شخص اس کی گواہی دے گا کہ مولاؑ کے کرم اور مومنین کی سرپرستی کے طفیل اس احقر نے اپنے سے بہتر بہت سے رضا کار مخلص و ہونہار با صلاحیت نوجوان سوز

سقّہ نہیں چچا تھا، علمدارِ کربلا

زینبؑ کی بے ردائی گوارا اُسے کہاں
آنکھیں حیا سے بند کیے تھا سرِ سناں
نیزے سے گر رہا تھا، علمدارِ کربلا

کس حال میں سکینہؑ ہے زندانِ شام میں
عابدؑ پہ کیا گزرتی ہے یادِ امامؑ میں
اک اک سے پوچھتا تھا، علمدارؑ کربلا

ریحانؔ آج بھی ہے وہی شیر کا بھرم
کھاتا نہیں ہے آج بھی جھوٹی کوئی قسم
رکھتا وہ دبدبہ تھا، علمدارؑ کربلا

☆☆☆☆☆

سُن کے بن میں تری فغاں زینبؑ

سُن کے بن میں تری فغاں زینبؑ
رو دیا ہوگا آسماں زینبؑ

کس طرح پہنچے تیری چادر تک
غم رہے گا ہمیں یہ محشر تک
دستِ قاتل کہاں کہاں زینبؑ

تیغ بھائی پہ تیرے چلتی تھی
کس قدر ہائے تو اکیلی تھی
اُن درندوں کے درمیاں زینبؑ

کیوں نہ جاں دیتا نہر پر غازیؑ
دیکھتی کس طرح وفاداری
تیرے بازو میں رسیاں زینبؑ

رن میں ہمت تیری بندھانے کو
لاشِ اکبرؑ گلے لگانے کو
آگئی ہوگی تیری ماں زینبؑ

بعدِ عباسؑ جلتے خیموں کی
شمر کے ڈر سے سہمے بچوں کی
بن گئی رن میں پاسباں زینبؑ

جاگو جاگو میرے علی اکبرؑ
لُٹ رہی ہے پُھوپھی کی اب چادر
غم کی کھاتی ہے برچھیاں زینبؑ

آؤ عباسؑ جا رہی ہے بہن
بندھ چکی ہے میرے گلے میں رسن
جانبِ قید ہے رواں زینبؑ
بے ردا شور و شین کرنے کو
لاشِ سرورؑ پہ بین کرنے کو
بن میں تنہا تھی نوحہ خواں زینبؑ
بھائی کے بے کفن جنازے پر
آئی ریحانؔ جب وہ ننگے سر
ہوگئی غم سے نیم جاں زینبؑ

☆☆☆☆☆

شبیرؑ کے لاشے پہ سکینہؑ کا تھا نالہ، ہئے ہئے میرے بابا

(انجمن عزائے حسین جعفر طیار)

شبیرؑ کے لاشے پہ سکینہؑ کا تھا نالہ، ہئے ہئے میرے بابا
کیا ذکر غذا کا ابھی کھایا ہے طمانچہ، ہئے ہئے میرے بابا
بابا تیرے اس تیر بھرے سینے پہ قربان اللہ نگہبان
بے گور و کفن دھوپ میں کب تک رہے لاشہ، ہئے ہئے میرے بابا
مقتل میں چلی آئی ہوں خوشبو تیری پا کر اے سبطِ پیمبر
پھیلا ہے یہاں چار طرف غم کا اندھیرا، ہئے ہئے میرے بابا
دامن میں لگی آگ اُتارے گئے گوہر، چھینی گئی چادر
دریا سے پلٹ کر نہیں آیا میرا سقّہ ہئے ہئے میرے بابا
جو زخم ہیں کانوں میں یہ کس کو دکھاؤں اب کس کو بلاؤں

جو گھر سے گیا لوٹ کے واپس نہیں آیا، ہئے ہئے میرے بابا
بیمار برادر میرا بے ہوش پڑا ہے ہر خیمہ جلا ہے
جھولا علی اصغرؑ کا بھی اعدا نے جلایا، ہئے ہئے میرے بابا
کیا تم کو خبر ہے پھوپھی اماں کی بھی چادر باقی نہیں سر پر
بازو میں رسن باندھنے لے آتے ہیں اعدا، ہئے ہئے میرے بابا
سُنتی ہوں کہ اب یاں سے ہمیں جانا ہے زنداں باحال پریشاں
جلتا ہوا صحرا ہے تو کانٹوں بھرا رستہ، ہئے ہئے میرے بابا
دربار میں جاؤں گی تو میں جی نہ سکوں گی فریاد کروں گی
کیا ہوگا کنیزی میں کسی نے مجھے مانگا، ہئے ہئے میرے بابا
ریحانؔ تڑپنے لگا شبیرؑ کا لاشہ جب بولی سکینہؑ
بابا مجھے کوئی بھی نہیں دیتا دلاسہ، ہئے ہئے میرے بابا

☆☆☆☆☆

ترے صدقے یا حسینؑ، ترے صدقے یا حسینؑ

(انجمن فدائے محمدی جعفر طیار)

ابن زہراؑ ابن حیدرؑ یا ثار اللہ
یا مولا یا آقا یا ابا عبداللہ
گونجتی تھی کربلا کے دشت میں پیہم صدا، تیرے صدقے یا حسینؑ
اے شہیدِ بے خطا القتیلِ نینوا، ترے صدقے یا حسینؑ

امتحاں پر امتحاں دے کر نہ گھبرایا کبھی
اِک ترے انکار سے ظالم نہ ٹکرایا کبھی
ہے نجف جاگیر تری ترا مسکن کربلا
ترے صدقے یا حسینؑ، ترے صدقے یا حسینؑ

تھا رواں خونِ ابو طالبؑ تری شریان میں
تذکرہ قرآن میں جس کا سورۂ عمران میں
بولتا قرآن ہے تو مرحبا صد مرحبا
ترے صدقے یا حسینؑ، ترے صدقے یا حسینؑ

تو ہے مجھ سے، میں ہوں تجھ سے، ہے یہی قولِ نبیؐ
مرتبہ سمجھے نہ تیرا مصطفیؐ کے امتی
ماں تری خیرالنساء، بابا تیرا خیبر کشا
ترے صدقے یا حسینؑ، ترے صدقے یا حسینؑ

جھولا جُھلاتے تری کرتے تھے جبرئیل امینؑ
ترا ناقہ خود بنے، مولا امام المرسلیں
رشک فرماتا ہے تجھ پر، آج تک ترا خدا
ترے صدقے یا حسینؑ، ترے صدقے یا حسینؑ

صابر و شاکر لقب ترے سوا کس کو ملا
ابنِ مریمؑ ترے در پر مانگنے آئے شفا
دے دیئے بیٹے کسی کو اور کسی کو پَر عطا
ترے صدقے یا حسینؑ، ترے صدقے یا حسینؑ

عرش والے ترے در سے روٹیاں لیتے رہے
تجھ سے جینے کی ادا اہلِ جہاں لیتے رہے
ترے در سے جھولیاں بھر کر گئے کُل انبیاء
ترے صدقے یا حسینؑ ترے صدقے یا حسینؑ

تو جو چاہے خلد سے پوشاک آجائے تری
تیری خاطر طول دے دیتے ہیں سجدے کو نبیؐ
پیستی تھیں تیری خاطر چکیاں خود فاطمہؑ
ترے صدقے یا حسینؑ، ترے صدقے یا حسینؑ

عصرِ عاشورہ تیرے دل پر قیامت آگئی
ہائے تنہا رہ گیا تُو، مر گئے یاور سبھی
تری جرأت پر ہر اک لاشے سے آتی تھی صدا
ترے صدقے یا حسینؑ، ترے صدقے یا حسینؑ

صبح سے تا عصر لاشے تو اُٹھاتا ہی رہا
نور آنکھوں میں نہیں تھا دل غموں سے چُور تھا
کُند خنجر چلتے چلتے رُک گیا اور بول اُٹھا
ترے صدقے یاحسینؑ، ترے صدقے یاحسینؑ

سر تھا سجدے میں گلے پر ظلم کی تلوار تھی
اِک بہن تھی غمزدہ جو تری پُرسا دار تھی
برسرِ نوک سناں دیکھا تو زینبؑ نے کہا
ترے صدقے یاحسینؑ، ترے صدقے یاحسینؑ

علم، عزت، شان، شوکت، ظرف اور زندہ ضمیر
دے دیئے ریحان کی غربت کو تو نے اے امیر
ہم عزا داروں کو خوش ہوکر خدا نے جو دیا
ترے صدقے یاحسینؑ، ترے صدقے یاحسینؑ

☆☆☆☆☆

ہائے شام نے مار دیا

(انجمن تنظیم حیدری)

ہائے شام نے مار دیا

روضے پہ نبیؐ کے آکے
شانوں کے نیل دکھا کے

زینبؑ یہ بُکا کرتی تھی
ہائے شام نے مار دیا

دکھ شامِ غریباں کے سہہ کر
زندہ رہی غازی کی خواہر
جب برسے اسیروں پر پتھر
سر غازی کا نیزے سے گرا
ہائے شام نے مار دیا

اکبرؑ کا جگر چھلنی دیکھا
صابر کی بہن نے صبر کیا
دُرّوں سے بدن زخمی تھا میرا
میں چُپ تھی مگر محبوبِ خدا
ہائے شام نے مار دیا

تڑخوں میں ہوا اصغرؑ کا گلا
تھا تیر بھی اُس کے قد سے بڑا
بھابی کو دلاسہ میں نے دیا
کرتی رہی میں بے تیغ وغا
ہائے شام نے مار دیا

دامن کو اٹھا کر شاہِ ھدیٰ
جب قاسمؑ کا لائے لاشہ
چھپ چُھپ کے کیا میں نے گریہ
غم اپنا کبھی ظاہر نہ کیا
ہائے شام نے مار دیا

خواں تیار اور پیش کردیئے ہیں جو وقت گزرنے کے ساتھ ہی فنی و تکنیکی طور پر بھی پختہ ہوجائیں گے کراچی و بیرون کراچی ادارۂ ترویجِ سوز خوانی کے سینکڑوں سوز خواں کسی ہدیہ نذرانہ کرایۂ آمدورفت مادی و ظاہری پذیرائی (حتیٰ کہ ناشتہ اور اشتہار میں نام) سے بے پروا باقاعدگی سے اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور آپ یقین جانیں میری اس حقیر سی کوشش و کاوش اور اب تک کی کامیابی میں میرے ان تینوں دوستوں کی سرپرستی و رہنمائی اور اعانت و حوصلہ افزائی کا بہت بڑا حصہ ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ ہم چاروں نے تمام تر نامساعد حالات اور محدود وسائل کے باوجود جتنی محنت کی ہے ہمارے ساتھی نہیں کررہے اب ہر شخص بیک ڈور اور شارٹ کٹ کی تلاش میں ہے؟ جو ایک بڑا المیہ ہے۔

میں اپنے اس مضمون کو تو اپنے ممدوح کے لیے منظوم خراج عقیدت پر ختم کروں گا لیکن اگر اس مضمون اور مجموعۂ کلام کے توسط سے میرا ایک اور پیغام میرے نوجوان ونوآموز اور اس شعبہ (نوحہ گوئی ونوحہ خوانی) کے نوواردان تک پہنچ جائے تو میرا ایک قلمی فریضہ پورا ہوجائے اور نہ صرف میرے بلکہ خود اس مجموعہ کے شاعر و ناشر کے لیے بھی ثواب جاریہ کا باعث ہوجائے گا اور مجھے امید ہے کہ ریحان اعظمی اور محفوظ بک ایجنسی والے عنایت حسین رضوی صاحب ضرور بالضرور میرا مکمل مضمون شاملِ اشاعت فرمائیں گے کہ شاید اس موضوع و ممدوح پر یہ میرا آخری مضمون ہے۔ میرے دوست ریحان میں اتنی ہمت اور وسیع النظری ہے کہ وہ اپنے مجموعہ میں خود اپنے خلاف تنقید بھی چھاپ سکتا ہے اور چھاپتا رہا ہے۔

پچھلے دنوں اپنے شہر سے باہر ایک اجتماع/محفل میں گیا تو اپنی عادت کے مطابق اپنا تعارف کراتے ہوئے عرض کیا کہ میں ایک چھوٹا سا شاعر و سوز خواں سبطِ جعفر ہوں۔ ان حضرات نے از راہِ بندہ پروری و ذرہ نوازی گرم جوشی سے خیر مقدم کرتے ہوئے ایک صاحب نے فرمایا ”ارے بھئی، کمال ہے! آپ کو کون نہیں جانتا؟“ دوسرے صاحب نے فرمایا ”ارے قوم کا بچہّ بچہّ آپ کو جانتا ہے!“ میں نے عرض کیا کہ ”نہیں نہیں بچہّ بچہّ صرف ندیمؔ سرور اور ریحانؔ اعظمی کو جانتا ہے مجھے صرف اچھا بچہّ جانتا ہے!“ اس لیے کہ

جب عونؑ و محمدؑ قتل ہوئے
شبیرؑ اٹھا لائے لاشے
میں شکر کے کرتی تھی سجدے
سر اونچا میرا بچوں نے کیا
ہائے شام نے مار دیا

کیوں مر نہ گئی اب سوچتی ہوں
عابدؑ کا بہا جب آنکھ سے خوں
زندہ رہی میں بے چین و سکوں
شام آگیا جس دم میں نے سنا
ہائے شام نے مار دیا

اُس شہر ستم میں اے نانا
کیا تم سے کہوں کیا حال ہوا
فضہؓ کو کسی نے کچھ نہ کہا
دروں کی ملی زینبؑ کو سزا
ہائے شام نے مار دیا

معصوم سکینہؑ کو نانا
جس وقت کنیزی میں مانگا
منہ تکتی تھی میں اک اک کا
میں کیا کرتی کچھ بس نہ چلا
ہائے شام نے مار دیا

صغراؑ نے سکینہؑ کو پوچھا
میں کیا کہتی رونے کے سوا

جب اُس نے بہت مجبور کیا
تب سر کو جھکا کے میں نے کہا
ہائے شام نے مار دیا

جو شیرِ خدا کی بیٹی تھی
عباسؑ کے تیور رکھتی تھی
جو موت سے بھی اک پل نہ ڈری
اُس بی بی کو ریحانؔ و رضاؔ
ہائے شام نے مار دیا

☆☆☆☆☆

بعدِ عباسؑ دلاور یہ علمبردار ہے

آہنی پوشاک پہنے قافلہ سالار ہے
بعدِ عباسؑ دلاور یہ علمبردار ہے

بے ردائی، بے گھری، بے وارثی، پیاروں کا غم
ہر قدم تازہ مصیبت، ہر گھڑی رنج و الم
نوحہ خواں بیمارؑ پر زنجیر کی جھنکار ہے

غش پہ غش آتے ہیں جلتی ہے زمیں پیروں تلے
راستے پُرخار ہیں یہ ساربان کیسے چلے
سانس کیا ہے قلب پر چلتی ہوئی تلوار ہے

عزمِ شبیری علیؑ کی قوتِ بازو لیے
ایسی راہوں پر رواں ہے آنکھ میں آنسو لیے
سانس لینا پتھروں کو بھی جہاں دشوار ہے

ڈوبنے لگتی ہیں نبضیں کانپنے لگتا ہے دل
اے ہوائے کربلا سجادؑ سے آہستہ مل
زخم تازہ ہیں ابھی زخموں میں خوں کی دھار ہے

ہے ابو طالبؑ کے خوں کا دلولہ کردار میں
تیغ خطبوں کی چلا سکتا ہے یہ دربار میں
اِس کے قبضے میں ابھی بھی وقت کی رفتار ہے

اس کے سجدے آبروئے سجدۂ معبود ہیں
اس کے سینے میں شریعت کے گہر موجود ہیں
اس کی لہجے میں نہاں قرآن کی گفتار ہے

دفن کرتا ہے سکینہؑ کو بندھے ہاتھوں کے ساتھ
اِک تو زنداں اندھیرا اور دن بھی مثلِ رات
یاعلیؑ بیمار کو اس دم مدد درکار ہے

ہر عزا خانے میں ریحانؔ عزا نوحہ گری
یہ سعادت تجھ کو اک بیمار کے دم سے ملی
ہر گھڑی لفظوں میں ترے کربلا بیدار ہے

☆☆☆☆☆

بھائی ترا نہیں رہا صغرؑا نہ انتظار کر

بھائی ترا نہیں رہا صغرؑا نہ انتظار کر
بابؑا شہید ہوگیا صغرؑا نہ انتظار کر

خونِ جگر سے خط کئی، مانا کہ تُو نے لکھ دیئے
در پر کسی جواب کا صغرؑا نہ انتظار کر

وعدہ کیا تھا بھائی نے ملنے ضرور آئے گا
روکا اجل نے راستہ صغرؑا نہ انتظار کر

گھر سے جو قافلہ گیا ماہِ رجب میں کربلا
کرب و بلا میں لُٹ گیا صغرؑا نہ انتظار کر

ارمان دل سے بھائی کی شادی کے اب نکال دے
سہرا لُہو میں تر ہوا صغرؑا نہ انتظار کر

بیٹی ہے تو امامؑ کی اتنی تو ہے خبر تجھے
کہتی ہے تجھ سے کیا ہوا صغرؑا نہ انتظار کر

وہ خاک خون ہوگی وقتِ سفر جو شہؑ نے دی
کر طاق پر نظر ذرا صغرؑا نہ انتظار کر

اک خواب دردناک جو دیکھا تھا تو نے رات کو
تعبیر اُس کی ہوگی کیا صغرؑا نہ انتظار کر

آباد کربلا ہوئی تیرے پدرؑ کے خون سے
تیرا تو گھر اُجڑ گیا صغرؑا نہ انتظار کر

مرقد پہ فاطمہؑ کے جا دُکھڑا بتولؑ کو سنا
آتی ہے کان میں صدا صغرؑا نہ انتظار کر

ریحانؔ سانس رُک گئی صغرؑا کی ہائے اُس گھڑی
قاصد نے آکے جب کہا صغرؑا نہ انتظار کر

☆☆☆☆☆

علَم سے مانگو، تو سب ملے گا

(انجمن دستۂ پنجتنیؑ)

نبیؐ ملے گا، علیؑ ملے گا، علیؑ ملے گا تو رب ملے گا
علَم سے مانگو، تو سب ملے گا

علَم کی عظمت رسولؐ سے سن
ہوا کو دیتا ہے یہ توازن
علَم یہ اسلام کا علَم ہے
بلندیوں میں فلک بھی کم ہے
اِسی کے نیچے اب ملے گا
علَم سے مانگو تو سب ملے گا

قرارِ قلبِ جنابِ زہرؑا
اسی علَم کا تو ہے پھریرا
جو اس کو چُھو لے وہی ہے غازی

یہ بے وفا کا نہیں ہے ساتھی
شرافتوں کے سبب ملے گا
علَم سے مانگو تو سب ملے گا

صدائے کُن سُن کہ یہ کھلا تھا
اسی کے نیچے فلک بنا تھا
فلک کے نیچے کھڑے فرشتے
بحکمِ ربّی یہ کہہ رہے تھے
جہاں ملے گا یہ جب ملے گا
علَم سے مانگو تو سب ملے گا

حسینیتؑ کا بھرم علَم ہے
عظیم ہے محترم علَم ہے
غم و الم سے علَم بچائے
بوقتِ مشکل بھی کام آئے
کبھی نہ سوچو کہ کب ملے گا
علَم سے مانگو تو سب ملے گا

نبیؐ نے نادِ علیؑ سمجھ کر
علَم سجایا میانِ خیبر
بنا دیا لافتیٰ علیؑ کو
تھا جس کا منصب دیا اُسی کو
حَسب ملے گا نَسب ملے گا
علَم سے مانگو تو سب ملے گا

ہے اس کا سایہ وفا کا سایہ
وفا کا سایہ خدا کا سایہ

ابو ترابؑی ہے شان اِس کی
ثناء کروں کیا بیان اس کی
عجم سے تا بہ عرب ملے گا
علَم سے مانگو تو سب ملے گا

لہو میں ڈوبا جو کربلا میں
مہک بڑھی اور بھی وفا میں
ردائے زینبؑ یہی علَم تھا
جنابِ سجادؑ کا حشم تھا
یہ دستِ مہدیؑ میں اب ملے گا
علَم سے مانگو تو سب ملے گا

ہے زندگی کا چراغ مدہم
کہیں سے لا دو چچا کا پرچم
ملے جو زندان کے اندھیرے
لبِ سکینہؑ یہ کہہ رہے تھے
سکوں اندھیرے میں تب ملے گا
علَم سے مانگو تو سب ملے گا

حسنؔ یہ حُسنِ کلام بھی ہے
عقیدتوں کا امام بھی ہے
عقیدہ ریحانؔ اعظمی کا
شعور دیتا ہے زندگی کا
جہاں میں اعلیٰ لقب ملے گا
علَم سے مانگو تو سب ملے گا

چہلم غریب بھائی کا زینبؑ منائے گی

(انجمن غلامان ابن حسنؑ)

جب قید سے رہائی ملی چین پائے گی
چہلم غریب بھائی کا زینبؑ منائے گی

پہلے وطن نہ جائے گی زہرا کی لاڈلی
ماتم کرے گی قریہ بہ قریہ گلی گلی
فرشِ عزا حسینؑ کے غم میں بچھائے گی

وعدہ کیا تھا بھائی سے زنداں سے چھوٹ کر
آؤں گی کربلا ترا گودی میں لے کے سر
تن سے سرِ بریدہ کو آکر ملائے گی

تعمیر قبر کے لئے پانی بھی چاہئے
جو سو گیا ہے نہر پہ اک مشک کو لیے
پہلے تو جا کے نہر پہ اس کو جگائے گی

قبروں پہ پھول کیسے چڑھائے گی غمزدہ
کیا رہ گیا ہے پاس گُلِ اشک کے سوا
اشکوں کے پھول پلکوں پہ رکھ کر سجائے گی

کتبوں پہ نام لکھے گی اک اک شہید کا
خونِ جگر سے لکھے گی روداد کربلا
بچوں پہ پہلی بار وہ آنسو بہائے گی

اصغرؑ کی قبر پر کبھی اکبرؑ کی لاش پر
پامال ایک دولہا کے ٹکڑوں کو ڈھونڈ کر
نوحہ کرے گی سینہ زنی کرتی جائے گی

قبروں پہ فاتحہ جو پڑھے گی بصد بُکا
دیکھے گی بازووں کو اور کبھی ردا
داغِ رسن کو اپنی ردا سے چھپائے گی

ریحانؔ جب وطن کی طرف ہوگا یہ سفر
کیا کیا نہ یاد آئے گا بے بھائیوں کا گھر
کس طرح ہائے قبرِ محمدؐ پہ جائے گی

☆☆☆☆☆

نہ آیا پھر نہ آیا گھر پلٹ کر نینوا والا مسافر، کربلا والا مسافر

(انجمن مخدومۂ کونین)

کہاں تک صبر کرتا بے وطن تھا بے خطا بھی تھا
وہ پیاسہ تھا لب دریا مگر وہ جانتا بھی تھا
اُلٹ سکتا ہے دشمن کا رسالہ یہ خدا والا مسافر

سفر کی سختیاں سہہ کر خدا کا شکر کرتا تھا
زمینِ گرم پر سجدہ سرِ مقتل جو کرتا تھا
وہ کہتا تھا سرِ نیزا چلے گا شام تک روتا مسافر

مسافر کے لئے پانی بھی سایہ بھی ضروری ہے
بِنا پانی سفر میں زندگی ہوتی ادھوری ہے

بنا پانی، بنا سایہ چلا ہے مصطفیٰ والا مسافر

کہیں جنگل کہیں صحرا کہیں لٹنے کا خطرہ ہے
سفر میں بیٹیاں بہنیں ہیں اک چھوٹا سا بچہ ہے
رواں ہے سوئے منزل سیدہ کی گود کا پالا مسافر

اُسے چلنا ہے کعبے کی حفاظت کا علم لے کر
جھکا سکتا نہیں اس کو کہیں بھی ظلم کا لشکر
نبیؐ والا، خدا والا، علیؑ والا بڑا سچا مسافر

اگر تو لاکھ کے لشکر سے تنہا جنگ ہوجائے
کمر ٹوٹی ہوئی ہو پھر بھی وہ اک پل نہ گھبرائے
ضعیفی میں کلائی موت کی ہے موڑنے والا مسافر

اذانِ عصر سن کر سجدۂ آخر کی تیاری
شہادت کی طلب میں جو مدینے سے ہوا جاری
سفر وہ مستقل ہے تھک نہیں سکتا سرِ نیزا مسافر

سر نیزا ہو یا پیدل سفر تو ہے سفر آخر
پسِ شام غریباں کر گئے اہلِ حرم ظاہر
لہو میں ڈوب کر چلتا رہے گا بیڑیوں والا مسافر

سفر کرتا ہوا ریحانؔ یہ نوحہ مسافر کا
حضورِ ثانی زہراؑ سرِ محشر جو پہنچے گا
سُنے گا خود بھی آ کر خُلد میں سہ روز کا پیاسا مسافر

پردیس جانے والے بابا نہ دل دکھانا، صغراؑ کو ساتھ لے لو

پردیس جانے والے بابا نہ دل دکھانا، صغراؑ کو ساتھ لے لو
تم جانتے ہو تم بن کیا ہوگا حال میرا صغراؑ کو ساتھ لے لو

بیمار ہوں تو کیا ہے، قسمت میں گر شفا ہے
عمّوں کے اس علم کی جب ساتھ میں ہوا ہے
کچھ بھی نہ مجھ کو ہوگا، صغراؑ کو ساتھ لے لو
میں کیسے جی سکوں گی بس اتنا پوچھتی ہوں
سب جا رہے ہیں گھر سے میں سب کو تک رہی ہوں
کوئی نہیں یہ کہتا، صغراؑ کو ساتھ لے لو
گرمی کے دن ہیں بابا شاید ملے نہ سایہ
اصغرؑ بہت ہے چھوٹا، آنچل کا اس پہ صغراؑ
کرتی چلے گی سایہ، صغراؑ کو ساتھ لے لو
نظریں چُرا رہے ہیں جو ساتھ جا رہے ہیں
بیمار کی اذیت، یوں بھی بڑھا رہے ہیں
توڑو نہ دل ہمارا، صغراؑ کو ساتھ لے لو
تنہا اگر ہے جانا کر لیجیے ایک وعدہ
خط کا جواب دیں گے ملتے ہی خط ہمارا
اب نہ کہوں گی بابا، صغراؑ کو ساتھ لے لو
اکبرؑ سے کیا شکایت اماں سے کیا گلہ ہے
تم کربلا چلے ہو، دل میرا کربلا ہے

ہے کربلا سے ملنا، صغرا کو ساتھ لے لو
ریحان خواب دیکھا بیمار و غمزدہ نے
حق کے نبیؐ چلے ہیں کرب و بلا تڑپتے
بولی وہ کر کے گریہ، صغراؑ کو ساتھ لے لو

☆☆☆☆☆

مظلومیت کے محورِ، عباسؑ اور سکینہؑ

(انجمن غلامان ابن حسنؑ، لانڈھی)

مظلومیت کے محور، عباسؑ اور سکینہؑ
غم کے ہیں دو سمندر، عباسؑ اور سکینہؑ

اِک موج تشنگی ہے، اِک تشنگی کا دریا
اِک پیاس کی علامت، اک روح تک ہے پیاسا
احسان کربلا پر، عباسؑ اور سکینہؑ

اک وارثِ علَم ہے، اک ہے الَم رسیدہ
اک دوسرے کے غم میں، دونوں ہیں آبدیدہ
صبر و وفا کا پیکر، عباسؑ اور سکینہؑ

پیاری ہے یہ چچا کی، اس پر چچا ہے قرباں
یہ آیتِ سکون ہے، وہ ہے وفا کا قرآں
دونوں قرارِ حیدرؑ، عباسؑ اور سکینہؑ

اُس کا سفر سناں پر، کانٹوں پہ یہ چلی ہے
نیزے سے وہ گرا ہے، یہ اونٹ سے گری ہے
زخموں میں ہیں برابر، عباسؑ اور سکینہؑ

اِس کے بندھے ہیں بازو، اُس کے جدا ہیں بازو
اِس کے لگے طمانچے، وہ رویا خوں کے آنسو
کنبے کے غم میں، مُضطر عباسؑ اور سکینہؑ

وہ کربلا کا غازی، یہ شام کی ہے قیدی
تلوار اُس کی پیاسی، اُس کی تھی مشک پیاسی
پیاسے ہیں تابہ محشر، عباسؑ اور سکینہؑ

اِک سیدہؑ کا اور اک حیدرؑ کا بچپنا ہے
اِک عکسِ فاطمہؑ اِک عکسِ مرتضیٰؑ ہے
زندہ ہیں دونوں مر کر، عباسؑ اور سکینہؑ

لگتی ہیں اب سبیلیں، دونوں کا نام لے کر
اک شام کی ہے زہراؑ، اک کربلا کا حیدرؑ
تقسیم کارِ کوثر، عباسؑ اور سکینہؑ

رشتوں کی پاسداری ان سے زمانہ سیکھے
ایسے چچا بھتیجی پہلے کبھی نہ دیکھے
رشتوں کے ہیں پیمبر، عباسؑ اور سکینہؑ

ریحان کیوں نہ لکھوں اشکوں سے اپنے نوحہ
یہ واقعہ عجب ہے تاریخ کربلا کا
تنہا تھے مثلِ لشکر عباسؑ اور سکینہؑ

☆☆☆☆☆

عمّو مجھے پیاس لگی ہے

(انجمن دستۂ پنجتنیؑ)

کہتی تھی رو کر بالی سکینہؑ
ہوگیا مشکل اب میرا جینا
عمّو مجھے پیاس لگی ہے

سہ روز کی پیاسی ہوں اک اک کو بتاتی ہوں
کوئی بھی نہیں سنتا رو رو کے سناتی ہوں
آیا ہے لبوں پر دم، کرتے ہیں حرم ماتم
چارطرف تشنہ لبی ہے، عمّو مجھے پیاس لگی ہے

یہ کیسی ہے مہمانی، ہے بند جہاں پانی
پانی کے لئے ترسے، پردیس میں سیدانی
ہم مالک کوثر ہیں، ناموسِ پیمبر ہیں
آنکھ لہو رونے لگی ہے، عمّو مجھے پیاس لگی ہے

سوکھی ہے زباں میری، بے تاب ہے اصغرؑ بھی
وہ سامنے دریا ہے، پھر دیر ہے یہ کیسی
لو مشک و علم جلدی، فریاد سنو میری
اب سانس میری ٹوٹ رہی ہے، عمّو مجھے پیاس لگی ہے

سقائی، علمداری، خودداری، وفاداری
یہ آپ کے منصب ہیں، میں آپ کی ہوں پیاری
دریا کی طرف جاؤ، اک بوند ہی لے آؤ
دو بوند کی ہی تشنہ لبی ہے، عمّو مجھے پیاسی لگی ہے

کب تم کو گوارا تھا، رونا جو ہمارا تھا
تم دوڑ کے آتے تھے، جب میں نے پکارا تھا
میں کب سے بلاتی ہوں، آنسو بھی بہاتی ہوں
ہر سانس میری بول رہی ہے، عمّو مجھے پیاس لگی ہے

تم حیدرِ ثانی ہو، دادا کی جوانی ہو
ساحل پہ بھی قبضہ ہو، اور چلو میں پانی ہو
پھر بھی نہ ملے پانی، بڑھنے لگی حیرانی
سینے میں میرے آگ لگی ہے، عمّو مجھے پیاس لگی ہے

میں نے تمہیں بابا سے بے چینی میں رو رو کے
یہ مشک دلائی تھی، تم بھی یہی کہتے تھے
مشکیزہ ہمیں لا دو، اور اذن بھی دلوا دو
تم کو اجازت بھی ملی ہے، عمّو مجھے پیاس لگی ہے

یہ پیاس میں سہہ لوں گی، کچھ بھی نہیں بولوں گی
پانی جو نہیں آیا، میں اشک ہی پی لوں گی
دل کٹنے لگا میرا، اب غم نے مجھے گھیرا
اصغرؑ کی صدا گونج رہی ہے، عمّو مجھے پیاس لگی ہے

اے عمو جو اصغرؑ کو بے شیر برادر کو
جلدی نہ ملا پانی، بانوؑ کے گلِ تر کو
میں جان سے جاؤں گی، خود نہر پہ آؤں گی
اب آس میری چھوٹ رہی ہے، عمو مجھے پیاس لگی ہے

ریحانؑ و حسنؑ ہر دم، اک سوگ کا ہے عالم
رُکتے ہی نہیں آنسو، تھمتا ہی نہیں ماتم
دریا کی ہواؤں میں، نوحے کی صداؤں میں
آواز یہی گونج رہی ہے، عمو مجھے پیاس لگی ہے

☆☆☆☆☆

عباسؑ سدھارو، مرے غمخوار سدھارو

(انجمن لشکر عباس، حیدرآباد)

شہؑ پہ عباسؑ نے جب پیاس کی شدت دیکھی
سب عزیزوں کی رفیقوں کی شہادت دیکھی
اور کملائی سکینہؑ کی جو صورت دیکھی
کبھی دریا تو کبھی مشک بہ حسرت دیکھی

کہتے تھے اب ہمیں مولا میرے عزت دیجئے
دد گھڑی نہر پہ جانے کی اجازت دیجئے

بولے حسینؑ جاؤ علمدارؑ سدھارو
لو مشک و علم اے میرے غمخوار سدھارو

دریا پہ لڑائی کا قرینہ نہیں کرنا
تم بہر خدا بہر سکینہؑ نہیں لڑنا
پانی کے لئے ٹھیک نہیں جان کو ہارو
عباسؑ سدھارو، مرے غمخوار سدھارو

ہم جانتے ہیں لوٹ کے آنا نہیں تم کو
تھا اس کے سوا کوئی بہانہ نہیں تم کو
پانی کے بہانے ہمیں بے موت نہ مارو
عباسؑ سدھارو، مرے غمخوار سدھارو

تلوار لڑائی کے لئے ہوتی ہے بھائی
یہ نیزا حفاظت کے لئے کافی ہے بھائی

جب جنگ نہیں کرنی تو ہتھیار اتارو
عباسؑ سدھارو، مرے غمخوار سدھارو

ہے دھوپ کڑی سائے کی خاطر یہ علم لو
زینبؑ تمہیں رخصت کرے کچھ دیر کو دم لو
مجھ میں تو یہ ہمت نہیں تم خود ہی پکارو
عباسؑ سدھارو، مرے غمخوار سدھارو

سینے سے لگو ہاتھوں پہ مل لینے دو آنکھیں
ڈالے رہو کچھ دیر گلے میں میرے بانہیں
ہم بھائی ہیں کہہ کر ہمیں تم بھائی پکارو
عباسؑ سدھارو، مرے غمخوار سدھارو

اچھا نہیں بھائی کی کمر توڑ کے جانا
پانی کے لئے دیکھو کہیں خوں نہ بہانا
زینبؑ ذرا عباسؑ کا صدقہ تو اُتارو
عباسؑ سدھارو، مرے غمخوار سدھارو

ہم کیسے جئیں گے یہ تفکر نہ کرو تم
خنجر تلے ہم ہوں گے تصور نہ کرو تم
یہ وقت جدائی ہے سرِ نہر گزارو
عباسؑ سدھارو، مرے غمخوار سدھارو

پھر سوئے فلک رُخ کیا رو رو کے پکارے
اے آسماں سب چھین گئے بے کس کے سہارے
مل کر میرے ہمراہ کہو تم بھی ستارو
عباسؑ سدھارو، مرے غمخوار سدھارو

کہنے لگے دریا سے جگر آتا ہے میرا
پانی پہ لگا رکھا ہے کفار نے پہرا
غازی کو بچانا میرے اے نہر کے دھارو
عباسؑ سدھارو، مرے غمخوار سدھارو

ریحانؑ علمدارِ وفا ہوگیا رخصت
شبیرؑ پہ پردیس میں ٹوٹی وہ قیامت
کہنے لگے اب نام نہ لو پانی کا پیاسو
عباسؑ سدھارو، مرے غمخوار سدھارو

☆☆☆☆☆

پکاری زینبؑ کہاں ہو بابا، حسینؑ مرنے کو جارہے ہیں

(انجمن لشکر عباسؑ، حیدرآباد)

پکاری زینبؑ کہاں ہو بابا، حسینؑ مرنے کو جارہے ہیں
خبر لو اب جلد اماں زہراؑ، حسینؑ مرنے کو جارہے ہیں

لباس کہنہ پہن چکے ہیں
سوار گھوڑے پہ ہو رہے ہیں
تڑپ کے اکبرؑ کو ہے پکارا
حسینؑ مرنے کو جا رہے ہیں

بدن ہے زخمی جگر ہے زخمی
فگار سینہ کمر ہے زخمی

نجانے کیوں اب وہ سوئے دریا
حسینؑ مرنے کو جارہے ہیں

پسر کے خوں سے کیا وضو ہے
خدا سے اپنے یہ گفتگو ہے
بس اب کروں گا طویل سجدہ
حسینؑ مرنے کو جارہے ہیں

سکینہؑ لپٹی ہوئی قدم سے
یہ کہہ رہی ہے شہِ اُمم سے
ابھی پھوپھی نے مجھے بتایا
حسینؑ مرنے کو جارہے ہیں

خموش ہے ذوالجناحِ سرورؑ
کھڑا ہوا ہے نظر جھکا کر
یہ کہہ کر زینبؑ سے خوب رویا
حسینؑ مرنے کو جارہے ہیں

سلام کرکے بہن کو اپنی
فضا میں کچھ دیر گفتگو کی
ہوا میری ماں سے یہ نہ کہنا
حسینؑ مرنے کو جارہے ہیں

وہ ماں وہ چکی چلانے والی
سنا کے لوری سُلانے والی
یہ سُن کے روئے گی بن میں تنہا
حسینؑ مرنے کو جارہے ہیں

تڑپ تڑپ کے اُٹھے گا غازی
فرات پر جو خبر یہ پہنچی
بہن کو پیغام دے کے اپنا
حسینؑ مرنے کو جارہے ہیں

نہ کوئی سجادؑ کو جگائے
خدارا کوئی نہ یہ بتائے
ترے حوالے ہے اب سکینہؑ
حسینؑ مرنے کو جارہے ہیں

ہے منتظر جو وطن میں صغراؑ
ہے انتظار اُس کو نامہ بر کا
جوابِ خط میں لکھا ہوا تھا
حسینؑ مرنے کو جارہے ہیں

عجیب غم ہے ریحانؑ و جعفرؑ
بچھا ہے فرشِ عزا زمیں پر
ہے شور ماتم فلک پہ برپا
حسینؑ مرنے کو جارہے ہیں

☆☆☆☆☆

اے چھوٹی سی زہراؑ، اے ننھی سی زہراؑ

(انجمن مخدومۂ کونین)

اے چھوٹی سی زہراؑ، اے ننھی سی زہراؑ
غمزدہ زینبؑ نسب، تشنہ دہاں بے سائباں

اے بے نوا زخمی گلا، یہ کمسنی اور یہ جفا
ہئے ہئے تری بے چارگی، بے وارثی اور بے ردا
باباؑ ترا مقتل میں ہے مارا گیا ترا چچا
اے چھوٹی سی زہراؑ، اے ننھی سی زہراؑ
پردیس ہے اور تشنگی غم سے بھری ہے زندگی
رخسار ہیں خوں سے بھرے ننھی سی چادر چھن گئی
پھولوں پہ چلتی تھی کبھی، کانٹوں پہ اب پیدل چلی
اے چھوٹی سی زہراؑ، اے ننھی سی زہراؑ
دامن جلا، دُرّے لگے، کھائے طمانچے شمر کے
غازی نہیں، اکبرؑ نہیں، بی بی کسے آواز دے
پُرسا لہو کا کیوں نہ دیں، ہم ماتمی رو کر تجھے
اے چھوٹی سی زہراؑ، اے ننھی سی زہراؑ
منظر بڑا غمناک ہے اور وقت بھی سفاک ہے
بھائی ترا بیمار ہے غم سے کلیجہ چاک ہے
نرغہ ہے اہلِ رجس کا تو سیّدہؑ ہے پاک
اے چھوٹی سی زہراؑ، اے ننھی سی زہراؑ

مانگے کنیزی میں تجھے جرأت تھی دنیا میں کسے
لیکن اکیلا جان کے اہلِ جفا کہنے لگے
اے لاڈلی شبیرؑ کی یہ غم بھی سہنا ہے تجھے
اے چھوٹی سی زہراؑ، اے ننھی سی زہراؑ
شامِ غریباں کی سحر ہوگی نہ بی بی عمر بھر
یہ کربلا سے شام تک کانٹوں بھرا جو ہے سفر
کرنا ہے طے ماتم کناں نوحہ کناں اور بے پدر
اے چھوٹی سی زہراؑ، اے ننھی سی زہراؑ
تیرے سوا زنداں سے ہو جائیں گے سب ہی رہا
نہ ختم ہوگی مر کے بھی اے بے وطن تری سزا
لے کر لحد میں جائے گی زخمی بدن زخمی گلا
اے چھوٹی سی زہراؑ، اے ننھی سی زہراؑ
محفوظ فتنوں سے رہیں دنیا میں سب اہلِ عزا
ہوتی رہے مجلس تری برپا رہے ماتم ترا
باب الحوائج کی بہن زخمی لبوں سے کر دُعا
اے چھوٹی سی زہراؑ، اے ننھی سی زہراؑ
ریحانؔ اور رضوانؔ کا ہدیہ یہ اشک و آہ کا
پہنچے ترے دربار میں نوحے کا ہوگا حق ادا
ہم کو نہیں درکار ہے کوئی صلہ اس کے سوا
اے چھوٹی سی زہراؑ، اے ننھی سی زہراؑ

☆☆☆☆☆

عباسؑ چلے آؤ، عباسؑ چلے آؤ، اب اور نہ تڑپاؤ

(اکبر بھائی، گلستان جوہر)

عباسؑ چلے آؤ، عباسؑ چلے آؤ، اب اور نہ تڑپاؤ
رو رو کے ہمشیر نے کہا عباسؑ چلے آؤ

پیاسوں کے لئے پانی درکار ہے اے بھائی
ڈسنے لگی اب ہم کو پردیس میں تنہائی
تم نہر پہ سوتے ہو ہم کیا کریں بتلاؤ
عباسؑ چلے آؤ، عباسؑ چلے آؤ، اب اور نہ تڑپاؤ
یہ شامِ غریباں ہے ہمشیر پریشاں ہے
بھیا میری چادر کے لٹ جانے کا ساماں ہے
اجڑی ہوئی بہنا ہے لِلّٰہ ترس کھاؤ
عباسؑ چلے آؤ، عباسؑ چلے آؤ، اب اور نہ تڑپاؤ
کیوں بھیج دیا بھائی نرغوں میں علم اپنا
گھر چھوڑ کے تم شب کو دریا پہ نہیں رہنا
اب روتی سکینہؑ کو آکر تمہی بہلاؤ
عباسؑ چلے آؤ، عباسؑ چلے آؤ، اب اور نہ تڑپاؤ
میں تیرے سہارے ہی پردیس میں آئی تھی
تو نے ہی میرے بھیا چادر یہ اوڑھائی تھی
چھنتی ہے ردا سر سے اب نیند سے اُٹھ جاؤ
عباسؑ چلے آؤ، عباسؑ چلے آؤ، اب اور نہ تڑپاؤ

جلتے ہوئے خیموں سے اُٹھتا ہے دھواں پیہم
سہمے ہوئے بچے ہیں کرتے ہیں حرم ماتم
اب آکے نہ جاؤ گے زہراؑ کی قسم کھاؤ
عباسؑ چلے آؤ، عباسؑ چلے آؤ، اب اور نہ تڑپاؤ
تصویر ہے زہراؑ کی بھائی کی نشانی ہے
آنسو ہیں آنکھوں میں دریا کی روانی ہے
پانی جو نہیں ملتا تم مشک ہی لے آؤ
عباسؑ چلے آؤ، عباسؑ چلے آؤ، اب اور نہ تڑپاؤ
اب کل جو سحر ہوگی زنداں میں بسر ہوگی
پوشاک اسیروں کی سب خون میں تر ہوگی
تم ساتھ چلو بھیّا دریا پہ نہ رہ جاؤ
عباسؑ چلے آؤ، عباسؑ چلے آؤ، اب اور نہ تڑپاؤ
میں سنگ کی بارش میں بازار سے گزروں گی
اے بھائی رسن بستہ دربار میں پہنچوں گی
کیا گزرے گی عابدؑ پر اب کچھ تمہی بتلاؤ
عباسؑ چلے آؤ، عباسؑ چلے آؤ، اب اور نہ تڑپاؤ
مشکل ہے بہت نوحہ یہ میری اسیری کا
ریحانؔ ہے مشکل میں لکھ سکتا نہیں نوحہ
تم بابِ حوائج ہو نوحہ تمہی لکھواؤ
عباسؑ چلے آؤ، عباسؑ چلے آؤ، اب اور نہ تڑپاؤ

☆☆☆☆☆

جائیں گے وطن جائیں گے

(انجمن فدائے محمدی، جعفر طیار)

قید سے رہا ہو کے
پہلے کربلا ہو کے
شاہِ دیں کے چہلم کے
فرض سے ادا ہو کے
جائیں گے وطن جائیں گے

بے کفن جنازوں کو
دفن کرکے لاشوں کو
بعدِ فاتحہ خوانی
رو کے اپنے پیاروں کو
جائیں گے وطن جائیں گے

ہر شہید پر گریہ
کرکے ثانی زہرا
کہہ رہی ہے عابدؑ سے
اذن لے کے غازی کا
جائیں گے وطن جائیں گے

اے بنی اسد والو
نوجوان اور بچو
شکریہ خدا رکھے
دو دعائیں اب ہم تو
جائیں گے وطن جائیں گے

اپنا حال بتلانے
زخم اپنے دکھلانے
مرقدِ محمدؐ پر
ابرِ اشک برسانے
جائیں گے وطن جائیں گے

کچھ سفر کی سوغاتیں
ساتھ لے کے کچھ یادیں
قبرِ سیدہؑ پر ہم
کہنے شام کی باتیں
جائیں گے وطن جائیں گے

نیل بازوں پر ہیں
زخم گردنوں پر ہیں
قرض وہ ادا ہوں گے
وہ جو آنسوؤں پر ہیں
جائیں گے وطن جائیں گے

ہائے اپنی بستی میں
کس کی سرپرستی میں
کھو کے اپنے پیاروں کو
ظلمتوں کی پستی میں
جائیں گے وطن جائیں گے

منتظر جو ہے صغراؑ
لے کے نام اکبرؑ کا
کیا جواب ہم دیں گے

کیسے سامنا ہوگا
جائیں گے وطن جائیں گے

قید میں سکینہؑ ہے
چاک غم سے سینہ ہے
اب سفر بنا اُس کے
جانب مدینہ ہے
جائیں گے وطن جائیں گے

گود میں نہیں اصغرؑ
ساتھ میں نہیں اکبرؑ
قبرِ فاطمہؑ پر ہم
کس طرح بنا سرورؑ
جائیں گے وطن جائیں گے

ہم تو رو نہیں پائے
قید میں بھی ہو آئے
روئیں گے تڑپ کر جب
ملنے آئے ہمسائے
جائیں گے وطن جائیں گے

اے ریحانؔ یہ نوحہ
سن کے عرش روتا تھا
سیدہؑ کی بیٹی نے
جس گھڑی کہا ہوگا
جائیں گے وطن جائیں گے

یہ اشکوں سے صغراؑ نے خط میں لکھا ہے

(انجمن زینبیہ، بمبئی)

یہ اشکوں سے صغراؑ نے خط میں لکھا ہے
چلے آؤ بابا کہ دل ڈوبتا ہے
نظر چاند جب سے محرم کا آیا
سکون ایک لمحہ نہیں دل نے پایا
مزارِ محمدؐ لرزنے لگا ہے

یہ تنہائی اب مجھ کو ڈسنے لگی ہے
نظر ہر گھڑی میری در پر لگی ہے
دیا آس کا اب تو بجھنے لگا ہے
ہوئے کتنے دن تم نے خط بھی نہ لکھا
ہے بیمار کا حال کیسا نہ پوچھا
مُقدر میں صُغراؑ کے آہ و بُکا ہے

اذاں سُن کے دل ڈوب جاتا ہے بابا
مجھے یاد آتا ہے اکبرؑ کا لہجہ
کیا تھا جو وعدہ وہ کیا ہوگیا ہے
نہ عونؑ و محمدؑ نہ اصغرؑ نہ باقرؑ
رُلاتا ہے خالی سکینہؑ کا بستر
ارے میرے دل میں قیامت بپا ہے

جُدا جیتے جی ہوگیا مجھ سے کنبہ
ابھی عید کا دن بھی رو کر گزرا

نہ پوشاک بدلی نہ آب و غذا ہے
کوئی جاکے اکبرؑ کو بس یہ خبر دے
چلے جانا صُغراؑ سے اک بار مل کے
یہ گھر اب لحد جیسا لگنے لگا ہے
پھوپھی سے یہ اُمید مجھ کو نہیں تھی
کہ وہ بھی نہ لیں گیں خبر آکے میری
یہی ایک شِکوہ یہی اک گِلا ہے
تھا ریحانؔ و عمرانؔ نوحہ مسلسل
بپا قلبِ صغراؑ میں رہتی تھی ہلچل
وہ کہتی تھی جینا تو مثلِ سزا ہے

☆☆☆☆☆

نبیؐ کے لعل سے اک عہد اِس گھڑی کرلو

(انجمن تنظیم امامیہ)

غریبِ فاطمہ زہراؑ جو کربلا پہنچا
اُتر کے گھوڑے سے مولا نے خاک کو سونگھا
کہا بہن سے بنے گا یہیں مزار میرا
اِسی زمین پہ پیاسا کٹے گا میرا گلا

زمین جس کی ہے قیمت اُسے ادا کردوں
بنی اسد کو بلاؤ یہ فیصلہ کردوں

زمیں خرید کے بولے بنی اسد سے حسینؑ
حسینؑ نام ہے میں ہوں دل رسولؐ کا چین
پڑے گا رن یہاں اک کفر و دین کے مابین
کٹے گا کنبہ میرا، ماں بین میری کرے گی
تم اپنے بچوں کے ذمے یہ کام کردینا
ہمارے دفن کا کچھ انتظام کردینا

سُنو سُنو اے جوانوں بنی اسد والو
نبیؐ کے لعل سے اک عہد اِس گھڑی کرلو
تمہیں خبر ہے غریب الوطن حسینؑ ہوں میں
نبیؐ اول و آخر کا نور عین ہوں میں
میں تم سے یہ نہیں کہتا شریکِ جنگ رہو
نبیؐ کے لعل سے اِک عہد اس گھڑی کرلو
یہ اہل کفر ہیں سب میرے خون کے پیاسے
ہٹائے جائیں گے دریا سے جب مرے خیمے
بُکا سے تم میرے بچوں کو آبِ سرد نہ دو
نبیؐ کے لعل سے ایک عہد اِس گھڑی کرلو
شہید ہوں گے یہاں پر پسر تمام میرے
کٹیں گے قاسم و عباسؑ و عونؑ کے بھی گلے
میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ تم جہاد کرو
نبیؐ کے لعل سے اِک عہد اِس گھڑی کرلو
کٹیں کے بازوئے عباسؑ جب لبِ دریا
زمین گرم پہ ہوجائے گا علم ٹھنڈا

میں تم سے یہ نہیں کہتا علَم اُٹھا کے چلو
نبیؐ کے لعل سے اِک عہد اِس گھڑی کرلو

میری سکینہؑ بہت دُکھ اُٹھائے گی یاں پر
لعیں رلائیں گے زینبؑ کی چھین کے چادر
جو ہوسکے تو اُڑا دینا خاک پردے کو
نبیؐ کے لعل سے اِک عہد اس گھڑی کرلو

میرا جواں علی اکبرؑ بھی مارا جائے گا
جب اُس کے قلب میں ٹوٹے گا آہنی نیزا
نہ آنا لاش میرے لعل کی اُٹھانے کو
نبیؐ کے لعل سے اِک عہد اِس گھڑی کرلو

تمام فوج میری جب شہید ہوجائے
یہ فوجِ شام منا کر خوشی جو گھر جائے
مدد جو خوف سے تم بھی ہماری کر نہ سکو
نبیؐ کے لعل سے اِک عہد اِس گھڑی کرلو

پڑے ہوں میداں جب بے گوروکفن لاشے
تو کھیلتے ہوئے مقتل میں آئیں کچھ بچّے
کفن کی شکل میں کچھ خاک ہم پہ ڈلوا دو
نبیؐ کے لعل سے اِک عہد اس گھڑی کرلو

بنی اسد کے قبیلے نے جب یہ بات سُنی
کہا حسینؑ سے اے ابنِ فاطمہؑ و نبیؐ
ہمیں رُلاؤ نہ مولا یہ کہہ کے عہد نہ لو
نبیؐ کے لعل سے اِک عہد اس گھڑی کرلو

تمہار دفن و کفن ہم کریں گے جاں دے کر

یہ ڈر نہیں ہے کہ کٹ جائے گا ہمارا سر
حسینؑ بولے کہ تم ساکنان جنّت ہو
نبیؐ کے لعل سے اِک عہد اس گھڑی کرلو

سلام لاکھ ہو عدنانؔ اور ریحانؔ اُن پر
جو بعدِ قتل شہؑ وین آئے یہ کہہ کر
نبھانے آئے ہیں مولا سے اپنے وعدے کو
نبیؐ کے لعل سے اِک عہد اِس گھڑی کرلو

☆☆☆☆☆

کہاں ہو اے میرے بابا، سکینہؑ یاد کرتی ہے

(انجمن زینبیہ، بمبئی، بھارت)

کہاں ہو اے میرے بابا، سکینہؑ یاد کرتی ہے
سفر دنیا سے ہے میرا سکینہؑ یاد کرتی ہے

ہمارے آخری دیدار کو بھی، کیا نہ آؤ گے
دمِ رخصت بھی کیا، سینے پہ نہ ہم کو سلاؤ گے
دکھا دو اپنا ہی چہرہ، سکینہؑ یاد کرتی ہے
ارے شام غریباں سے جو بچھڑے، پھر نہیں آئے
تمہیں کیسے بتاؤں، شمر نے کیا کیا ستم ڈھائے
کوئی تو تم سے یہ کہتا، سکینہؑ یاد کرتی ہے
جلا دامن، چھینے بُندے، لُٹی چادر، پھری دَردَر

طمانچے کھائے، ناقے سے بندھی، بابا تیری دختر
یہ کہہ کر دل میرا رویا، سکینہؑ یاد کرتی ہے

نہ سو پائی، نہ رُو پائی، ستمگاروں کی مرضی تھی
میں گزری ہوں جہاں سے، آگ راہوں میں برستی تھی
بہت کچھ تم سے ہے کہنا، سکینہؑ یاد کرتی ہے

مجھے معلوم ہے اس قید، سے باہر نہ جاؤں گی
خبر جائے گی میری لوٹ کر، میں گھر نہ جاؤں گی
بھرا ہے درد سے سینہ، سکینہؑ یاد کرتی ہے

بہت دن ہوگئے، اماں کے پہلو میں نہیں سوئی
نہیں ساتھی رہا میرا، اندھیرے کے سوا کوئی
پھوپھی نے کیوں نہ بتلایا، سکینہؑ یاد کرتی ہے

ہے اِک بیمار بھائی، وہ بھی مجھ سے مل نہیں سکتا
ہے کنبہ ساتھ میں سارا، مجھے رکھا گیا تنہا
کبھی تم نے بھی نہ سوچا، سکینہؑ یاد کرتی ہے

ارے عمرانؔ اور ریحانؔ، جب بھی شام آتی ہے
کسی معصوم بچّی کی فغاں، دھرتی ہلاتی ہے
چلے آؤ مرے بابا، سکینہؑ یاد کرتی ہے

☆ ☆

یہ بین تھے اک دُکھیا کے

(انجمن زینبیہ، بمبئی بھارت)

یہ بین تھے اک دُکھیا کے
یہ نالے تھے اک ماں کے
قاسم ہائے قاسم

تلوار سجا کے مقتل میں دولھا تو جاتا کوئی نہیں
بارات کے دن خوں کی مہندی ایسے تو لگاتا کوئی نہیں
یوں مادر کو تڑپا کے
کیوں آئے نہیں تم جا کے قاسم، ہائے قاسم

اک رات کی بیاہی دلہن کو کیوں چھوڑ گئے رونے کے لیے
گھر چھوڑ کے اپنا لعل مرے تیغوں میں گئے سونے کے لیے
ٹکڑوں میں بدن ہے سارا
ڈوبا ہے لہو میں سہرا قاسم، ہائے قاسم

بہنوں کا جگر پامال ہوا ارمان مرے دل میں ہی رہے
آئے نہ پلٹ کر میدان سے اے ابن حسن تم ایسے گئے
گٹھڑی میں جنازا آیا
افسوس کفن نہ پایا قاسم ہائے قاسم

ماں کس کو صدائیں دے گی اس خون بھرے جنگل میں
مارا ہے لعینوں نے تم کو کانٹوں سے بھرے مقتل میں
پامال ہوا ہے لاشہ
ترا خوں میں ہوا چہرا قاسم ہائے قاسم

☆☆☆☆☆

حسینؑ عالمِ غربت میں قتل ہوتا ہے

بیان کرتا ہے راوی بروز عاشورہ
بوقتِ عصر سرِ مقتل شہید جفا
لحد کو چھوڑ کے آئیں تھیں فاطمہ زہراؑ
لرز رہی تھی زمیں عرش کررہا تھا بکا
غریبِ زہراؑ نے جب بوئے فاطمہؑ پائی
لبِ حسینؑ پہ بے ساختہ صدا آئی

اماں اماں

یہ کہہ دو جاکے بہن سے جگر تڑپتا ہے
حسینؑ عالمِ غربت میں قتل ہوتا ہے

مگر یہ بات سکینہؑ سے بچ کے کہنا ہے
ذرا سی دیر میں اس کو یتیم ہونا ہے
شریک کار ہے زینبؑ اُسے بتانا ہے
حسینؑ عالمِ غربت میں قتل ہوتا ہے
ہمارے بعد یہ زینبؑ کی ذمہ داری ہے
نبیؐ کے دین پہ اماں یہ وقت بھاری ہے
گلے لگا کے اُسے یہ خبر سنانا ہے
حسینؑ عالمِ غربت میں قتل ہوتا ہے
وہ رو چکی ہے بھرے گھر کو صبح سے اب تک

نجانے اس کو اٹھاتے ہیں یہ الم کب تک
پدر کے بعد یہ صدمہ بھی اس کو سہنا ہے
حسینؑ عالمِ غربت میں قتل ہوتا ہے
ابھی تو شامِ غریباں ستم یہ ڈھائے گی
وہ بے ردائی کا صدمہ ابھی اٹھائے گی
امامِ وقت سے یہ بات بھی چھپانا ہے
حسینؑ عالمِ غربت میں قتل ہوتا ہے
ابھی تو اکبرؑ و عباسؑ کا ہے غم تازہ
ابھی تو لاشۂ قاسمؑ پہ اس کا ہے نوحہ
میں کیا کروں کہ فضاؤں میں شور برپا ہے
حسینؑ عالمِ غربت میں قتل ہوتا ہے
علیؑ کی بیٹی ہے ہمت نہ ہارنے والی
اُسے بتایئے جاکر ہماری تشنہ لبی
اُسی کے پاس امانت میری سکینہؑ ہے
حسینؑ عالمِ غربت میں قتل ہوتا ہے
جو ہوسکے تو نگاہوں کو پھیر لو اماں
لعین کرچکے اب میرے قتل کا ساماں
نہ دیکھ پاؤ گی جو حال میرا ہونا ہے
حسینؑ عالمِ غربت میں قتل ہوتا ہے
وہی حسینؑ ہوں نازوں سے جس کو پالا تھا
کبھی بھی دھوپ میں گھر سے نہیں نکالا تھا

زمینِ گرم پہ اب تو مجھے تڑپنا ہے
حسینؑ عالمِ غربت میں قتل ہوتا ہے

ترے لہو کی قسم حوصلہ نہ ہاروں گا
میں زیرِ تیغ بھی نام خدا بچاؤں گا
سناں کی نوک پہ قرآں مجھے سنانا ہے
حسینؑ عالمِ غربت میں قتل ہوتا ہے

رسولؐ آگئے ریحانؑ، مرتضیٰؑ آئے
حسنؑ بھی نوحہ کناں ہو کے کربلا آئے
خدا نے عرش سے منظر عجب دیکھا ہے
حسینؑ عالم غربت میں قتل ہوتا ہے

☆☆☆☆☆

علم عباسؑ کا ہے، بھرم عباسؑ کا ہے

علم عباسؑ کا ہے، بھرم عباسؑ کا ہے
جسے سورج سمجھتے ہو قدم عباسؑ کا ہے

ابو طالبؑ سے سیکھی، ہیں وفائیں
ملی بنتِ اسد کی، ہیں دعائیں
جو حیدرؑ کا وہی جاہ و حشم عباسؑ کا ہے

چلے تو وقت کی رفتار رو کے
اسے کیا آہنی دیوار رو کے
علیؑ کے بعد دنیا میں یہ دم عباسؑ کا ہے

یہ قرآنِ وفا قاری علم ہے
اسی کا نام دریا پر رقم ہے
علمداری بھی اک منصب اہم عباسؑ کا ہے

گھروں پر یہ علم جو ضوفشاں ہیں
غموں کی دھوپ میں یہ سائباں ہیں
دعائے سیدہؑ ہے اور کرم عباسؑ کا ہے

یہ دریا یہ سمندر چیز کیا ہے
وراثت میں یہ زہراؑ سے ملا ہے
قسم مولا علی مرتضیٰؑ کی، عرب ہو یا عجم عباسؑ کا ہے

جو پانی پر لکھے اپنی وفائیں
مٹا سکتی نہیں جس کو ہوائیں
علیؑ کے لفظ ہیں لیکن قلم عباسؑ کا ہے

اٹھائے یوں تو غم مولا نے لاکھوں
مگر تم ہی کہو دریا کی موجوں
بڑا سب سے بڑا سرورؑ کو غم عباسؑ کا ہے

چھدی مشکِ سکینہؑ، آس ٹوٹی
گرے گھوڑے سے رن میں، سانس ٹوٹی
سکینہؑ رہ گئی پیاسی، تو دامن اسی غم میں تو نم عباسؑ کا ہے

میں ریحانؔ عزا غازیؑ کا نوکر
درِ شبیرؑ کا میں ہوں گداگر
لقب ہے شاعرِ شبیرؑ میرا، کرم کیا مجھ پہ کم عباسؑ کا ہے

☆☆☆☆☆

لگتا ہے کرتی ہے صغرا فغاں

وقتِ سحر یہ کہتی تھی ماں کڑیل جواں کی سنکے اذاں
اللہ خیر کرے
لگتا ہے کرتی ہے صغراؑ فغاں

کل شب سے آنکھوں میں کیا خواب ہیں
مرقد ہیں زہراؑ جو بے تاب نہیں
اکبرؑ کا سینہ ہے اور برچھیاں
اللہ خیر کرے

سہرے کی لڑیاں ہیں خوں میں بھری
دیکھا ہے کل میں نے یہ خواب بھی
تھامے جگر کو ہیں شاہِ زماں
اللہ خیر کرے

جاری ہے آنکھوں سے حیدر کے خوں
تعبیر اس خواب کی کیا میں دوں
مقتل میں بکھرا ہے ہر سو دھواں
اللہ خیر کرے

زینبؑ کی چادر بھی ہے خوں میں تر
لگنے نہ دی جس نے اپنی نظر
یہ وہ پھوپھی ہے جو تھی مثلِ ماں
اللہ خیر کرے

وہی جس کی شادی کا ارمان تھا

جو شکل و شباہت میں تھا مصطفیٰ
کلیجے میں دیکھی ہے اس کے سناں
اللہ خیر کرے

تھا منظر بہت خوں میں ڈوبا ہوا
تھا نیزا کلیجے میں ٹوٹا ہوا
اُسے کھینچتے تھے شہِ انس و جاں
اللہ خیر کرے

نہ دیکھے کوئی خواب ایسا عجب
کہ روتے ہوں جس میں امیر عرب
ہوں ماتم کناں جس میں شہزادیاں
اللہ خیر کرے

کبھی زینؑ و ریحانؑ یہ سوچنا
لٹا ہو جو پردیس میں قافلہ
نہ کیونکر کہے ہو کے نوحہ کناں
اللہ خیر کرے

☆☆☆☆☆

یہ راہِ شام ہے، تیرا وطن نہیں زینبؑ

(انجمن زینبیہ بمبئی، بھارت)

یہ راہِ شام ہے، تیرا وطن نہیں زینبؑ
یہاں حسینؑ نہیں ہے، حسنؑ نہیں زینبؑ

یہاں ردا کا تصور، محال ہے بی بی
یہاں جنازوں کو ملتا، کفن نہیں زینبؑ

لہو لہو جو قدم، ہو رہے ہیں عابدؑ کے
یہ شام ہے یہ علیؑ کا، چمن نہیں زینبؑ

تو چھوڑ آئی ہے، مقتل میں بے کفن لاشے
سناں کی نوک پہ سر ہے، بدن نہیں زینبؑ

سفر میں ساتھ ہے، قاتل بھی تیرے غازی کا
تیرے لئے بڑا، اس سے محن نہیں زینبؑ

یہ لوگ جو تیرے بازو میں، باندھتے ہیں رسن
انہیں خیالِ رسولِ زمنؐ، نہیں زینبؑ

ہزار ظلم و ستم کرکے، تھک گیا ظالم
تیرے ارادوں میں، کوئی تھکن نہیں زینبؑ

تباہ کردیا، قصرِ یزید، تختِ یزید
یہ کون کہتا ہے، باطل شکن نہیں زینبؑ

بڑا اندھیرا ہے زندان، جس میں جانا ہے
وہاں اُجالے کی، کوئی کرن نہیں زینبؑ

ریحانؔ پر یہ عطائے حسینؑ ہے بی بیؑ
کسی کا اور، یہ رنگِ سخن نہیں زینبؑ

☆☆☆☆☆

اے حسینؑ اے شہِؑ کربلا

(انجمن مخدومہ کونین، کراچی)

اے حسینؑ اے شہِؑ کربلا
وقتِ رخصت قریب آ گیا

میں سواری سجاؤں تیری
ہے بہن تیری زندہ ابھی
میرے بھیا کوئی غم نہ کھا

چکیاں پیسنے والی ماں
دیکھ موجود ہے وہ یہاں
دے رہی ہے پتہ اک صدا

تیری رخصت پہ قربان میں
وار دوں قلب اور جان میں

دو گھڑی پاس تو بیٹھ جا

کیسے اب اس کو بہلاؤں میں
کیا سکینہؑ کو بتلاؤں میں
آپ کیوں ہو رہے ہیں جدا

چُور زخموں سے ہو اس قدر
پھٹ رہا ہے بہن کا جگر
سر سے گرنے لگی ہے ردا

مجھ کو معلوم ہے ہوگا کیا
باندھا جائے گا بازو میرا
جاؤ زینبؑ کا حافظ خدا

نہ زمیں پر ہو نہ زین پر
نوکِ نیزہ پہ رکھا ہے سر
اور بہن ساتھ ہے بے ردا

تو نے کتنے سہے ہیں ستم
ایک دل اور ہزاروں ہیں غم
دھوپ میں تیرا لاشہ رہا

نالے سکینہؑ کے سُنے
پھر بھی ستم کرتے رہے
مانگا کنیزی میں اُسے

خبر یہ شام سے زینبؑ ہے لائی

(انجمن زینبیہ، بمبئی، بھارت)

خبر یہ شام سے زینبؑ ہے لائی
سکینہؑ قید سے واپس نہ آئی

کھلی زنجیر عابدؑ کے قدم کی
ردائیں مل گئیں اہل حرم کی
رسن گردن سے اُس کی کھل نہ پائی

کفن کُرتا لحد زنداں کا گوشہ
گیا نہ مر کے قسمت کا اندھیرا
رہائی ہے رہائی ہے رہائی ہے

کہا بانو نے کیسے گھر کو جاؤں
جگر کی آگ کو کیسے بجھاؤں
میری بچی کو کیسی نیند آئی

جگاتی ہوں ہلا کر اس کا شانہ
نہ کام آیا میرا رونا رلانا
ارے کیا مرگئی غم کی ستائی

بہت ارماں تھا گھر جانے کا اُس کو
ذرا عابدؑ میری بچی سے کہہ دو
چلو گھر کو سواری ہے منگائی

چچا سے باپ سے بھائی سے بچھڑی

میری بچی کی تھی تقدیر کیسی
خوشی چوتھے برس نہ راس آئی

لگی تھی آگ دامن میں بجھا دی
ہوئی وہ تشنگی سہنے کی عادی
مگر جو آگ پانی نے لگائی

لوئیں کانوں کی چھو کر پوچھتی تھی
روانی رک گئی ہے کیا لہو کی
لہو کی بوند دامن پر نہ آئی

اندھیروں سے کیا کرتی تھی باتیں
اجالے پھر سے کب دیکھیں گی آنکھیں
اندھیروں نے ہنسی اُس کی اڑائی

بنی زندان میں قبرِ سکینہؑ
تھا زہراؑ کی طرح صبرِ سکینہؑ
عجب قسمت تھی اس بچی نے پائی

قلم ریحانؔ آہیں بھر رہا ہے
نہ جانے اس تیرے نوحے میں کیا ہے
لہو ہونے لگی ہے روشنائی

☆☆☆☆☆

ہائے بیمار مسافر پہ غشی طاری تھی

(انجمن زینبیہ، بمبئی بھارت)

ہتھکڑی تنگ تھی زنجیر بہت بھاری تھی
ہائے بیمار مسافر پہ غشی طاری تھی

سینہ زن نوحہ کناں بھائی بھتیجوں کا تھا غم
یہ اسیروں کی سر راہ عزاداری تھی

راہ کانٹوں سے بھری پاؤں تلے گرم زمین
جوئے خوں سے آنکھ سے پانی کی طرح جاری تھی

بے کسی فاقہ کشی در بدری اہلِ حرم
مولا سجادؑ تھے اور قافلہ سالاری تھی

اُف وہ رخسارِ سکینہؑ پہ طمانچوں کے نشاں
یہ ستمگاروں کی اک حدِ ستمگاری تھی

نہ عماری نہ کجاوہ نہ سروں پر چادر
سر اٹھانے میں بھی بیمار کو دشواری تھی

گھر سے جب نکلے تھے غازیؑ کا علم تھا سر پر
وہ مدینے سے تھی، یہ شام کی تیاری تھی

چلتے چلتے کبھی غش آیا تو مولاؑ نے کہا
یاعلیؑ چوٹ کلیجے پہ بہت کاری تھی

دفن کرتے ہوئے زنداں میں بہن کو اپنی
بولے دفناتا ہوں اس کو جو بہت پیاری تھی

ان کو ریحانؑ علمدارِ وفا کہتا ہوں
بعدِ عباسؑ انہی کی تو علمداری تھی

☆☆☆☆☆

اے چشمِ فلک دیکھ لے عباسؑ یہی ہے

(انجمن زینبیہ، بمبئی بھارت)

بازو ہیں جدا مشک تو سینے پہ دھری ہے
اے چشمِ فلک دیکھ لے عباسؑ یہی ہے

پیاسوں کے لئے خون بدن کا دیا سارا
تب جاکے مرے غازی نے اک مشک بھری ہے

چادر کا محافظ تھا علم دارِ وفا تھا
چادر ہوئی بے آس وفا رونے لگی ہے

عباسؑ کے لاشے پہ یہ بولے شہِؑ والا
دے اٹھ کے سہارا یہ کمر ٹوٹ چکی ہے

غازیؑ نے کہا کس طرح اب خیموں میں جاؤں
سقائی میری راہ کی دیوار بنی ہے

جس کو فلک سجدہ کرے
چھایا سِتم کا اَبر ہے
جاری تمہارا جَبر ہے

زندہ ہمارا صبر ہے
زندان ہے یا قبر ہے
ریحانؔ اور رضوانؔ کیا
جس نے بھی دیکھا رو دیا
نوحہ پڑھا ماتم کیا
حد ہے خدا نے بھی کہا

☆☆☆☆☆

جارہی ہے لو کرب و بلا

(انجمن مخدومہ کونین، کراچی)

جارہی ہے لو کرب و بلا
قید سے ہو کے رہا، بانیِ فرشِ عزا

کرب و بلا جانا ہے چہلم ہے منانا
فرشِ عزا بھائی کا اپنے ہے بچھانا
غمزدہ نوحہ کناں، بانیِ فرشِ عزا

یاد ہے عاشور کی اُس شام کا منظر
جلتے ہوئے خیمے تھے لٹتی ہوئی چادر

مل گئی اب تو ردا، بانیِ فرشِ عزا

سر ہیں شہیدوں کے ملے شکرِ خدا ہے
ہاتھ کھلے لوٹ کا سامان ملا ہے
کرنے تعمیرِ لحد بانیِ فرشِ عزا

عونؑ و محمدؑ کا نہ کر پائی تھی ماتم
دیتا تھا فرصت ہی کہاں بھائی تیرا غم
بچوں کو دینے دعا بانیِ فرشِ عزا

غازی علمدارؑ جری فکر نہ کرنا
قید سے آزاد ہوئی اب تیری بہنا
تیرے بازو کی قسم، بانیِ فرشِ عزا

بس یہ اذیت ہے کہ دشوار ہے جینا
ساتھ میرے آ نہیں پائے گی سکینہؑ
الوداع کہہ کے اُسے، بانیِ فرشِ عزا

قصرِ یزیدی کو عزا خانہ بنا کر
فرشِ عزا بھائی کا زنداں میں بچھا کر
ظلم کو کر کے فنا، بانیِ فرشِ عزا

اکبرؑ و قاسمؑ علی اکبرؑ کی پھوپھی ہوں
شام سے طے کر کے یہی بات چلی ہوں
کرنے چہلم باخدا، بانیِ فرشِ عزا

دیکھتے ہی رہ گئے سب ظلم کے بانی
لہجۂ حیدرؑ میں تھی خطبوں کی روانی
آئی ریحانؔ صدا، بانیِ فرشِ عزا

حسینؑ کا مرتبہ زمانہ جانے

(انجمن مخدومہ کونین، کراچی)

رسولؐ جانے بتولؑ جانے
سنائے کیسے بتائے کیسے
حسینؑ کا مرتبہ زمانہ جانے

حسینؑ! انوارِ مصطفیؐ ہے
حسینؑ! زہراؑ کا لاڈلہ ہے
حسینؑ سے ہیں رسولِ اکرمؐ
یہ خود پیمبرؐ نے کہہ دیا ہے
کہاں ہے کوئی حسینؑ جیسا
اذان کی جستجو یہی ہے
نماز کی آبرو یہی ہے
کلامِ ربِ علیؑ کے لب پر
سنو سنو گفتگو یہی ہے
حسینؑ کا صبر اور سجدہ
حسینؑ قاری حسینؑ قرآن
رسولؐ کا دل بتولؑ کی جاں
علیؑ کی خوشبو حسینؑ میں ہے
حسینؑ محسن، حسینؑ احساں

حسینؑ سے کیا ہے رب کا رشتہ
حسینؑ بنیادِ لا الہ ہے
پناہِ دیں اور بادشاہ ہے
یزیدیت کی فنا یہی ہے
یہی خدا کا بھی فیصلہ ہے
حسینؑ کا رب سے کیا تھا وعدہ
حسینؑ ساجد، حسینؑ سجدہ
حسینؑ مقصد، حسینؑ مولا
نگاہِ قدرت یہ کہہ رہی ہے
حسینؑ قبلہ، حسینؑ کعبہ
حسینؑ رکھتا ہے کیا ارادہ
قلبِ رضوانؑ و ریحانؑ میں
جیسے الحمد قرآن میں
گونجتی ہے یہ غم کی صدا

☆☆☆☆☆

ترُخوں میں علَم دیکھ کے کہتی تھی سکینہؑ
تقدیر میں زندان ہے اور تشنہ لبی ہے

زینبؑ نے کہا ہائے علمدارؑ کہاں ہو
مظلوم بہن نرغۂ اعدا میں گھری ہے

پہرے پہ علمدارؑ نہیں شامِ غریباں
وہ سوگیا ساحل پہ بہن جاگ رہی ہے

ہاتھوں سے کبھی بالوں سے چہرے کو چھپایا
غازیؑ کی بہن اس طرح زِندان چلی ہے

ریحانؔ کو عمرانؔ کو کیا خوفِ قیامت
بخشش کے لئے زینبؑ و عباسِ علیؑ ہے

☆☆☆☆☆

میں شام کی مسافرہ زینبؑ ہے میرا نام

(انجمن زینبیہ، بمبئی بھارت)

میں شام کی مسافرہ، زینبؑ ہے میرا نام
میں بانیِ فرشِ عزا، زینبؑ ہے میرا نام
مہمانِ دست کربلا، زینبؑ ہے میرا نام

اے کوفیو! اے شامیو! لِلّٰہ کچھ حیا کرو
ناموسِ مصطفیؐ کو تم پانی نہ دو، چادر تو دو
میں ثانیِ خیرالنساء، زینبؑ ہے میرا نام

شبیرؑ کی ہمشیر ہوں، قرآن کی تفسیر ہوں
جب سے مدینے سے چلی، مظلوم ہوں دلگیر ہوں
ہوتی رہی مجھ پر خفا، زینبؑ ہے میرا نام

زندہ ہوں اک مقصد لیے، فرشِ عزا گھر گھر بچھے
گھر گھر علم لہراؤں گی، وعدہ ہے میرا بھائی سے
وعدہ کروں گی میں وفا، زینبؑ ہے میرا نام

زخمی ہے سر زخمی بدن، خوں سے بھرا ہے پیراہن
ہم صورتِ باغِ فدک، لوٹا گیا میرا چمن
روئی ہوں مثلِ سیدہؑ، زینبؑ ہے میرا نام

ستر(۷۰) قدم کا فاصلہ، بھائی تہہ شمشیر تھا
یا مرتضیٰؑ یا مصطفیٰؐ، دیتی رہی میں تو صدا
میرا اخی مارا گیا، زینبؑ ہے میرا نام

بھائی کی پُرسہ دار ہوں، مجبور ہوں لاچار ہوں
بازو مرے باندھے گئے، کنبے کی میں غمخوار ہوں
مہمان دشتِ کربلا، زینبؑ ہے میرا نام

بیمار میرِ کارواں، آنکھوں سے جس کی خوں رواں
کرب و بلا سے جب چلا، پہنے ہوئے وہ بیڑیاں
ہمراہ تھی میں بے ردا، زینبؑ ہے میرا نام

میرے پسر مارے گئے، پُرسا ملا کچھ یوں مجھے
اہلِ ستم لے آئے ہیں، بازو رسن میں باندھ کے
دُرّوں کی دیتے ہیں سزا، زینبؑ ہے میرا نام

مانا بہت بے آس ہوں، شبیرؑ کا احساس ہوں
وارث علَم کی بن گئی، بس اب تو میں عباسؑ ہوں
میری وغا اب دیکھنا، زینبؑ ہے میرا نام

دربار میں لے آئے ہو، طاقت پہ کیوں اترائے ہو
میں تو ابھی خاموش ہوں، پھر کس لئے گھبرائے ہو
ہے قیدیوں سے خوف کیا، زینب ہے میرا نام

عمرانؔ مجھ کو ناز ہے، تقدیر پر ریحانؔ کی
کہتی ہے غازی کی بہن، نوحہ وہ جب لکھے کوئی
میں ہی اُسے دوں گی صلہ، زینبؑ ہے میرا نام

☆☆☆☆☆

اے شہِ مشرقین زندہ باد

(انجمن زینبیہ، بمبئی بھارت)

عصرِ عاشور آرہی تھی صدا
اے حُسینؑ غریب کشتۂ غم
تجھ سے راضی ہوا ہے تیرا خدا
اے شہِؑ مشرقین زندہ باد
ابنِ زہراؑ حُسینؑ زندہ باد

مر کے جینا سکھا دیا تُو نے
دل کو کعبہ بنا دیا تُو نے
یعنی پروردگارِ صبر ہے تُو

تُو ہے قرآنِ کربلا مولاؑ
اے شہِؑ مشرقین زندہ باد
ابنِ زہراؑ حسینؑ زندہ باد

راکبِ دوشِ مصطفیٰؐ ہے تُو
مقصدِ فکرِ مرتضیٰؑ ہے تُو
تیرا مکتب ہے فاطمہ زہراؑ
علم کا در ہے ترا دروازہ
اے شہِؑ مشرقین زندہ باد
ابنِ زہراؑ حسینؑ زندہ باد

تیرا سایہ رسولؐ کا سایہ
خود محمدؐ نے ہے یہ فرمایا
سن لے دنیا کہ میں حسینؑ سے ہوں
اور مجھ سے حسینؑ ہے میرا
اے شہِؑ مشرقین زندہ باد
ابنِ زہراؑ حسینؑ زندہ باد

تُو نے عظمت یہ کیسی پائی ہے
تیرا لہجہ بھی مُصطفائی ہے
تیری دہلیز پر فرشتوں نے
آکے کشکول رکھ دیا اپنا
اے شہِؑ مشرقین زندہ باد
ابنِ زہراؑ حسینؑ زندہ باد

صبر، ایثار اور وفا داری
ترے گھر سے چلی علمداری
مولا مخدوم کائنات ہے تُو
لوحِ محفوظ پر ہے نام تیرا

اے شہِؑ مشرقین زندہ باد
ابنِ زہراؑ حسینؑ زندہ باد

عکس و آئینہ ابو طالبؑ
موت تجھ پر نہ ہوسکی غالب
خون سے تیغ کاٹ دی تُو نے
کون ایسا جری ہے تیرے سوا

اے شہِؑ مشرقین زندہ باد
ابنِ زہراؑ حسینؑ زندہ باد

زیرِ خنجر وہ سجدۂ آخر
بارگاہِ خدا میں تھا حاضر
خوں سے کرکے وضو سرِ مقتل
تو نے اسلام کر دیا زندہ

اے شہِؑ مشرقین زندہ باد
ابنِ زہراؑ حسینؑ زندہ باد

بھائی بیٹوں پہ چل گیا خنجر
سر سے بہنوں کی چھن گئی چادر
دامنِ صبر ہاتھ سے نہ گیا
صبرِ ایوبؑ نے سلام کیا

اے شہِؑ مشرقین زندہ باد
ابنِ زہراؑ حسینؑ زندہ باد

ایک بیمار و ناتواں بیٹا
قافلہ لے کے سوئے شام چلا
قائدِ قافلہ تھا نیزے پر
چشمِ عالم نے معجزہ دیکھا

اے شہِؑ مشرقین زندہ باد
ابنِ زہراؑ حسینؑ زندہ باد

میں نے عمرانؔ جب یہ نوحہ پڑھا
عرش سے آرہی تھی ایک صدا
مثلِ ریحانؔ اعظمی کہہ دو
برسرِ فرشِ مجلسِ زہراؑ

اے شہِؑ مشرقین زندہ باد
ابنِ زہراؑ حسینؑ زندہ باد

☆☆☆☆☆

کیوں آج سجا، دربارِ ستم بازارِ جفا

(انجمن مخدومہ کونین، کراچی)

شامیوں شرم کرو ذرا کوفیو شرم کرو ذرا
کیوں آج سجا دربارِ ستم بازارِ جفا

کنبہ میرا مارا گیا
بتلاؤ تو کیا جرم تھا
کیوں چھین لی سر سے ردا
قرآن نیزے پر رکھا
یہ طوق اور یہ بیڑیاں
یہ ہتھکڑی اور میں کہاں
نوحہ کناں شہزادیاں
ہاتھوں میں سب کے ریسماں
ہنستے ہوئے نہ آؤ تم
بچوں کو نہ رلواؤ تم
پتھر تو نہ برساؤ تم
زہراؑ کو نہ تڑپاؤ تم
سادات ہیں دُکھ پائے ہیں
ہم پر غموں کے سائے ہیں
کانٹوں پہ چل کر آئے ہیں

پیاسے ہیں دڑے کھائے ہیں
صدیوں کے جو تھے فاصلے
لمحوں میں طے ہم نے کیے
کتنے ہی بچے مر گئے
ناقوں سے جو کچلے گئے
منظر وہ آتا ہے نظر
زینبؑ کرے پیدل سفر
رکتا نہیں غازیؑ کا سر
نیزے پہ بس یہ سوچ کر
یہ دیکھ کر غش آگیا
شیریں کے گھر جانا پڑا
بازو بندھے اور بے ردا
یوں بھی کیا وعدہ وفا
رہے گی ریحانؔ نوحہ خوانی
جہاں میں رضوانؔ کی زبانی
یہ نوکری بھی حسینؑ کی ہے
یہ نوکری ہوگی غیر فانی
صلہ ملے گا جو ہم کو اِس کا

☆☆☆☆☆

ہر ایک دور کی عزت حسینؑ کا پرچم

سیّد محمد نقی، (انجمن الذوالفقار، کراچی)

علیؑ کی شانِ جلالت حسینؑ کا پرچم
نبیؐ کی مہر نبوت حسینؑ کا پرچم
خدا کے دین پہ رحمت حسینؑ کا پرچم
ہر ایک دور کی عزت حسینؑ کا پرچم
بلند عرشِ علیٰ سے مقام ہے اس کا
نگاہِ رب میں بڑا احترام ہے اس کا

اِسی کو ہیں ابوطالبؑ سنوارنے والے
ابوتراب ہیں جاں اس پہ وارنے والے
رسولؐ اس کا ہیں صدقہ اُتارنے والے
اسے اٹھا نہیں سکتے ہیں ہارنے والے
علَم یہ وہ ہے جو دل کو یقین دیتا ہے
ہر ایک جنگ میں فتحِ مبین دیتا ہے

کمالِ عزم حسینیؑ کا آئینہ ہے علَم
فلک مثال ہر اک کے لئے کھلا ہے علم
حسینیتؑ کے مخالف سے کہہ رہا ہے علم
یزیدیت کے سروں کو جھکا چکا ہے علم
جو اس پہ ہاتھ ہے وہ پنجتنؑ کا پنجہ ہے
نبیؐ کی بیٹی کی چادر کا یہ پھریرا ہے

یہ سرنگوں نہ ہوا ظلم کی ہواؤں میں
مہک اسی کی ہے کونین کی فضاؤں میں
بنا رہا ہے یہ سورج سدا گھٹاؤں میں
اسی کا ذکر رہا ہے شریف ماؤں میں
یہ کم نسب کے مُقدر سے دور رہتا ہے
ہمیشہ دشمنِ حیدرؑ سے دور رہتا ہے

علیؑ کی عین میں شامل علَم کی عین بھی ہے
علم یہ حمزہؑ و جعفرؑ بھی ہے حسینؑ بھی ہے
دل بتولؑ کی دھڑکن نبیؐ کا چین بھی ہے
اسی پہ ناز کناں ربِ مشرقین بھی ہے
حسنؑ کی صلح کی تحریر کا قلم یہ ہے
میانِ کرب و بلا دین کا بھرم یہ ہے

کڑی ہو دھوپ تو سائے کا کام کرتا ہے
زمیں پہ رہ کے فلک سے کلام کرتا ہے
اِسے سلام ہمارا امام کرتا ہے
یہ مومنین کے گھر پر قیام کرتا ہے
اِسی کو دیکھ کے مشکل ہلاک ہوتی ہے
زمیں اسی کے ہی سائے سے پاک ہوتی ہے

خدا کے گھر کی حفاظت کا ذمہ دار ہے یہ
قلم نبیؐ کا ہے حیدرؑ کی ذوالفقار ہے یہ
ازل سے آدم و عیسیٰ کا اعتبار ہے یہ
خدائے پاک کے ہاتھوں کا شاہکار ہے یہ

ازل سے نور کے پیکر اسے اُٹھاتے ہیں
امامِ عصرؑ گلے سے اِسے لگاتے ہیں

علیؑ کے ہاتھ پہ قرآن بن کے اُترا ہے
یہ قلبِ دین پہ ایماں بن کے اُترا ہے
ظفر نصیب کی پہچان بن کے اُترا ہے
قرآنِ فتح کا جزدان بن کے اُترا ہے

تمام جھنڈے رعایا ہیں بادشاہ ہے علم
جو بعدِ کُن یہ کُھلا، آج تک کُھلا ہے علم

یہ کربلا میں بڑے کرب کا شکار رہا
لبِ فرات رہا اور بے قرار رہا
لہو میں ڈوب گیا اور پُرسا دار رہا
برائے پیاسی سکینہؑ یہ اشکبار رہا

کٹے جو بازوئے عباسؑ تیغِ قاتل سے
اُٹھا تھا یہ بھی نہا کے لہو میں ساحل سے

نقیؔ ہمارے گھروں پر ہے سائباں یہ علم
بنا ہوا ہے حفاظت کا آسماں یہ علم
کسی دلیر کی عظمت کا ہے نشاں یہ علم
سلام کرتا ہوں میں تو ملے جہاں یہ علم

ریحانؔ اعظمی بس یہ اصول ہے میرا
علم کے سائے میں نوحہ قبول ہے میرا

☆☆☆☆☆

دربار رو دیا کبھی، بازار رو دیا

سیّد محمد نقی، (انجمن الذوالفقار، کراچی)

دربار رو دیا کبھی، بازار رو دیا
زینبؑ کی بے ردائی پہ، بیمار رو دیا

سینہ فگار ہوگیا، بازو جدا ہوئے
غازیؑ کی آنکھ سے کبھی، آنسو نہیں گرے
زینبؑ جو روئی، ہائے علمدارؑ رو دیا

ہو کر اسیر عونؑ و محمدؑ کی ماں چلی
روحِ بتولؑ ساتھ میں محوِ فغاں چلی
جو آبلوں میں چبھ گیا، وہ خار رو دیا

نوک سناں پہ آنکھ نہ کھولی حسینؑ نے
گریہ سُنا بہن کا شہِ مشرقین نے
اِک آہ بھر کے خُلد کا سردار رو دیا

افسوس کتنا خشک گلا تھا حسینؑ کا
خنجر لعین کا حلق پہ سو(۱۰۰) بار رُک گیا
تڑپے حسینؑ خنجرِ خونخوار رو دیا

زینبؑ کا نام پوچھ رہا تھا یزید جب
ہلنے لگا مزارِ محمدؐ ہوا غصب
دربار میں تھا جو بھی، حیا دار رو دیا

مانگی گئی سکینہؑ کنیزی کے واسطے
عابدؑ پہ بند ہوگئے جینے کے راستے
پروردگارِ صبر بھی اِک بار رو دیا

رسّی گلے میں، قیدِ ستم، بھائیوں کا غم
ڈوبا ہوا لہو میں تھا، عباسؑ کا علم
زینبؑ کا قلبِ مُضطر و لاچار رو دیا

زنجیر سے بندھے ہوئے ہاتھوں سے جب امام
ننھی بہن کے دفن کا کرتے تھے انتظام
اللہ یعنی کُل کا، مددگار رو دیا

مارے گئے حسینؑ سرِ دشتِ کربلا
حد ہوگئی کہ اصغرؑ کمسن نہیں رہا
یہ بات سُن کے قید میں، مختار رو دیا

جب زین سے زمین پہ شبیرؑ گر گئے
اور لاش بے کفن کو لعین روندنے لگے
مقتل میں تب حسینؑ کا، رہوار رو دیا

نوحہ نقیؔ مسافرۂ شام کا پڑھا
مجلس میں اشک و آہ کا سیلاب آ گیا
عرش و زمیں پہ جو تھا، عزادار رو دیا

ریحانؔ ذکرِ زینبؑ و شبیرؑ کی قسم
روتے ہیں ان کے ذکر پہ قرطاس اور قلم
جس کا بھی خوں تھا صاحبِ کردار رو دیا

☆☆☆☆☆

کیا ہوا بچّہ میرا، اے زمینِ کربلا

سیّد محمد نقی، (انجمن الاذوالفقار، کراچی)

بَین یہ زہراؑ کا تھا، اے زمینِ کربلا
کیا ہوا بچّہ میرا، اے زمینِ کربلا

نورِ نگاہِ نبیؐ، وارثِ تیغِ علیؑ
جو تیرا مہمان تھا، کیا ہوا بچّہ میرا

ڈھونڈتی پھرتی ہوں میں، پوچھتی پھرتی ہوں میں
کوئی بتا دے پتہ، کیا ہوا بچّہ میرا

چھوڑ کے آئی لحد، کون کرے گا مدد
دشت میں میرے سوا، کیا ہوا بچہ میرا

ناز سے پالا جسے، مار دیا کیوں اُسے
کچھ تو بتا دے خطا، کیا ہوا بچّہ میرا

پیس کے چکی اُسے، کیسے بتاؤں تجھے
تیرے حوالے کیا، کیا ہوا بچّہ میرا

بندِ کفن توڑ کے، میں نے لگایا گلے
ہائے کہاں کھو گیا، کیا ہوا بچّہ میرا

اشک بہاتی ہوں میں، خاک اُڑاتی ہوں میں
ہوگئی خود مرثیہ، کیا ہوا بچّہ میرا

عرش ہلا دوں گی میں، سب کو رُلا دوں گی میں
رب سے کروں گی گِلہ، کیا ہوا بچّہ میرا
نانا کا پیارا تھا وہ، میرا دُلارا تھا وہ
کیوں نہ کروں میں بُکا، کیا ہوا بچّہ میرا
قلبِ پیمبر تھا وہ، مالکِ کوثر تھا وہ
ہائے وہ پیاسا رہا، کیا ہوا بچّہ میرا
زہراؑ کا احساس ہے، نوحۂ عباسؑ ہے
اب لکھے ریحانؔ کیا، کیا ہوا بچّہ میرا

☆☆☆☆☆

امّاں میری امّاں مجھے پانی تو پلا دو

(سید محمد نقی، انجمن الاذوالفقار)

امّاں میری امّاں مجھے پانی تو پلا دو
پانی نہ سہی پانی کی صورت ہی دکھا دو
سوکھی ہوئی زباں ہے، سوکھا ہوا گلا بھی
گرمی بھی بلا کی ہے، تپتا ہوا صحرا بھی
جلتا ہے بدن میرا، چادر ہی اُڑھا دو
امّاں میری امّاں
بابا میرا تنہا ہے، نو لاکھ عدو ہیں
میری طرح بابا بھی میرے، خشک گلو ہیں
ہیں ساقیِ کوثر میرے دادا کو صدا دو

امّاں میری امّاں
عباسؑ چچا سو گئے، دریا کے کنارے
بے چین ہے ہمشیر میری، پیاس کے مارے
جو اشک ہیں آنکھوں میں سکینہؑ کو پلا دو
امّاں میری امّاں
اب جام شہادت سے، میری پیاس بجھے گی
اب گود تمہاری مجھے، امّاں نہ ملے گی
کچھ دیر مجھے لوریاں دے دے کے سُلا دو
امّاں میری امّاں
ریحانؔ وہ معصوم، وہ بانو کا دلارا
یہ کہتے ہوئے جانب، میدان سدھارا
عباسؑ چچا آؤ مجھے دادِ وغا دو
امّاں میری امّاں

☆☆☆☆☆

اے وائے نہرِ علقمہ

(سید محمد نقی، انجمن الاذوالفقار)

کہتی ہے دشتِ کربلا
گھر فاطمہؑ کا بے خطا
کیوں تین دن پیاسہ رہا
اے وائے نہرِ علقمہ
پیاسوں کی کیا تقصیر تھی

کیا پاؤں میں زنجیر تھی
خیموں کا رُخ کیوں نہ کیا
اے وائے نہر علقمہ

سوکھے رہے اصغرؑ کے لب
اے بے وفا تیرے سبب
سیراب تیروں نے کیا
اے وائے نہر علقمہ

بہتا رہا اکبرؑ کا خوں
پھر بھی رہی تُو پُرسکوں
قطرہ نہ پانی کا دیا
اے وائے نہر علقمہ

یہ تھی تیری دریا دلی
اک مشک غازیؑ نے بھری
اُتنا ہی خون تُو نے لیا
اے وائے نہر علقمہ

پیاسی سکینہؑ رہ گئی
بچی کی کتنی پیاس تھی
دو چار قطرے اور کیا
اے وائے نہر علقمہ

جب تُو ہے مہرِ فاطمہؑ
تجھ پر تو حق زینبؑ کا تھا
محروم حق سے کر دیا

اے وائے نہر علقمہ

سُن کر صدائے العطش
کیونکر نہ آیا تجھ کو غش
سجادؑ کو غش آ گیا
اے وائے نہر علقمہ

گھر لُٹ گیا سادات کا
خیمہ جلا جھولا جلا
تُجھ سے نہ اک خیمہ بُجھا
اے وائے نہر علقمہ

کیوں گڑ گئی نہ شرم سے
غازیؑ کے جب بازو کٹے
جب مشک سے پانی بہا
اے وائے نہر علقمہ

یہ ظلم کی حد ہے نقی
بچوں پہ تھی تشنہ لبی
روتی رہی آلِ عبا
اے وائے نہر علقمہ

اصغرؑ کا خوں شہہؑ نے ملا
ریحانؑ کیسا وقت تھا
پیاسا تھا مالک خلد کا
اے وائے نہر علقمہ

☆☆☆☆☆

ماتم کی صداؤں سے فلک کانپ اٹھے گا

(سید محمد نقی، انجمن الاذوالفقار)

تلمیذِ ریحان اعظمی: ثمر زیدی، دبئی

ماتم کی صداؤں سے فلک کانپ اٹھے گا
پھر فاطمہؑ اللہ سے فریاد کرے گی

جب حوریں لئے آئیں گی اک ننھا سا لاشہ
باچھوں میں بھرا دودھ لہو سے بھرا کُرتا
اور تیر سے خوں دیکھیں گی جس وقت ٹپکتا
ماتم کی صداؤں سے فلک کانپ اٹھے گا
پھر فاطمہؑ اللہ سے فریاد کرے گی

جبریلؑ اُٹھا لائیں گے مقتل کی زمیں کو
شمشیر کو خنجر کو بھی اور شمیرِ لعین کو
خنجر تلے دیکھے گی جو ماں سرورِ دیں کو
ماتم کی صداؤں سے فلک کانپ اٹھے گا
پھر فاطمہؑ اللہ سے فریاد کرے گی

دو بازو علمدارؑ کے اِک مشکِ سکینہؑ
تر خون میں عباسؑ کے پرچم پھریرا
لے آئیں گی خود رب کی عدالت میں زہراؑ
ماتم کی صداؤں سے فلک کانپ اٹھے گا
پھر فاطمہؑ اللہ سے فریاد کرے گی

تابوت بنا عونؑ و محمدؑ کے جنازے
معصوم پسِ مرگ بھی جو رہ گئے پیاسے
رضوانِ جنا لائے گا جس وقت اُٹھا کے
ماتم کی صداؤں سے فلک کانپ اٹھے گا
پھر فاطمہؑ اللہ سے فریاد کرے گی

دو بالیاں تر خون میں ہاتھوں میں اُٹھائے
اِک جھولے کی کچھ راکھ کو دامن میں چھپائے
اِک ماں نظر آئے گی جو گردن کو جھکائے
ماتم کی صداؤں سے فلک کانپ اٹھے گا
پھر فاطمہؑ اللہ سے فریاد کرے گی

اِک گٹھڑی میں اِک رات کے دولہا کا جنازہ
مہدی کی مہک لاشے میں اور ہاتھوں میں کنگنا
دیکھا تو قیامت میں قیامت ہوئی برپا
ماتم کی صداؤں سے فلک کانپ اٹھے گا
پھر فاطمہؑ اللہ سے فریاد کرے گی

وہ بعدِ پیمبرؐ جو ستم زہراؑ پہ ٹوٹے
حق سے کیا محروم تو رونے پہ تھے پہرے
اللہ وہ احوال اگر بی بی سے پوچھے
ماتم کی صداؤں سے فلک کانپ اٹھے گا
پھر فاطمہؑ اللہ سے فریاد کرے گی

وہ شام کا دربار وہ زنداں کی مصیبت
وہ طوق وہ زنجیر وہ دُرّوں کی اذیت

دفنائی سکینہؑ کی بندھے ہاتھوں سے میّت
ماتم کی صداؤں سے فلک کانپ اٹھے گا
پھر فاطمہؑ اللہ سے فریاد کرے گی

مانگی گئی جس وقت کنیزی میں سکینہؑ
تب زینبؑ و سجادؑ کا شق ہوگیا سینہ
رونے کے سوا کچھ نہ تھا بی بی کا قرینہ
ماتم کی صداؤں سے فلک کانپ اٹھے گا
پھر فاطمہؑ اللہ سے فریاد کرے گی

کس طرح شمرؔ منظرِ محشر کا بیاں ہو
جس وقت نقیؔ سارا فلک نوحہ کناں ہو
جس وقت لبِ زہراؑ پہ فریاد و فغاں ہو
ماتم کی صداؤں سے فلک کانپ اٹھے گا
پھر فاطمہؑ اللہ سے فریاد کرے گی

☆☆☆☆☆

مرحبا حسینؑ، مرحبا حسینؑ

(سید محمد نقی، انجمن الاذوالفقار)

مرحبا حسینؑ، مرحبا حسینؑ
مرحبا حسینؑ، مرحبا حسینؑ

شاہِ کربلا حسینؑ
رسولؑ کی دُعا حسینؑ
کمالِ مرتضیٰ حسینؑ
جو دیکھا زیرِ تیغ تو، پکار اُٹھا خدا حسینؑ
مرحبا حسینؑ، مرحبا حسینؑ

اثر اثر دُعا دُعا، شریکِ کارِ انبیاء
دعائے فاطمہؑ یہی، علیؑ کا ہے یہ معجزہ
بڑھا اسی کے دم سے ہے، وقارِ دینِ مصطفیٰؐ
مرحبا حسینؑ، مرحبا حسینؑ

علیؑ ہیں دستِ کبریا، حسین دستِ مصطفیٰؐ
علی ہیں شانِ اِنّما، حسینؑ روحِ ھل اتیٰ
علیؑ اگر ہیں بُت شکن، حسینؑ نفسِ مرتضیٰ
مرحبا حسینؑ، مرحبا حسینؑ

حسینؑ حُسنِ دین ہے، گُماں نہیں یقین ہے
خدا کی کائنات میں، گواہِ ماء و تین ہے
کتابِ حق کی آیتیں، یہ کہہ چکی ہیں بارہا

مرحبا حسینؑ، مرحبا حسینؑ

سکونِ قلبِ فاطمہؑ، نہیں ہے کوئی دوسرا
حسنؑ شبیہِ مصطفیٰؐ، حسینؑ عکسِ سیدہؑ
نماز کی نماز ہے، پکارتی ہے کربلا

مرحبا حسینؑ، مرحبا حسینؑ

جری دلیر صف شکن، وفا پرست تیغ زن
یہی ہے صبر کا خدا، وطن میں ہو یا بے وطن
رسالتوں کا پاسباں، نبوّتوں کا آسرا

مرحبا حسینؑ، مرحبا حسینؑ

عظیم تھا عظیم ہے، رحیم ہے کریم ہے
دلِ رسولؐ پاک میں، مقیم تھا مقیم ہے
یہی مدینہ و نجف، یہی ہے کعبۂ وفا

مرحبا حسینؑ، مرحبا حسینؑ

گلے پہ جب چھری چلی، بوقتِ محو بندگی
لرز رہا تھا آسماں، تڑپ رہی تھی موت بھی
حسینؑ قتل گاہ میں، حیات بانٹتا رہا

مرحبا حسینؑ، مرحبا حسینؑ

خدا سے کر کے گفتگو، لہو سے کر چکے وضو
نماز میں جھکا کے سر، پلا کے تیغ کو لہو
سُنی صدائے ارجعی، کہا میں سرخرو ہوا

مرحبا حسینؑ، مرحبا حسینؑ

پسر ہوں نوحہ خواں کا میں، وقار اپنی ماں کا میں

حسینؑ میرا دین ہے، رکھوں بھرم زباں کا میں
ریحانؔ کی طرح سے میں، لگائے جاؤں گا صدا

مرحبا حسینؑ، مرحبا حسینؑ

☆☆☆☆☆

بازارِ شام جب آیا

(سید محمد تقی، انجمن الاذوالفقار)

بازارِ شام جب آیا
زینبؑ کا دل گھبرانے لگا
سجادؑ کو پھر غش آنے لگا
بازارِ شام جب آیا

کوٹھوں پہ تماشائی تھے کھڑے
ہر قیدی پر پتھر برسے
یہ قافلہ خوں میں نہانے لگا
بازارِ شام جب آیا

فضہؑ نے کہا شہزادی سے
سر غازی کا کیوں نیزے سے
وہ دیکھو زمین پر آنے لگا
بازارِ شام جب آیا

نیزے پہ سرِ سرورؑ رویا
زینبؑ نے تڑپ کر جب یہ کہا

گھر آج بہت یاد آنے لگا
بازارِ شام جب آیا

کیا حال ہوا اُس قیدی کا
ہر منظر شام کی بستی کا
خوں کے آنسو رلوانے لگا
بازارِ شام جب آیا

بچے جو بندھے تھے اونٹوں پر
سب مر گئے اونٹوں سے گر کر
ماؤں کو یہ غم تڑپانے لگا
بازارِ شام جب آیا

کہتی تھی سکینہؑ اے بابا
دل کانپ رہا ہے پھر میرا
کیوں شمر مجھے بلوانے لگا
بازارِ شام جب آیا

نیزے سے صدا عباسؑ نے دی
اے میری پیاسی شہزادی
تیرا رونا مجھے رلوانے لگا
بازارِ شام جب آیا

سجاد کے زخمی شانوں پر
ہر ایک شقی خوش ہو ہو کر
پھر سے دُرے برسانے لگا
بازارِ شام جب آیا

رسی میں بندھے تھے اہلِ حرم
اور چار طرف تھے نامحرم
سجادؑ تو جاں سے جانے لگا
بازارِ شام جب آیا

جو شام میں دیکھا میں نے نقیؔ
وہ منظر نہ بھولوں گا کبھی
آنکھوں میں اندھیرا چھانے لگا
بازارِ شام جب آیا

ریحانؔ زیارت کی خاطر
جب شام ہوا تھا میں حاضر
دل ڈوبا میں گھبرانے لگا
بازارِ شام جب آیا

☆☆☆☆☆

یا حسینؑ یا حسینؑ

(سید محمد نقی، انجمن الاذوالفقار)

یا حسینؑ یا حسینؑ
میری دنیا اجڑ گئی بابا
کیا بتاؤں کہ کربلا آ کر
کیا قیامت گزر گئی بابا
یا حسینؑ یا حسینؑ

چکیاں پیس پیس کر پالا
آپ نے جس کو فاطمہؑ زہرا
ہائے میں کیوں نہ مر گئی بابا
یاحسینؑ یاحسینؑ

آپ مشکل کشا ہیں اے بابا
کیجئے مشکل کو حل پئے زہراؑ
دیکھ لے موت اب میرا چہرہ
موت میری کدھر گئی بابا
یاحسینؑ یاحسینؑ

قبر سے کم تو گھر نہیں ہوگا
بھائی میرا اگر نہیں ہوگا
ایک لمحہ بسر نہیں ہوگا
بے برادر جو گھر گئی بابا

اپنے بچوں کا کیوں کروں ماتم
کم نہیں ہوتا دل سے بھائی کا غم
جی نہ پاؤں گی میں خدا کی قسم
ہر خوشی روٹھ کر گئی بابا

وہ سکینہؑ وہ دخترِ شبیرؑ
باپ کے غم میں مضطر و دلگیر
لے گئے چھین کے گہر بے پیر
خوں سے پوشاک بھر گئی بابا

جھولا اصغرؑ کا بسترِ بیمار

جل گیا بعد سیدِ ابرار
دیکھے ہر سمت حسرتوں کے مزار
جس طرف بھی نظر گئی بابا

کچھ اسیری کا حال بھی سنئے
ہاتھ شمرِ لعین نے باندھے
چار جانب تھے دشت میں لاشے
شام تک ننگے سر گئی بابا

وہ قطاریں سروں کی نیزوں پر
کہیں قاسمؑ کہیں علی اکبرؑ
ایک نیزے پہ تھا سرِ اصغرؑ
دل پہ کیا کیا گزر گئی بابا

اپنے بھیا کو جب نہ پاؤں گی
سونا گھر ہائے کیسے دیکھوں گی
موت آجائے تو یہ سمجھوں گی
میری قسمت سنور گئی بابا

کیسے ریحانؔ اعظمی لکھوں
دل ہوا شدتِ الم سے خوں
جب تصور میں یہ صدائیں سنوں
آج زینبؑ بکھر گئی بابا

☆☆☆☆☆

جاری رہے گی یہ عزا، جاری رہے گی

(سید محمد نقی، انجمن الاذوالفقار)

بات تیری کربلا جاری رہے گی
مرضیِ معبود ہے خواہشِ زہراؑ ہے یہ
درد کے طوفان میں ایسا کنارا ہے یہ
جیسے مرض میں دوا، جیسے دوا میں شفاء
جاری رہے گی یہ شفا، جاری رہے گی

مجلسِ شبیرؑ ہے ظرف کی تعمیر ہے
مُنکرِ غم کے لیے تیر ہے شمشیر ہے
جیسے علم کی ہوا، غازی کی جسے وفا
جاری رہے گی یہ وفا، جاری رہے گی

درس ہے کرب و بلا مکتبِ شبیرؑ کا
ایک ارادہ ہے یہ عابدِؑ دلگیر کا
جیسے نبیؐ کی دعا جیسے علیؑ کی وغا
جاری رہے گی یہ وغا، جاری رہے گی

خونِ ابو طالبؑ دبدبۂ حیدریؑ
مرحب و عنتری کیسے کریں گے ہمسری
نامِ علیؑ ہے بقا باقی فنا ہی فنا
جاری رہے گی یہ فنا، جاری رہے گی

فرشِ عزا کی قسم تازہ رہے گا یہ غم

قبر سے محشر تلک غم یہ رہے گا بہم
پرچمِ عباسؑ کی رُک نہیں سکتی ہوا
جاری رہے گی یہ ہوا، جاری رہے گی

آؤ چلیں کربلا کرنے کو ماتم بپا
تاکہ وہاں ہوسکے اجرِ رسالت ادا
قرض نہیں فرض ہے ہم پہ نمازِ بُکا
جاری رہے گی یہ بُکا، جاری رہے گی

روضۂ عباسؑ پر ہم بھی کریں حاضری
ثانیِ زہراؑ کہے آئے میرے ماتمی
فاطمہؑ زہرا تمہیں خُلد کریں گی عطا
جاری رہے گی یہ عطا، جاری رہے گی

شام کے بازار میں ظلم کے دربار میں
جب گئے اہلِ حرم زغۂ اغیار میں
کہتے تھے اہلِ جفا تم پہ یہ جور و جفا
جاری رہے گی یہ جفا، جاری رہے گی

سارے مسلمان تھے حافظِ قران تھے
وارثِ قراں مگر سب پسِ زندان تھے
دشمنِ آلِ عبا تجھ پہ خدا کی سزا
جاری رہے گی یہ سزا، جاری رہے گی

بین سکینہؑ کے تھے اب تو رہائی ملے
گھٹنے لگا میرا دم کون بچائے مجھے
اے میرے پیارے چچا سنتے نہیں کیوں صدا

جاری رہے گی یہ صدا، جاری رہے گی

سیدِ سجادؑ کی جلتی تھیں جب بیڑیاں
کیسے نقیؔ ہو بیاں اہل حرم کی فغاں
خون کی اک علقمہ حشر تلک باخدا

جاری رہے گی باخدا، جاری رہے گی

روک لے اپنا قلم حد سے بڑھا اب تو غم
ہوگی ریحانؔ اعظمی چشمِ محمدؐ بھی نم
اہل عزا کے لیے قلبِ نبیؐ کی دعا

جاری رہے گی یہ دعا، جاری رہے گی

☆☆☆☆☆

برستے تیروں میں یہ کس کا جنازہ نکلا

(سید محمد نقی، انجمن الاذوالفقار)

برستے تیروں میں یہ کس کا جنازہ نکلا
لہو میں ڈوب کے تابوت یہ کیسا نکلا

گھر سے جاکر نہ جنازہ کوئی واپس آیا
ہائے تقدیر نے زینبؑ کو یہ دن دکھلایا
ایک تابوت کسی گھر سے دوبارہ نکلا

پہلے تو زہرِ ہلاہل سے جگر کاٹ دیا
بعد میں تیروں سے مولا کا کفن سُرخ کیا
سرخرو ہو کے محمدؐ کا نواسہ نکلا

قبر میں فاطمہؑ زہرا کو نہیں ہے آرام

بجھ گیا ہے جو چراغ ابو طالب سرِ شام
ہوگا کربلا میں جو کچھ اُس کا نتیجہ نکلا

بھائی کی لاش پہ زینبؑ کا عجب عالم ہے
اور افسردہ علمدارؑ کا بھی پرچم ہے
صُلح نامہ کا ورق خون میں ڈوبا نکلا

سر کو ٹکراتے ہیں شبیرؑ بصد آہ بُکا
خونِ دل اشکوں کی صورت ہوا آنکھوں سے رواں
چشمِ کلثوم سے بھی اشکوں کا دریا نکلا

ہائے تنہا ہے اخی ہائے برادر کی صدا
آرہی تھی در و دیوار سے لحہ لحہ
تشت میں کٹ کے حسنؑ کا جو کلیجہ نکلا

قبرِ پیغمبرِؐ اسلام بھی ہے نوحہ کناں
خلد میں حیدرِؑ کرار کو اب چین کہاں
خاک اُڑاتا سرِ جنّت میرا مولا نکلا

ابتدا ہوگئی کیا کرب و بلا کی لوگوں
تیر تابوت پہ برسے ہیں جفا کے دیکھو
آج سورج بھی یہ ہی نوحہ سناّ نکلا

ہے جگر چاک نقیؔ مولا حسنؑ کے غم میں
میں بھی مصروف ہوں ریحانؔ اِسی ماتم میں
آنکھ سے اشکِ قلم سے میرے نوحہ نکلا

☆☆☆☆☆

زینبؑ میری بہنا، زینبؑ میری بہنا

(سید محمد نقی، انجمن الاذوالفقار)

زینبؑ میری بہنا، زینبؑ میری بہنا
دُکھیا میری بہنا بے کس میری بہنا
تم شب کی نمازوں میں ہمیں بھول نہ جانا
جو بھائی پہ گزری ہے بہن سب کو بتانا
زِندان میں بھی فرشِ عزاء میری بچھانا
نوحہ میری غربت کا سنانا میری بہنا
زینبؑ میری بہنا، زینبؑ میری بہنا
جب شامِ غریباں میں میری یاد ستائے
جب فوج عدو لوٹنے چادر تیری آئے
جب نیند سکینہؑ کو میرے بعد نہ آئے
سینے پہ سکینہؑ کو سُلانا میری بہنا
زینبؑ میری بہنا، زینبؑ میری بہنا
مسند میرے نانا کی جلائیں گے ستمگر
دُکھ دے کے سکینہؑ کو رُلائیں گے ستمگر
سجادؑ کو کانٹوں پہ چلائیں گے ستمگر
سجادؑ کو دُرّوں سے بچانا میری بہنا
زینبؑ میری بہنا، زینبؑ میری بہنا
بابا جو سرِ شامِ غریباں چلے آئیں
* اور آ کے کلیجے سے بہن تم کو لگائیں

چادر تیرے سر پر میرے بابا جو نہ پائیں
تم بالوں سے چہرے کو چھپانا میری بہنا
زینبؑ میری بہنا، زینبؑ میری بہنا
عباسؑ کو اکبرؑ کو جو پوچھیں میرے بابا
ہم کو جو بصد رنج پکاریں میرے بابا
جلتے ہوئے جھولے کو جو دیکھیں میرے بابا
رودادِ الم اُن کو سنانا میری بہنا
زینبؑ میری بہنا، زینبؑ میری بہنا
عباسؑ کے پرچم کو کلیجے سے لگا کر
سجادؑ کو جلتے ہوئے خیموں سے بچا کر
غم عونؑ و محمدؑ کا بھی سینے میں چھپا کر
اشکوں کے چراغوں کو جلانا میری بہنا
زینبؑ میری بہنا، زینبؑ میری بہنا
جب شام کے بازاروں سے گلیوں سے گزرنا
مظلومی پہ شبیرؑ کی جی کھول کے رونا
لیکن اے بہن حوصلہ عابدؑ کا بڑھانا
تم قصرِ یزیدی کو گرانا میری بہنا
زینبؑ میری بہنا، زینبؑ میری بہنا
ایک قافلہ نیزوں پہ تیرے ساتھ چلے گا
اشکوں کی جو کرتا ہوا برسات چلے گا
قرآں کی سُناتا ہوا آیات چلے گا
رو رو کے تم ہم کو رُلانا میری بہنا

زینبؑ میری بہنا، زینبؑ میری بہنا
زِنداں کے اندھیرے میں اگر روئے سکینہؑ
جس وقت وہ زندان میں ڈھونڈے میرا سینہ
دشوار تو ہوجائے گا اِس حال میں جینا
سر میرا سکینہؑ کو دِلانا میری بہنا
زینبؑ میری بہنا، زینبؑ میری بہنا
زِنداں سے رہا ہو کے وطن جس گھڑی جانا
گرتا میرا نانا کی لحد پر جو بچھانا
مظلوی کے قصّے اُنہیں رو رو کے سُنانا
بازو کے نشاں اپنے دکھانا میری بہنا
زینبؑ میری بہنا، زینبؑ میری بہنا
جب اُجڑے ہوئے گھر میں کبھی جائیو زینبؑ
صغرا کو میری سینے سے لپٹائیو زینبؑ
پینے کے لئے پانی اگر پائیو زینبؑ
تم فاتحہ شربت پہ دلانا میری بہنا
زینبؑ میری بہنا، زینبؑ میری بہنا
رو رو کے نقیؔ کہتے رہے سید والا
جا میری بہن تجھ کو ہے اللہ کو سونپا
ریحانؔ سرِ کرب و بلا حشر بپا تھا
شہہؑ کہتے تھے آنسو نہ بہانا میری بہنا
زینبؑ میری بہنا، زینبؑ میری بہنا

☆☆☆☆☆

چُھٹ کے قید سے آئی ہے زینبؑ

(سید محمد نقی، انجمن الاذوالفقار)

چُھٹ کے قید سے آئی ہے زینبؑ
اے لاشۂ بے سر تیرا سر لائی ہے زینبؑ
بے کفن تجھے چھوڑ کر گئی
بے رِدا ہوئی قید میں رہی
میں تجھے کفن بھی نہ دے سکی
ہو کے دَر بدر آئی ہے زینبؑ
اے لاشۂ بے سر تیرا سر لائی ہے زینبؑ
فاتحہ تیری میں نہ کرسکی
رو سکی نہ میں لاش پر تیری
ریسماں بندھی بے رِدا ہوئی
یوں جھکائے سر آئی ہے زینب
اے لاشۂ بے سر تیرا سر لائی ہے زینبؑ
بھائی جب میرا گھر اُجڑ گیا
قید ہوکے جب قافلہ چلا
بے کفن تھے تم، میں تھی بے رِدا
لے کے چشمِ تر آئی ہے زینبؑ
اے لاشۂ بے سر تیرا سر لائی ہے زینبؑ
وہ سفر کیا میں نے بھائی جان
کس طرح کروں اُس کا بیاں

جس سفر میں تھا موت کا گماں
کر کے وہ سفر آئی ہے زینبؑ
اے لاشۂ بے سر تیرا سر لائی ہے زینبؑ

اپنے غازیؑ کو ڈھونڈتی پھری
راہ میں کبھی قید میں کبھی
یاد بھی کیا اور صدا بھی دی
دینے یہ خبر آئی ہے زینبؑ
اے لاشۂ بے سر تیرا سر لائی ہے زینبؑ

دل پہ نقش ہے شام کا سفر
پا برہنہ تھی اور ننگے سر
تھا ہجومِ عام دیکھی جدھر
خستہ جگر آئی ہے زینبؑ
اے لاشۂ بے سر تیرا سر لائی ہے زینبؑ

سر کھلے تھے ہم چادریں نہ تھیں
دور آسماں سخت تھی زمیں
غمگسار تھا کوئی بھی نہیں
دیکھ جاگ کر آئی ہے زینبؑ
اے لاشۂ بے سر تیرا سر لائی ہے زینبؑ

لُٹ گیا جو گھر غم نہیں کیا
مر گئے پسر غم نہیں کیا
شق ہو جگر غم نہیں کیا
ہاں برہنہ سر آئی ہے زینبؑ

اے لاشۂ بے سر تیرا سر لائی ہے زینبؑ

اب وطن کو میں کیسے جاؤں گی
تم کہاں گئے کیا بتاؤں گی
تم کو گھر میں جب میں نہ پاؤں گی
سوچتی اِدھر آئی ہے زینبؑ
اے لاشۂ بے سر تیرا سر لائی ہے زینبؑ

بس ریحانؔ بس روک لے قلم
داستانِ غم ہوچکی رقم
کربلا میں ہے اِک صدائے غم
تیرے روضے پر آئی ہے زینبؑ
اے لاشۂ بے سر تیرا سر لائی ہے زینبؑ

☆☆☆☆☆

شبیرؑ کا سرتن سے جدا ہوگیا جس دم

(سید محمد نقی، انجمن الاذوالفقار)

شبیرؑ کا سر تن سے جدا ہوگیا جس دم
تن خاک پہ سر نیزے پہ لے کر چلے اظلم
میدانِ بلا سوگ میں کرنے لگا ماتم
سیدانیاںؑ سر پیٹ کے رونے لگیں پیہم
شبیرؑ کا سر نیزے پہ کہتا تھا بدن سے
اللہ تجھے ڈھانپ دے اے کاش کفن سے

القصّہ یہ سر شام کے دربار میں پہنچا
قرآن سناتا ہوا پڑھتا ہوا نوحہ
آنکھوں سے ٹپکتا تھا لہو بر سرِ نیزہ
تھا رنج عیاں چہرے سے زینبؑ کی رِدا کا

جب کرب و بلا قید سے یہ قافلہ آیا
پھر سے جسد و سر ملیں وہ مرحلہ آیا

جس وقت نظر سر کی پڑی اپنے بدن پر
دیکھا کہ سجا زخموں سے ہے وہ تنِ اطہر
نہ گور مُیسر نہ کفن کے لئے چادر
گویا ہوا تب اپنے بدن سے سرِ سرورؑ

کیا حال میرے بعد ہوا کچھ تو بتا دے
کیا گزری بدن تجھ پہ وہ احوال سُنا دے

ناگاہ بدن پر ہوا اِک لرزہ سا طاری
جو زخم تھے سب پھٹ گئے خوں ہوگیا جاری
کہنے لگا وہ سر سے بصد گریہ و زاری
اے سر بڑی پُر درد ہے تقدیر ہماری

تُو نیزے پہ قران سناتا جو چلا تھا
گھوڑوں نے مجھے دشت میں پامال کیا تھا

پوشاک پُرانی جو دمِ قتل تھی مجھ پر
وہ لُوٹ کے سب لے گئے آخر کو ستمگر
اُنگلی میں انگوٹھی تھی نشانئ پیمبرؐ
اُس کے لئے اُنگلی پہ چلایا گیا خنجر

اعضائے بدن خاک پر یوں بکھرے تھے سارے
لگتا تھا کہ بکھرے ہیں یہ قران کے پارے

جلتی ہوئی ریتی نے مجھے ڈھانپنا چاہا
مجھ پر پرِ جبریلؑ بھی کرنے لگے سایہ
سورج نے تمازت کو بہت اپنی گھٹایا
پر نانا کی اُمت نے کفن بھی نہ اوڑھایا

میں خاک پہ جلتا رہا روتی رہیں زہرؑا
صدقے میرے اِس حال پہ ہوتی رہیں زہرؑا

تیروں پہ معلق تھا کہاں تھا میں زمیں پر
غربت پہ میری تڑپا بہت لاشۂ اکبرؑ
پھر بعد میں وہ تیرے ہوئے سینے سے باہر
اچھا ہوا اُس وقت نہ تھی سینے پہ دختر

سب تیر گزر جاتے سکینہؑ کے بدن سے
گر جاتا فلک فرش پہ اِس رنج و محن سے

سب قافلہ رُخصت ہوا میں رہ گیا تنہا
پھر جشنِ ظفر دشت میں کرنے لگے اعداء
عباسؑ کا لاشہ جو پڑا تھا لبِ دریا
وہ بھی میری مظلوی پہ خود نوحہ کناں تھا

مجھ پر تو اے سر بعدِ شہادت بھی جفا تھی
اے سر تو بتا شام کی جو آب و ہوا تھی

یہ سُن کر سرِ شاہؑ سے خوں ہوگیا جاری
لب ہلنے لگے دشت پہ لرزہ ہوا طاری

سر بولا نہ سُن پائے گا روداد ہماری
وہ راہِ مصیبت بڑی مشکل سے گزاری

وہ منظرِ غمناک میری آنکھوں نے دیکھے
دشمن کو بھی اللہ نہ دکھلائے وہ لمحے

زینبؑ کے کھلے سر پہ برستے رہے پتھر
تھی زد پہ طمانچوں کے سکینہؑ میری دختر
سجادؑ پہ دُرّوں کی تھی برسات برابر
بڑھتا تھا ستم اور، جو میں کہتا تھا رو کر

اے ظالموں دیکھو میری بچی کو نہ مارو
کچھ دیر کو سجاد کے یہ طوق اُتارو

کوٹھوں پہ تماشائی تھے اور اہلِ حرم تھے
جکڑے ہوئے زنجیروں میں عابد کے قدم تھے
اے میرے بدن میرے یتیموں پہ ستم تھے
اِک زینبؑ دلگیر تھیں اور سینکڑوں غم تھے

میں نے وہ ستم دیکھے ہیں ہالائے سَناں سے
پُرسے کو مَلک آگئے گھبرا کے جناں سے

رکھا گیا جس وقت مجھے طشتِ طلا میں
سر ننگے حرم آئے تھے دربارِ جفا میں
کفار کی سب عورتیں بیٹھی تھیں ردا میں
بے پردہ بہن میری تھی دربار، بلا میں

دنداں پہ چھڑی مار کے ظالم یہ پکارا
آواز دو کیوں آتا نہیں شیر خدا کا

دم توڑتے میں نے تو سکینہؑ کو ہے دیکھا
زندان میں مرقد میری بچی کا بنا تھا
کچھ غسل و کفن بھی نہیں ہو پایا تھا اُس کا
چپکا جو بدن سے تو اُترتا نہ تھا کُرتا

آنکھوں میں میری یہ جو لہو دیکھ رہا ہے
یہ حال سکینہؑ کے جنازے پہ ہوا ہے

یہ گفتگو سر اور بدن کی جو نقیؔ تھی
کربل کی زمیں اور فضا کانپ رہی تھی
رودادِ ستم جسم پہ اور سر پہ لکھی تھی
گودی میں لئے سر جو کھڑی بنتِ علیؑ تھیں

ریحانؔ وہ لاشے جو سرِ دشت پڑے تھے
وہ فرطِ غم و رنج سے سب کانپ رہے تھے

☆☆☆☆☆

فِضّہ جو ایک خاص کنیزِ بتولؑ تھیں

(سید محمد نقی، انجمن الاذوالفقار)

فِضّہ جو ایک خاص کنیزِ بتولؑ تھیں
بیتِ نبیؐ میں آیتِ حق کا نزول تھیں
زہرؑا جسے پسند کریں ایسا پھول تھیں
حسنینؑ کو یہ ماں کی طرح سے قبول تھیں

جُھک کر حسنؑ حسینؑ کیا کرتے تھے کلام
مادر سے پہلے اُن کو کیا کرتے تھے سلام

وہ جانتی تھیں کیا ہیں طہارت کی منزلیں
طے کر رہی تھیں سانسوں میں عصمت کی منزلیں
تھیں اُن کے راستے میں امانت کی منزلیں
بتلا رہی تھیں سب کو رسالت کی منزلیں
قرآن و اہلبیت کی تفسیر کرتی تھیں
پلکوں سے اسمِ فاطمہؑ تحریر کرتی تھیں

سب تخت و تاج چھوڑا تھا عشقِ بتول میں
گھل مل گئیں تھیں پائے امامت کی دھول میں
کیا اُن کا مرتبہ تھا نگاہِ رسولؐ میں
خوشبو مثال تھیں یہ نبوتؐ کے پھول میں
کہنے کو تھیں کنیز مگر شانِ الاماں
اُن کو شہیدِ کرب و بلا نے کہا ہے ماں

زینبؑ سی عالمہ بھی اُسی تربیت میں تھی
تھی علمِ سیدہؑ کی جو فِضّہ میں روشنی
زینبؑ کے ساتھ ساتھ وہی شام تک گئی
کوہِ الم کئی ملے ٹھوکر نہیں لگی
چاندی تھا نام صبر کا دُر بن کے آئیں تھیں
یہ سیدہؑ کی بزم میں حُرّ بن کر آئیں تھیں

وہ کربلا میں عصر کا ہنگام الاماں
اِک تشنہ لب حسینؑ ہزاروں تھیں برچھیاں
خیمے کے در پہ خاک اُڑاتی تھیں بیبیاںؑ
ناگاہ بن میں شامِ غریباں ہوئی عیاں

مقتل میں شادیانوں کے بجنے کا شور تھا
جلتے گھروں میں چادریں لٹنے کا شور تھا

گھوڑے جو دوڑنے لگے لاشِ حسینؑ پر
زینبؑ کے ساتھ فضہ نکل آئیں ننگے سر
زینبؑ بھی دل فگار تھیں یہ بھی تھیں نوحہ گر
کہتی تھیں اے حسینؑ میرے پارۂ جگر
تیری بلائیں لے کے یہ لونڈی نہ مر گئی
اے لال میری موت نہ جانے کدھر گئی

کہتی تھیں یہ کنیز وفائیں نبھائے گی
زینبؑ کے ساتھ قید میں فضہ بھی جائے گی
جتنے بھی رنج آئیں گے دل پر اُٹھائے گی
فِضّہ تیری بہن کی ردا بن کے جائے گی
دُرّہ تیری بہن پہ اُٹھائے گا جب شقی
زینبؑ سے پہلے دُرّہ وہ فِضّہ ہی کھائے گی

ہاں اے نقیؔ یہ بات بھی بزمِ عزا میں ہو
جانا اگر کسی کا بھی کربلا میں ہو
سجدہ ادا جو مرقدِ شاہِ ھدیٰ میں ہو
فِضّہ کا واسطہ بھی تمہاری دعا میں ہو
فِضّہ کا نام سُن کے کہیں گے میرے امام
اماں غریب بیٹے کا لے لیجئے سلام

ریحانؔ کیا بیاں ہو فِضّہ کی منزلت
مستور میں نہیں کوئی ایسی وفا پرست

عباسؑ کی وفا سے اُنھیں دوں مناسبت
زینبؑ کی طرح گزرے ہیں آلام اُن پہ سخت
سائے کی طرح ساتھ رہی ہیں حیات میں
سوتی ہیں بعدِ مرگ بھی زینبؑ کے ساتھ میں
فِضّہ جو ایک خاص کنیزِ بتولؑ تھیں

☆☆☆☆☆

یا عونؑ محمدؑ، یا عونؑ محمدؑ

(سید محمد نقی، انجمن الاذوالفقار)

سر تا بہ قدم روحِ وفا عونؑ و محمدؑ
کردار میں جعفرؑ باخدا عونؑ و محمدؑ
آئینۂ عباسؑ تھے عکسِ ابو طالبؑ
بچپن میں ہی ازبر رہے قرآں کے مطالب
یعنی اسدِ کرب و بلا عونؑ و محمدؑ
سر تا بہ قدم روحِ وفا عونؑ و محمدؑ
کردار میں پیکار میں گفتار میں دیکھا
جز حضرتِ عباسؑ تو ثانی نہ تھا اُن کا
جس وقت ہوئے محوِ وغا عونؑ و محمدؑ
سر تا بہ قدم روحِ وفا عونؑ و محمدؑ
تصویرِ علیؑ دونوں تھے میدانِ وغا میں
جب برسرِ پیکار ہوئے کرب و بلا میں
تھے اکبرؑ و عباسؑ نما عونؑ و محمدؑ

سر تا بہ قدم روحِ وفا عونؑ و محمدؑ
تاکید تھی مادر کی سوئے نہر نہ جانا
پیاسے ہو تو پیاسے ہی گلے اپنے کٹانا
رَد کیسے کریں ماں کا کہا عونؑ و محمدؑ
سر تا بہ قدم روحِ وفا عونؑ و محمدؑ
میدان میں جب دونوں کی تلواریں چلی تھیں
دو بجلیاں اِک وقت میں اعدا پہ گری تھیں
تھے جوشِ علیؑ قہرِ خدا عونؑ و محمدؑ
سر تا بہ قدم روحِ وفا عونؑ و محمدؑ
لڑتے ہوئے جب زین سے آئے وہ زمیں پر
مقتل میں بچھانے لگے جبریلؑ امیں پر
یہ ماں کی دُعا کا تھا صِلہ عونؑ و محمدؑ
سر تا بہ قدم روحِ وفا عونؑ و محمدؑ
صد شکر نقیؔ لب پہ ہے اُن بچوں کا نوحہ
جان دے کے سرِ زینبؑ مُضطر کیا اونچا
جب ہوگئے ماموں پہ فدا عونؑ و محمدؑ
سر تا بہ قدم روحِ وفا عونؑ و محمدؑ
ریحانؔ عزا عونؑ و محمدؑ کی عزا میں
شامل ہیں میرے لفظ بھی زینبؑ کی دعا میں
کرتے ہیں مجھے لفظ عطا عونؑ و محمدؑ
سر تا بہ قدم روحِ وفا عونؑ و محمدؑ

☆☆☆☆☆

اے شاہِ شہیداںؑ

(سید محمد نقی، انجمن الاذوالفقار)

اے شاہِ شہیداںؑ، اے میرے برادر
خواہر تیرے قرباں، اے میرے برادر

ہے شامِ غریباں کا اندھیرا میرے بھیّا
جلتے ہوئے خیموں کا پہرہ میرے بھیّا
اب کوئی مدد کو نہیں آتا میرے بھیّا
صد چاک ہوا میرا کلیجہ میرے بھیّا
اب کوئی نہیں میرا سہارا میرے بھیّا
اے شاہِ شہیداں، اے میرے برادر

عباسؑ گئے قاسمؑ و اکبرؑ بھی سدھارے
مارے گئے وہ پھول میرے آنکھوں کے تارے
دیکھو کہ ردا اب تو نہیں سر پہ ہمارے
اس حال میں ماں جائی بہن کس کو پکارے
کانوں سے سکینہؑ کے بہے خون کے دھارے
اے شاہِ شہیداں، اے میرے برادر

تم قتل ہوئے پانی بھی تم نے نہیں پایا
تم نے تو اُٹھایا تھا جوان لال کا لاشہ
لاشے کو تیرے ہائے زمیں سے نہ اُٹھایا
بعد آپ کے بھیّا ہمیں اعداء نے ستایا
اسباب تو کیا جھولائے اصغرؑ بھی جلایا
اے شاہِ شہیداں، اے میرے برادر

برچھی میں وہ اُلجھا ہوا اکبرؑ کا کلیجہ

اور ایسے میں آپہنچا تھا جب قاصدِ صغریٰؑ
کس طرح کلیجے کو تھا سینے میں سنبھالا
مضمون وہ اشکوں سے جو صغریٰؑ نے لکھا تھا
مرتے ہوئے اُس لال کو کس طرح سُنایا
اے شاہِ شہیداں، اے میرے برادر

جب کاتبِ تقدیر کی کانپی تھی کلائی
کس طرح لحد اصغرؑ ناداں کی بنائی
روتی تھی زمیں عرش بھی دیتا تھا دہائی
جس وقت ملی خاک میں بانو کی کمائی
وہ چاند سی صورت جو تہہِ خاک چھپائی
اے شاہِ شہیداں، اے میرے برادر

جب نہر سے بازوئے علمدارؑ اُٹھائے
کیا بیت گئی ہوگی دلِ زار پہ ہائے
ترخوں میں مشکیزے کو سینے سے لگائے
سقائے سکینہؑ جو نظر خاک پہ آئے
کیوں بیٹھ گئے خاک پہ نظروں کو جھکائے
اے شاہِ شہیداں، اے میرے برادر

جب آپ کی گردن پہ چلی ظلم کی تلوار
مظلوم بہن آپ کی تھی بے کس و لاچار
اور ضُعف سے اُٹھ سکتے نہ تھے عابدؑ بیمار
رُخ سوئے نجف کر کے پکاری میں کئی بار
امداد کرو آکے میری حیدرؑ کرار
اے شاہِ شہیداں، اے میرے برادر

میں رہ گئی تم مر گئے اس دشتِ بلا میں

کیوں نام میرا لکھا نہ فہرستِ قضا میں
کس طرح چھپاؤں تیرے لاشے کو رِدا میں
بے مُقنہ و چادر ہوں سرِ کرب و بلا میں
کب تک سہوں تنہا یہ ستم اور جفائیں
اے شاہِ شہیداں، اے میرے برادر

پہچان لیا مجھ کو کسی نے تو کہوں کیا
بتلاؤ تم ہی مجھ کو کوئی حل میرے بھیا
سر تیرا گیا میرا بھی باقی نہیں پردہ
یاں دھوپ میں بے گور و کفن ہے تیرا لاشہ
زینبؑ سی زمانے میں کوئی ہوگی نہ دُکھیا
اے شاہِ شہیداں، اے میرے برادر

اُس شہر میں سوچو تو بھلا جاؤں گی کیسے
شہزادی کی صورت، جہاں دن میں نے گزارے
تھا تختِ حکومت جہاں بابا کا ہمارے
پہنچوں گی جو اُس شہر میں نظروں کو جُھکائے
مرجاؤں گی، مرجاؤں گی، بس شرم کے مارے
اے شاہِ شہیداں، اے میرے برادر

ریحانؔ سرِ دستِ بلا زینبؑ دلگیر
رو رو کے یہ ہی کرتی رہی درد کی تقریر
پردیس میں بگڑی ہے نبیؐ زادی کی تقدیر
چادر میری چھینی گئی مارے گئے شبیرؑ
سجادؑ کے پیروں میں بھی ہے آہنی زنجیر
اے شاہِ شہیداں، اے میرے برادر

☆☆☆☆☆